

Posted on Kitab Nagri

کتاب نگری سپیشل



ناول
میرے انجان مہربان
تحریر: ایس مروہ مرزا
www.kitabnagri.com

کتاب نگری

www.kitabnagri.com

Posted on Kitab Nagri

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Digest

www.kitabnagri.com

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted on Kitab Nagri

ناول: میرے انجان مہربان

تحریر: ایس مروہ مرزا

1 سے 14 تک اقساط

میری قسمت کو نئی راہ دیکھانے والے

میری قسمت میں محبت کا سفر ہے کہ نہیں

میرے انجان مہربان! یہ بتادے مجھ کو

تیرے خوابوں میں کہیں میرا گزر ہے کہ نہیں

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

"آپکو پتا ہے دائم، محبت کب ہمارے لیے مبارک ہوتی ہے؟۔۔۔۔ امم میرے خیال میں جب ہمیں کسی کی سچی دعا لگتی ہے، کیا آپکو علم ہے سچی دعا کہاں سے ملتی ہے۔۔۔۔"

Posted on Kitab Nagri

مسلسل کسی حسن سے لدی آپسرا کے شب دیز جیسے بال، ہلکی سرمئی سی رات کی فضا میں لدی ہوا سے مہکنے کے بعد سرمستی میں گم تھے۔

سامنے بادلوں کی اوٹ میں چھپا چاند بھی اس حسن والی سے لاج کھائے بار بار چھپ رہا تھا۔

"سچی دعا تمہیں میرے مکمل پاس آکر ملے گی، کسی اور ذی روح کی اتنی مجال اور سکت کہاں کے وہ دائم شہروز کے ہوتے ہوئے اسکی ماہی کو کوئی بھی دعو دے، اور میں نے تمہارے لیے تمہاری دعا کر دی ہے۔ جلد محبت مبارک بھی ہوگی اور اس بھی"

گھمبیر سی چاشنی میں لپٹے گلابی مائیل مردانہ ہونٹوں سے یہ فقرے نکل کر ماہی کی سماعت کو چوم رہے تھے۔

اسکی گال پر پڑتا ڈنیل جو صرف دائم کی گہری دل سے اٹھتی مسکان پر ہی نمودار ہوتا تھا، آفت تھا۔

ہائے ماہی کی سب سے بڑی کمزوری تھا، کتنی پیاری ہنسی تھی اس گہری سرمئی آنکھوں والی کی جس پر اک شیر جوان مرد ہار گیا تھا، وہ آج اسکی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ چلا چلا کر اس پوری کائنات کو بتائے کہ ماہی صرف اسکی

www.kitabnagri.com

ہے۔

وہ اسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر اسکی مقدس پیشانی اور مبارک آنکھوں کو چوم کر عہد جنون کا آغاز چاہتا تھا۔

کسی دلربائی غضب کو اوڑھ کر رمانی رنگ میں نہائے وہ نسوانی نازک ہونٹ جن پر دائم کی بات سن کر اور محبت کی نرمی محسوس کر کے دلفریب مسکان سج گئی۔

منظر نے کہا کہ تھم جا، تھم جا کہ یہ آنکھیں کسی درویش کی ہیں۔

Posted on Kitab Nagri

کسی عشق کی اونچی مسند پر فائز دیوانی کی، سیاہ نشینی کچھ انکا مقدر تھی اور کچھ وہ پگلی بھر بھر کر سیاہی انڈیل لیتی تھی۔

"میرے دل کے واحد قرار، میری خزاں رسیدہ ذات کی اکلوتی بہار۔۔۔ خدا را اس عہد کو بھول مت جائیے گا جو آج آپ نے اپنی ماہی سے کیا ہے، محبت اور فرض کے بیچ میں نے محبت چنی اور آپ پر ابدی اعتبار کر لیا ہے، میں منتظر ہوں کہ آپ جلد اپنی ماہی کو اپنے شایان شان عزت اور مقام بخشیں "چھوٹے سے صحن میں لگے رنگ برنگے پھولوں کا جان فزا عطر خوشبو کی طرح ماہی اور دائم کے وجود کو حصارے ہوئے تھا، روبرو کھڑا جان قلب جی جان سے مسکرایا تھا۔

"تم جیو سر مئی آنکھوں والی، وعدہ کرتا ہوں کہ یہ دنیا، یہ ظالم زمانہ بھی میرے اور تمہارے بیچ آن ٹھہراتو میرے دل کی صدائیں تم تک ہر بندش توڑ کر پہنچیں گی، تم یاد رکھنا کہ تم پر اس دنیا میں صرف ایک شخص مہربان ہے، دائم شہروز "وہ اپنی آنکھیں آسودگی سے موندھ کر ماہی کو اپنا رہنے کی تاکید کر رہا تھا، وہ تو دل و جان سے راضی تھی۔

"مجھے آپ پر یقین ہے دائم "سامنے کمال کا بھروسہ جگمگایا، زندگی سے بھری آنکھیں اور مسکراہٹ دائم شہروز کی پہلی اور آخری آسانی تھیں۔

وہ ملاقات کا سحر گھر تک لائی تھی، خود پر اوڑھی چادر ہٹا کر اس نے آج اپنے حسن کی سرفرازی کو ستائشی انداز میں سراہا۔

Posted on Kitab Nagri

ماہی نے اپنے آپ کو اپنے لباس کو ستانشی نگاہ سے

آئینے میں دیکھا جو خاص نگینوں اور یاقوتی موتیوں سے سجا تھا، وہ ایک چھوٹی سی فراک تھی جس کے سنگ چوری دار پاجامہ اور آنچل پر دو دو انگلیاں پھر سے ویسے موتی جڑھے تھے جن میں ایک لائن سفید چمکتے ہوئے اور دوسرے رمانی تھے۔

وہ اسکے سہاگ کا جوڑا تھا، جسے اس نے اب اپنے وجود سے ہٹا کر اس ظالم سماج سے چھپانا تھا، اور ایسا چھپایا کہ اسکو دیمک کھا گئی۔

یک لخت سائیں سائیں کی آواز گونجی اور گہرا دلخراش سناٹا پھٹ کر پھیلا اور ان دونوں کی زندگی میں اک نہ ختم ہونے والا اندھیرا کر گیا۔

خیال سے کسی بد نما ناہنجار حقیقت نے منعام جہانگیر کو واپس ظالم دنیا میں پٹخ دیا تھا، دل درد سے پھٹ رہا تھا۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

جھر مٹ کی صورت کھینچے لوگوں نے دل کھول کر آہ وبکا کی تھی، اس حادثے کی گونج دیکھنے والے کہتے ہیں دور دور تک سنائی دی تھی اور آگ کا اک دیو ہیکل شعلہ فلک بوس کی دیواروں سے ٹکرایا تھا، محبت میں امتحان کا وقت شروع ہوا چاہتا تھا۔

کیونکہ

"یہ عشق نہیں آسان، بس اتنا سمجھ لیجئے

Posted on Kitab Nagri

اک آگ کا دریا ہے،،،،،،،،،، اور ڈوب کے جانا ہے "

کچھ وقت پہلے تک سب بہت خوبصورت تھا، مگر اس خوبصورتی کو کالی نظر کھا گئی، بد نما جلن چاٹ گئی اور کسی بے بس سے دیوانے کو یہ کائنات دیکھتے ہی دیکھتے اپنے اندر نگل گئی۔



دو ہفتے پہلے ___ ماضی

Posted on Kitab Nagri

موسم بہار کی آمد آمد تھی اور منعام جہانگیر کے سنہرے دل آفریں روپ کی طرح اسکا یہ چھوٹا سا گھر بھی جا بجا سنہرے کھلتے گلابوں سے جگمگا رہا تھا۔

شہر ملتان کے ایک چھوٹے سے محلے محمد آباد میں رہائش پذیر جہانگیر فلک پیشے کے اعتبار سے ماہر درزی تھے، ساری عمر عزت کی کم مگر حلال روزی کمانے کے بعد اب اپنی دکان اپنے شاگرد خاص کے حوالے کر کے خود گھر میں طبیبوں کی ہدایت پر آرام جیسے ناگزیر حکم کے پابند تھے۔

اچھے وقتوں کی دکان اور ایماندار شاگرد کی بدولت وہ ہر ماہ جہانگیر صاحب کو اتنے پیسے بھیج دیتا تھا جس سے یہ دونوں باپ بیٹی سکھ کی سانس کے ساتھ دو وقت کی بہترین روٹی کھا لیتے تھے۔

جہانگیر فلک نے نہ صرف اپنی سفید پوشی کا تمام عمر بھرم رکھا تھا بلکہ اکلوتی اور عزیز جگر کے گوشے کی مانند بیٹی کو بھی عزت اور احترام کے ساتھ پالا تھا۔

وہ بچپن سے بہت سمجھدار اور قابل تھی، سکول تک اسکی فیس گورنمنٹ سکول میں جانے کے باعث اور ماسٹر جہانگیر کے عزت دار نام کے سنگ ختم کر دی گئی جسکی وجہ نے منعام کو پرورش کے ساتھ تعلیم کی بھی اچھی سہولت ملی۔

Posted on Kitab Nagri

میٹرک میں اچھے اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوتے ہی اسکا وظیفہ مقرر ہو گیا تھا جسکے باعث سکول کے بعد کالج کی ساری تعلیم ماہی اپنے بل بوتے پر حاصل کر رہی تھی اور یہ وہ آسانی تھی جو جہانگیر فلک کے دل کو آسودہ رکھتی تھی۔

ملتان کالج آف کامرس میں ماہی چودھویں کی ہونہار طالبہ تھی۔

سکول کے بعد کالج کی فیس اور اخراجات کے لیے ماہی خود ایک آئیڈمی میں نویں اور دسویں کے بچوں کو پڑھالیا کرتی تھی اور اس طرح دونوں کی زندگی قدرے آسانی سے گزر رہی تھی۔

مگر پچھلے کچھ ماہ سے بابا کی بگھڑتی طبیعت ماہی کے ذہن و دل کو بہت پریشان رکھتی تھی، وہ چاہ کر بھی بابا سے کچھ نہیں کہہ پاتی تھی۔

جہانگیر عارضہ قلب میں مبتلا انسان تھے اور ماہی کے لیے اس دنیا میں چھاؤں اور آرام کا ذریعہ تھے۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

"باباجان آپ کی طبیعت کیوں بار بار ناساز ہو رہی ہے، کیوں اپنی ماہی کا دل دہلاتے ہیں۔ یہاں دیکھیں اب اگر آپ کو اتنا سنا بخار بھی ہو اتورودوں کی پھر چپ کرواتے رہیے گا" مسلسل سرخ گوشوں والی آنکھیں معصومیت سے رگڑتی ہوئی ماہی بابا کے شفیق چہرے پر نگاہیں جمائے انکے ضعیف ہاتھ پر بوسہ دیتی شکایت آنکھوں میں سجائے بولی تھی اور وہ ہمیشہ کی طرح جی جان سے مسکرائے تھے۔

Posted on Kitab Nagri

انگلیوں کو جوڑ کر ماہی کے 'اتنے بخار' پر ہی مسکراہٹ انکے چہرے پر سچی مگر وہ اس وقت سخت خفا بلکل بھی رونا چھوڑنے پر ہر گز راضی نہ تھی۔

"میرے بچے یہ صحت میرے بس میں تھوڑی ہے، بہت کوشش کرتا ہوں مگر ناکامی سی ہو جاتی ہے۔ تم یوں رو دو گی تو تمہارے پہلے سے ہلکان بابا مزید بیمار ہو جائیں گے" جہانگیر صاحب سے خود ماہی کی حالت کہاں دیکھی جاتی تھی، ایک کانٹا تک انہوں نے جس بیٹی کو چھنے نہیں دینا تھا آج وہ ایک طرح مشین سی بن کر رہ گئی تھی۔ صبح کالج اور کالج سے گھر سارے کام کرنا اور پھر آکئیڈمی چلے جانا، بابا کا دھیان بھی رکھنا مگر بابا کی گرتی صحت اسکی ہمت بھی توڑ رہی تھی۔

"کوئی نہیں، آپ ہر بار ایسے ہی کہتے ہیں۔ بابا یہ تو سوچیں کے آپکی ماہی کا آپ کے سوا ہے کون" یہ بات ماہی نے بابا سے تو کر دی مگر اسکا دل جانتا تھا کہ پیارے بابا کے سوا کوئی اور بھی ہے جو منعام جہانگیر کے دل کی دھڑکن ہے۔

www.kitabnagri.com

یوں لگا تڑپتا ہوا ماہی کا دل ان سنی سی ڈھارس سے پر سکون ہوا تھا، مگر پھر یک لخت اسکے چہرے پر ویرانی سمٹ آئی۔

دائم کا ذکر وہ بابا سے کبھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ بابا کے بقول وہ صرف اپنے رانجھن عالم معراج خان کی ہے۔ یہ وہ پھانس تھی جو ماہی کے دل کا بہت بڑا درد تھی تبھی وہ ہر وقت خود سے اپنے دل و دماغ سے لڑتی رہتی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

یہ تو خود ماہی بھی جانتی تھی کہ اسکے بابا اسکے لیے اب کسی کم پر راضی نہیں ہوں گے۔

وہ ماہی کو اپنے جیسے کسی مفلس کے ہاتھ دینے پر جتنے اس وقت نرم تھے، اتنے اُس وقت برہم ہو جاتے تھے۔

انہوں نے ماہی کو بہت پہلے اپنے بہت امیر و کبیر دوست مقصود خان کے غائبانہ بیٹے کے لیے پابند کر دیا تھا مگر ماہی خود تو پابند ہوئی مگر اپنے دل کو بغاوت سے نہ روک پائی۔

دل ہار بیٹھی، اپنے دیوانے کے آگے۔

وہ مرد جاہ کالج آف کامرس ملتان کا انگلش پروفیسر تھا مگر منعام جہانگیر پر پہلی ہی نظر میں ہار گیا تھا۔

مگر وہ بھی دل و جان سے ماہی کی طرح بے بس اور حالات کی زد میں آیا کہ ہوا کا جھونکا ہی تھا۔

اپنوں نے اسے لوٹ لوٹ کر فقیر کر دیا تھا، بہت بڑا فقیر۔

"اچھا میں وعدہ کرتا ہوں اپنا خیال رکھوں گا، جاؤ تم کالج جاؤ" بظاہر تو بابا نے اس کھوئی پری کو مطمئن کر کے بھیج دیا مگر بے دلی سے ہی وہ سر ہلائے پہلے تو بابا جان کے سینے پر سر رکھے پیار لیے کچھ پر سکون ہوئی اور پھر بابا کا ناشتہ بنا کر انکو دیتی خود بھی کالج کے لیے تیار ہونے کمرے کی سمت بڑھ گئی۔



Posted on Kitab Nagri

بلیک پینٹ اور ہلکی آسمانی شرٹ کے گریبان میں ٹائی کو بہت جنبجھلاہٹ میں ڈالتے ہوئے دائم کے چہرے پر تھوڑی فکر اڈی صاف صاف دیکھائی دے رہی تھی۔

آئینے میں اک مدت ہو گئی تھی اس نے اپنی حسین اور وجیہہ صورت اور قد آور سراپا دیکھنا چھوڑ دیا تھا، کوئی نہیں کہہ سکتا تھا ڈیرھ لاکھ کمانے والا، کئی اراضی کا اکلوتا وارث آج اس خستہ حال کو بھی پہنچنے والا تھا۔

آج یہ وقت تھا کہ دائم شہر و خود تو اسیری کاٹ ہی رہا تھا مگر اسکی سانسیں بھی غلام تھیں۔

دو خود غرض اور بے حس اپنوں کی بے رحمی جھیلنے جھیلنے وہ اپنی دلربا جوانی میں پہنچ کر بھی تھکا ہارا اور بے بس تھا۔

یہ بے بسی ممکن تھا ڈپریشن بن کر اسکی جان لے لیتی اگر اسکی زندگی میں منعام جہانگیر جیسی آسانی نہ ہوتی۔

کالج میں سرسری سامنا جہاں دونوں کے دل بے ہنگم کر گیا وہیں دونوں حالات سے مجبور ایک ہی آکیڈمی میں جاب کرتے تھے۔

سہی کہتے ہیں اوپر سے مضبوط اعصاب والے اندر سے کتنے شکستہ ہوتے ہیں یہ تبھی معلوم ہوتا ہے جب ہمارا واسطہ کسی ایک ٹوٹے انسان سے پڑتا ہے۔

Posted on Kitab Nagri

بلکل ماہی اور دائم کی طرح جن دو کو انکی مجبوریوں، انکے بے رحم حالات نے ایک دوسرے کے دل اور جان میں حلول کر دیا تھا۔

انتیس سالاد دل کا مہربان، اپنے آستین کے سانپ جیسے سوتیلے باپ پر بھی اپنا سب وار کر بھی اف تک نہیں کرتا تھا۔

اپنی درد دیتی سوچوں سے وہ اک سوہان روح دھاڑ پر مڑا، سامنے منہ پر آگ جلائے کھڑا اسکا نوابی سوتیلا بھائی حسنین منصور کھڑا اسے جلا دیتے انداز میں کاٹ کھانے کی طرح دیکھ رہا تھا۔

"واقعی، سوتیلے ہیں آپ ثابت کر دیا" حسنین کی اس لرزاں خیز بات نے دائم کی رہی سہی چلتی کائنات بھی روک دی اور وہ شکستہ سا اپنے عزیز جان بھائی کے منہ سے ایسی سفاک بات سن کر دل سے زخمی ہوا۔

"سوتیلا نہیں ہوں، سنا تم نے۔ آج کے بعد تمہاری زبان پر یہ گندالفظ آیا تو بہت برا ہو گا۔ کیا تم نہیں جانتے میری جان ہو تم۔ ہو سکے تو دوبارہ مجھے ایسی تکلیف سے مت گزارنا، سمجھ آرہی ہے" وہ آنکھیں جو کسی درویش کی تھیں، اس ظلم پر آب آب دہک اٹھیں۔

ایسی آتش جسے اسکے دل پر گرتے آنسو بھی بجھانہ پائے، اپنے چہرے کی ہر مہربان لہر پر تکلیف کا سایہ اوڑھے ہوئے وہ دل سے دکھی تھا۔

اسکے سامنے کھڑا وہ ہٹ دھرم اکڑا، اور اپنی ضد پر اٹل ہوا لڑکا اسے حقارت سے گھور رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

کمرے سے باہر تک لاؤنچ میں دائم کی اس پست مگر اخیر دلخراش وارنگ سے سائیں سائیں ہونے لگی، کمرے سے کچھ پرے کوئی استہزایہ نگاہ ان دو بھائیوں کے بیچ آگ لگا کر چشن میں جگمگا رہی تھی۔

"سوتیلے ہی ہیں آپ، کیا ہی کیا ہے آپ نے میرے لیے۔ یہ زندگی تو آپ کے احسان کے بنا بھی مجھے باآسانی مل سکتی ہے۔ کالج کے اتنے بڑے پروفیسر ہو کر آپ مجھے یعنی حسنین منصور کو ٹکے ٹکے کی چیزوں کے لیے ترسائیں گے۔ واہ واہ کیا سگاپن ہے" بڑے بھائی کی آنکھوں میں جلتی لہر کو چنداں اہمیت نہ دیتا وہ خود سر اور باغی اس سے زیادہ با آواز بلند چلایا تھا، دائم کے دل کے یہ کم عقل ایک لمحے میں ہزاروں ٹکڑے کر چکا تھا۔

"مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ میری تربیت ہے، تم کیسے اتنے زہریلے ہو سکتے ہو۔ اپنی آنکھیں کھولو، میرا سب کچھ تمہارا ہے۔ یہاں تک کہ یہ جان بھی، کچھ وقت مانگا تھا میں تمہاری ہر خواہش پوری کروں گا" دائم کالجہ تاسف سے بھیگ کر بھی کچھ برہم ہوا اور حسنین نے اسے یوں دیکھا جیسے آنکھوں میں پلتی نفرت سے دائم شہزور کو جھسم کر دینا چاہتا ہو۔

"ھاھا وہی بہانے، سچ تو یہ ہے کہ آپ نے نہ کبھی بابا کو اپنا سگا سمجھا نہ مجھے اپنا بھائی۔ اپنے آپ کو آپ نجانے کونسی توپ سمجھتے ہیں، پیسے کا غرور آگیا ہے آپ کو اور ظاہر ہے اس غرور میں آپ کو ہم سوتیلے کہاں دیکھائی دیں گے" حسنین مسلسل دائم کا ضبط آزما کر لفظوں کا زہر اس پر انڈیل رہا تھا جو کرب کے دہانے پر کھڑا خود کو مسمار ہو جانے سے روکے ہوئے تھے۔

Posted on Kitab Nagri

پہلے تو یہی باپ دائم شہزور سے اسکی رہی سہی جائیداد اپنے نام لگوا کر عیاشی اور جوار پنے میں برباد کر چکا تھا اور اب جب دائم کی طرف سے کمی آجاتی تو باپ اپنے اس سگے مہرے کو زہریلا کر کے سوتیلا ثابت کرنے میں ایک لمحہ نہ لگاتا تھا۔

ڈیرھ لاکھ اسکی سیلری تھی جس میں وہ ہر مہینے اسی ہزار ہارون منصور کی ہتھیلی پر رکھتا تھا اور ان دو کو پالتا بھی تھا۔ جائیداد کارہاسا سہارہ چھن جانے کے بعد دائم کے پاس کوئی سہولت نہیں بچی تھی، باقی کے ستر ہر ماہ بچانے کے باوجود لگ جاتے تھے۔

اوپر سے حسنین کی بڑھتی خود سری اور بڑھتی فرمائشیں اب دائم کو اپنا آپ بھی بیچنے پر اکسار ہی تھیں۔

ان دونوں سوتیلوں کو پالتے پالتے دائم شہر وز کا اپنا ماں کی آخری نشانی والا بنگلا نما گھر تک بک گیا، اور اب یہ حالات تھے کہ وہ ایک چھوٹے سے تین کمروں والے گھر میں آچکے تھے۔

سارا دن وہ مشین بننا کام کرتا تھا مگر پھر بھی راحت کا ایک پل اسکے نصیب میں نہ تھا۔

یہاں تک کے کالج کے بعد اس نے اپنے اور ماہی کے بہتر مستقبل کے لیے آکڈمی تک جوائن کر لی تھی، مگر حالات تھے کہ بدستور دلدل میں دھنسا رہے تھے۔

"اتنی تکلیف مت دو، یہ تم بھی جانتے ہو کہ دائم شہزور کا بس چلے تو تم دونوں کے لیے اپنا آپ بیچ دے۔ تھوڑا ہاتھ تنگ ہے ورنہ میں تمہیں تمہاری گاڑی ایک بار میں لے دیتا" دائم نے اب کی بار تھوڑی عاجزی اور نرمی سے

Posted on Kitab Nagri

اپنے برابر پہنچتے مگر عقل سے پیدل نوابی بھائی کا چہرہ تھامے درخواست کی جس پر وہ نخوت پن اور حقارت سے اسکے ہاتھ جھٹک چکا تھا۔

"میری دفعہ ہاتھ تنگ ہے، بھاڑ میں گئی کار۔ آج کے بعد آپ سے کچھ نہیں چاہیے" پوری ڈھٹائی سے وہ وارنگ دیتے انداز میں کہہ کر کمرے سے نکلتے ہی گھر کے بیرونی دروازے کی سمت لپکا اور باقاعدہ دروازہ پٹخا جس پر ناصرف دائم نے کرب سے پیشانی مسلی ساتھ ساتھ سامنے آکر تن کر کھڑے ہارون منصور کو دیکھ کر جبرے بھیچے جو دائم کو بادشاہ سے فقیر بنا کر دلی فرحت محسوس کر رہا تھا۔

"آپ کیوں اس کے ذہن میں میرے لیے زہر بھر رہے ہیں، ایسی کیا خطا ہوئی ہے مجھ سے بابا۔ آج تک جو بھی میرے پاس تھا سب آپ کو دیا، دیتا ہوں۔ مجھے بتائیں آخر میں مر جاؤں تو چین آئے گا؟" یہ سامنے کھڑا شخص اسکی بے بسی کا تماشا دیکھ رہا تھا، گہرے بھورے بھوسکی کے عمدہ لباس میں ملبوس لگ بھگ پچاس سالایہ شخص دائم کو ہر ظلم کے باوجود صرف اس لیے عزیز تھا کہ وہ اسکی ماں کی محبت تھا۔

اور اسی محبت میں وہ مرتے وقت ان دو خود غرضوں کی کفالت کا ذمہ ہلکان اور نڈھال سے دائم شہر وزیر ڈال گئیں تھیں۔

ایک ایسی ذمہ داری جس نے دائم کی رگیں خون سے خالی کر دیں تھیں، خوبرو اور حسین سادل والا، مہربان سا دائم زندگی جی کم گھسیٹ زیادہ رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"خوب ہے بھئی، یعنی مر کر ہم دو کی ذمہ داری سے آسان فرار چاہتے ہو۔ مرنے تو نہیں دوں گا تمہیں، بس ہمیں آسائش والی زندگی واپس دو تاکہ ہماری شکایات دور ہوں۔ اس چھوٹے گھر میں میرا دم گھٹتا ہے۔ اور ہاں یہ جو آجکل تمہارے دل میں محبت نامی خرافات اٹھ رہی ہیں ان سے پہلی فرصت میں توبہ کرو، یاد رکھنا دائم شہر و ز صاحب! موت موت کرنے والے مجبور اور اکتائے انسان کو حقیقی موت دینا ہارون منصور خوب جانتا ہے" ان لوگوں کی بے رحمی پر بھی دائم کا مہربان دل آج تک قائم تھا حیرت تھی، وہ اس ٹارچر میں ساری زندگی رہا تھا اور اب تو یہ اسکی دردناک زندگی کا حصہ تھا۔

وہ شخص سب چھین کر بھی آزر دگی اوڑھے دائم سے اسکی زندگی تک چھین لینا چاہتا تھا، دائم کی آنکھوں کے گوشے تو گلابی پن چھوڑتے ہی بہت کم تھے۔

"وہ میری واحد آسانی ہے بابا، خدا کے لیے مجھے اس سے دور ہونے کا یہ سوا ہاں روح حکم مت سنائیں" دائم کی آنکھوں میں برداشت سے باہر اس حکم پر نمی تھی اور ہارون کے چہرے پر ویسا تاثر تھا جیسے میدان جنگ میں دشمن کے سپاہیوں کو ٹھڈے مارنے والوں کے چہروں پر ہوا کرتا ہے۔

"میں نے یہ حکم بہت پہلے کر دیا تھا دائم، یاد رکھنا تمہاری زندگی کسی آسانی کو نہیں پائے گی۔ میں اپنی سونے کے انڈے دینے والی مرغی، اوسوری مرغی اس لڑکی کو دے دوں تاکہ وہ تمہیں ہم سے چھین لے اور ہم دو مسکین مر کھپ جائیں۔ نانچے نا، تم ایسا سوچنا بھی مت ورنہ تم نے مجھے باپ اور سوتیلے بابا کے روپ میں تو دیکھا ہے اسکے بعد درندہ بنتے دیکھو گے" دائم کی کسی ضبط کی تکلیف کا اثر ان پتھر دلوں پر نہیں ہوتا تھا، وہ اسے درد میں

Posted on Kitab Nagri

جلتا چھوڑ کر تفاخر سے گردن اکڑا کر واپس اندر بڑھ چکا تھا اور دائم کو لگا اسکی سانس بند سی ہو رہی ہے، وہ اپنے آپ سے ہنسنے لگا تھا مگر اپنی ماہی سے ہرگز نہیں۔

یہ درندے اس پیارے سے انسان کو بہت تکلیف دیتے تھے اور وہ تبھی یہ دکھ پی جاتا تھا کیونکہ اسکے پاس اسکی ماہی تھی۔



"دن بدن اسکی رگوں سے جان سرکتی جا رہی ہے اور میں ک۔۔۔ کچھ بھی نہیں کر پار ہا، یا اللہ میرے عالم کو زندگی دیں۔ میرے مولا میرے بچے کو زندگی دے" ہو اسپتال کے خالی کوریڈور میں آئی سی یوروم کے باہر بیٹھا وہ شخص کرب سے اور رنج سے بکھرا ہوا تھا، آسٹریلیا کے اتنے بڑے ملک کا کوئی ہو اسپتال اس انسان نے نہیں چھوڑا تھا جہاں جا کر انہوں نے اپنے جان ہارتے سپوت کی زندگی کے لیے کوشش نہ کی ہو۔

"ہمت رکھو مقصود خان، تم خود اتنے بڑے سرجن ہو کریوں حوصلہ ہار جاو گے تو اس زندگی اور موت کی جنگ لڑنے والے کو کون سہارا دے گا" انکے ساتھی ڈاکٹر زیر انکے کندھے پر دست تسلی رکھتے ہوئے خود بھی

Posted on Kitab Nagri

دوست کی بکھری اور ٹوٹی حالت پر افسردہ تھے، مقصود خان نے سینے پر بھاری درد دیتی سانس خارج کیے سر کو جبر اثبات میں ہلا کر ہتھیلوں سے اپنا بھیگا ہارا چہرہ خشک کیا۔

"میں طبیب جو اللہ کے فضل سے کئی زندگیاں بچانے کا وسیلہ بنا، کتنا دردناک معاملہ ہے کہ اپنے مرتے ہوئے بچے کے لیے کچھ نہیں کر پا رہا۔ یار وہ میرا دل ہے، میری جان ہے۔ اور مجھ بوڑھے میں اسکی تکلیفیں دیکھنے کی ہمت سر توڑ کوشش کے باوجود بھی نہیں پیدا ہوتی" زندگی سے ہارے ہوئے عالم معراج خان کے آغا جان نڈھال و بے جان تھے۔

لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی لعزش نے زبیر صاحب تک کو رنجیدہ کیا اور وہ محض انکے کاندھے پر ہاتھ کی مضبوط پکڑ ہی کر پائے۔



"ان شاء اللہ وہ اپنی بیماری سے لڑ لے گا، اس کے لیے سڈنی کے بیسٹ ڈاکٹر کی ٹیم آرہی ہے۔ تم خود کو سنبھالو، عیشہ کا سوچو۔ ابھی اس سے یہ سب چھپا تو رہے ہو پر اس پگی کی بھی عالم میں جان ہے۔ تمہیں مضبوط ہونا ہو گا

Posted on Kitab Nagri

مقصود، میرے یار یہ وقت کٹھن سہی پر کاٹنا ممکن نہیں۔ وہ اللہ کو بہت پیارا ہے، تبھی تو اللہ اسے آزما رہا ہے۔ یقین رکھو یہ آزمائش جلد آسانی بنے گی "مقصود کیا بتاتے کہ اس وقت وہ عالم کی بگھڑتی طبعیت کا خود تک کو بتانے سے ڈرتے ہیں۔

کیسے بتادیں سب کو کہ عالم موت کے دہانے پر ہے، یوں تو اس سے اسکی ماہی کو لے لیا جائے گا۔ سب سے بڑا دکھ تو یہی تھا، وہ ماہی کو بچپن سے پسند کرتا تھا۔

جوانی میں قدم رکھتے ہی اس پیارے سے تکلیف کے مارے کے چہرے پر ماہی کے نام سے جو روشنی پھوٹی تھی، آج مقصود اسے یاد کر کے بہت رونا چاہتے تھے۔

زبیر مسلسل خاموش، چپ چاپ سلگتے یار کو چپ چاپ سی تسلی دیے وہاں سے گئے تو دوسری سمت کچھ دور پڑا مقصود صاحب کا فون، 'عیشو' کے نام سے چمکا تھا۔

خیر سے وہ ہو سٹل تھی اور اسکا وہاں آخری سال تھا، شاید اسی وجہ سے مقصود صاحب اس سے عالم کی طبعیت کا چھپانے میں کامیاب ہوئے تھے مگر وہ دن میں دس بار کال کر کے بھیا کی خیریت پوچھنا نہیں بھولتی تھی۔

"میرا بچہ کیسا ہے" خود کو مضبوط کیے وہ بمشکل چہرے پر مسکان لاتے بولے اور دوسری سمت وہ چھوٹی سی عالم کی ہی ہم شکل بہت نازک سی پری آغا جان کی آواز پر اپنی بکس ہو سٹل کیفے میں رکھتی خود بھی ساتھ جا بیٹھی۔

"میں فٹ، فائن شائن اور ایک دم شرارتی۔ میرے آغا جان میرے بھیا جانو کیسے ہیں۔ مس یو انا سارا، اکیلے اکیلے آسٹریلیا چلے گئے ناٹ فیئر، اور تو اور مسٹر عالم صاحب کو دو دن سے سو بار کال کی پر لگتا ہے اتنے بڑی کے

Posted on Kitab Nagri

عیشو کی یاد تو دور اسکا خیال تک نہیں آیا "عیشہ کی شرارت اور زندگی سے بھری آواز کو وہ درد میں مبتلا سوچ کر ہی کانپ اٹھے تھے، پچھلے دو دن سے عالم کا فون انہی کے پاس تھا اور وہ کیا بتاتے کہ اسکے بھیا جانو کو اس وقت اپنا بھی کوئی ہوش نہیں۔

ضبط کے باعث مقصود صاحب کی آنکھیں سرخ ہوئیں مگر عیشہ کو وہ پریشان نہیں کر سکتے تھے۔

وہ وہاں ملتان میں ہی ایک نجی ہوٹل میں رہتی تھی اور ہوٹل کا آپشن بھی عالم نے ہی اسکے لیے چنا تھا، وہ جب بھی بیمار ہوتا تو وہ لڑکی رو رو کر آدھی ہو جاتی تھی جسکی وجہ سے خود عالم نے اسے ہوٹل کے بہت سے فائدے بتا کر قائل کیا تھا۔

محترمہ ابھی میٹرک میں داخل ہوئیں تھیں اور اس سال کے بعد اس نے پہلے ہی آغا جان اور عالم بھیا کو کہہ رکھا تھا کہ وہ واپس آجائے گی۔

"جی میرے بچے بھیا جانو بڑی ہیں اور ایک میٹنگ کے سلسلے میں اسے سڈنی جانا پڑھ گیا تھا، وہاں تو ممکن ہے اسکے پاس ایک لمحہ نہ ہو۔ تم فکر مت کرو ایک دو ہفتے تک ان شاء اللہ واپسی ہوگی پھر ویک اینڈ پر خوب مستی کریں گے"

مقصود صاحب بہت مجبور تھے کہ انھیں جھوٹ بولنا پڑھ رہا تھا، اگر انکے اس جھوٹ سے عیشہ دکھ سے وقتی دور رہ سکتی تھی تو یہ انھیں قبول تھا۔

Posted on Kitab Nagri

وہ بھی مطمئن ہو گئی تھی، اس تک تو بھنک بھی نہیں پہنچی تھی کہ اسکے عزیز اور جان سے قیمتی بھائی پر زندگی تنگ ہو گئی ہے۔

"جی ان شاء اللہ آغا جان، آپ کی ان سے بات ہو تو کہہ دیجئے گا عیشوا نکو بہت مس کر رہی ہے اور یہ بھی کہیے گا کہ وہ عیشوا کی جان ہیں۔ چلیں رکھتی ہوں" اس سے زیادہ بات خود مقصود نہ کر سکتے تھے یہ تو اچھا ہوا خود عیشہ نے فون رکھ دیا کیونکہ اسکی ٹیوشن کا وقت تھا۔

فون بند کر کے دوبارہ پاس رکھتے مقصود صاحب پھر سے کربناک ہو چکے تھے۔



www.kitabnagri.com

پوری کلاس کے دوران ماہی کی ساری توجہ دائم کی گلابی گوشوں والی آنکھوں کی سمت تھی، اس ظالم دنیا میں وہ واحد اسے سمجھتی تھی۔

وہ اپنے دل کا سارا کرب ماہی سے کہتا تھا، مجبور بھی کوئی اتنا مجبور نہ ہو جتنا دائم شہر وز تھا۔

Posted on Kitab Nagri

آج تو حبانے بھی دائم سر کے لہجے میں ان کہی اداسی بھانپ لی تھی اور وہ جانتی تھی کہ دائم آج ڈسٹرب ہے۔ حبا اور ماہی دونوں سہیلیاں تھیں مگر ایک دوسرے کی ہمدرد اور رازدان بھی تھیں۔

ماہی اور دائم کی محبت کے لیے اس دنیا میں جو سب سے زیادہ دعا گو تھی وہ حبا ہی تھی۔

کلاس کے بعد ماہی نے دوسری کلاس چھوڑ دی تھی اور وہ حبا کے ساتھ کچھ کتابیں لینے کے بہانے کالج سے کچھ دور ریسٹورنٹ آئی اور دائم کو اس نے ساتھ ہی آنے کا میسج کر دیا تھا۔

حبانے واقعی کچھ کتابیں لینی تھیں جسکی وجہ سے وہ دائم کے آتے ہی پانچ منٹ بعد واپسی کا کہتی وہاں سے نکل گئی۔

آسمانی شرٹ اور گہری سیاہ پینٹ، چہرے پر مکمل سنجیدگی سجائے وہ ماہی کی نرم نگاہوں کا سایہ کچھ وقت خود پر محسوس کرتا تھک ہار کر چپ توڑنے کو ایک بے ربط سانس لیے اسکی سمت متوجہ ہوا جو اسے سماعت کے بجائے دل سے سنتی تھی۔

"ماہی مجھ سے نکاح کر لو، میں جانتا ہوں ابھی میرے پاس اس رشتے کی ذمہ داری اٹھانے کی نہ سکتا ہے نہ ہمت مگر میں دن بدن تمہارے کھو جانے سے خوفزدہ ہو رہا ہوں۔ نجانے یہ دردناک حالات کب میری جان لے جائیں" دائم کی ایسی شکستہ اور ٹوٹی سی حالت پر منعام جہانگیر کا دل رک گیا تھا، وہ سرمئی آنکھوں والی تو دل و جان سے قربان تھی۔

Posted on Kitab Nagri

"بابا سے بات کر لیں ناں" ماہی نے دائم کی بیقراری اور اپنی رضامندی کے سنگ مان سے کہا مگر دائم کے چہرے کی سنجیدگی دگنی ہوئی۔

یہ بات کہتے ہوئے خود ماہی کا دل رکا، وہ جانتی تھی اسکے بابا اسکے لیے جتنے بھی نرم کیوں نہ ہو جائیں۔ اسکے لیے عالم کے سوا کسی پر راضی نہ تھے، وہ ماہی کو بہت سکھی اور آسودہ گھر بھیجنے کے تمنائی تھے۔

"کیا بات کروں، وہ مجھ سے پوچھیں گے کہ میری بیٹی کے لیے کیا کر سکتے ہو۔ کیا ہے تمہارے پاس، اور میں کہوں گا کچھ بھی نہیں۔ میری تو سانس تک میری نہیں۔ اور پھر وہ مجھ سے میری آخری آسانی، میری ماہی چھین لیں گے۔ نہیں ماہی، ابھی ایسا ممکن نہیں ہے یہ تم بھی جانتی ہو۔ تمہارے بابا تمہارے لیے مجھ سا بٹا اور کنگال شخص ان موجودہ حالات میں ہر گز قبول نہیں کریں گے۔"

میں چاہتا ہوں ہم چپ چاپ نکاح کر لیں، مجھے انکار مت کرنا ورنہ یہیں میری سانس بند ہو جائے گی" دائم کی آنکھوں میں مایوسی تھی اور وہ اپنے اس پیارے سے دیوانے کی خود شیدائی تھی، تو کیسے اسکی آخری آسانی اسے نہ دیتی۔

www.kitabnagri.com

بابا کو بنا بتائے وہ اپنی زندگی کا فیصلہ لینے پر دکھی ضرور تھی مگر وہ دائم کو تڑپتا بھی نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

"ماہی دل و جان سے آپکی ہے دائم، لیکن زیادہ دیر مت کریے گا۔ آپ جانتے ہیں بابا دل کے مریض ہیں، مجھے محبت کے امتحان میں سرخرو کرنے کے ساتھ فرض میں بھی ہارنے مت دیجئے گا" ماہی کا دل دھڑک اٹھا تھا اور دائم کی گہری مسکراہٹ پر اسکی گال کا ڈنپل نمودار ہوا اور ماہی کی جان لے گیا۔

Posted on Kitab Nagri

"مجھے زندگی صرف اسی لیے قبول ہے کیونکہ میرے دل میں میری ماہی ہے۔ دائم شہروز کو بچھنے سے روک لیا ہے تم نے، ہم جلد ہی نکاح کریں گے" ماہی کا نازک ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتا دائم پھر سے جی اٹھنے پر شکر گزار تھا، ماہی نے اداس سی مسکان دے کر اپنے خوش قسمت ہاتھ کو دیکھا اور ایک آسودہ نگاہ دائم پر ڈالی۔

وہ جتنا ظاہری پیارا تھا اس سے کڑور درجے ماہی کو اسکا نازک اور سچا رحم دل عزیز تھا جس میں دوست تو دوست، دشمن کی بھی تعظیم پلا کرتی تھی۔

"کریں گے، ماہی آپ پر قربان ہے دائم۔ آپ حکم کریں تو جان تک وار سکتی ہے" ماہی کی رضامند آنکھیں، دائم کو سکون دے رہی تھیں۔

کچھ فاصلے پر کھڑی جابھی سراپا آنجل بنی ان دو سچے دل والوں کے ملن میں معاون ثابت ہونا چاہتی تھی۔

"آپ کی پریشانی آج ہی حل ہو جائے گی، وعدہ کریں پیسے لینے سے انکار نہیں کریں گے" ماہی نے مان نے سنگ اپنا ہاتھ بھی دائم کے ہاتھ پر رکھے چمکتی آنکھوں سے اسکی الجھن کا حل دیتے کہا جس پر دائم نے تھوڑا برہم ہو کر دیکھا۔

www.kitabnagri.com

وہ جان چکی تھی کہ دائم کو اس وقت مالی تنگی کا سامنا ہے کیونکہ وہ دائم کے سوتیلے زہریلے باپ اور کم عقل بیس سالہ دماغ بھائی کو جانتی تھی کہ وہ اسکے دائم کو قطرہ قطرہ کس طرح مارتے ہیں۔

Posted on Kitab Nagri

"میں ڈانٹ دوں گا اگر اب تم ماسی بنی سن لو، اچھا چھوڑو یہ سب۔ بھوک لگی ہے زور کی، حبا کو بلاؤ کھانا آرڈر کرتا ہوں" دائم کی پیاری سی دھمکی پر ماہی کی دلفریب مسکان دلنشین تھی اور حبا صاحبہ بھی جن کی طرح فوری پہنچ آئیں۔

تینوں نے ایک ساتھ مزے سے کھانا بھی کھایا اور دائم نے اپنی جلتی آنکھوں میں اپنی ماہی کو دیکھ کر آسودگی بھی بھری اور یہی سکون اسے اب پورے حق سے ساری عمر کے لیے درکار تھا۔



"کیا ہوا ہے انکی طبیعت کو، جب سے کال آئی ہے آپ بہت پریشان ہیں بابا" منعام کب سے بابا کو کسی مسلسل پریشانی میں ڈوبا محسوس کر رہی تھی جسکی وجہ سے وہ چائے کے دو کپ لیے خود ہی باہر صحن میں پلنگ پر بیٹھے بابا تک آئی اور نرمی سے پوچھتے بولی۔

Posted on Kitab Nagri

"آں، ہاں طبعیت۔ پتا نہیں ایک تو یہ مقصود ہر بات چھپا لیتا ہے۔ عالم کی طبعیت واقعی کچھ تو نازک ہے تبھی یوں اجلت میں وہ لوگ آسٹریلیا گئے ہیں۔ بس خیر ہو، میرا بچہ خیر و عافیت سے رہے" جہانگیر کا انداز فکر سے چور تھا، خود ماہی بابا کو چائے کا کپ تھماتی خود بھی ٹانگیں اوپر کیے بیٹھی، وہ بھی تھوڑی فکر مند تھی۔

"آمین ثم آمین، ویسے بابا جان انکو ہوا کیا ہے۔ بچپن سے یہی سنتی آئی ہوں کہ انکی طبعیت ناساز ہے، کیا انھیں خدا نخواستہ کوئی بیماری ہے" ماہی جو کچھ پل خاموشی سے پھول دیکھ رہی تھی، یو نہی دل چاہا تو پوچھ بیٹھی جس پر جہانگیر نے بھی سیدھے ہو کر بیٹھتے ہی اپنی توجہ ماہی کو سوپنی۔

"دراصل وہ وقت سے پہلے پیدا ہوا تھا، ساتویں ماہ کے شروع میں ہی اسکی پیدائش ہو گئی تھی۔ بچپن سے اسے چھوٹی موٹی تکلیفوں کا سامنا رہا ہے، مقصود اور میں بچپن میں مجھے یاد ہے عالم کو جگہ جگہ لے کر چکر کاٹتے تھے۔ کبھی اس ہسپتال تو کبھی اس، کبھی اس کو سانس کا مسئلہ ہو جاتا تو کبھی کوئی درد جاگ جاتا۔ تیس تک پہنچ آیا ہے وہ مگر اسکی تکلیف ہے کہ عمر کے ساتھ بڑھتی ہی چلی گئی ہے، نجانے اب ان سب کی کب واپسی ہو۔ وہ لوٹے بہتر ہو کر تو تمہاری اور عالم کی شادی کر کے میں بھی چپن سے مر سکوں" اپنی اور اپنے یار کی مشترکہ تکلیفوں کا ذکر کرتے جہانگیر صاحب حالات کی بے رحمی سے رنجیدہ ہوئے اور انکی آخری بات نے ماہی کی دھڑکن روک دی تھی۔

بچپن سے وہ بابا سے یہی سنتی آئی تھی کہ عالم نام کا غائبانہ انسان اسکے لیے رکھا گیا ہے، مگر ماہی ہر بار اسکے ذکر پر ہار جاتی۔

Posted on Kitab Nagri

کیا بتاتی کے وہ تو ازل سے ابد تک بس دائم کی ہے، بابا کی ہر بار یہ بات ماہی کے دل کو درد دیتی تھی اور وہ پھر چپ چاپ ضبط کرنے پر مجبور ہو جاتی تھی۔

"میں شادی نہیں کر رہی بابا، آپکو چھوڑ کر نہیں جانا ماہی نے" دل کی اداسی کو ماں ہوتی تو کہہ دیتی لہذا بابا جان سے لپٹ کر روہانسی ہو کر ہی اپنی رنجیدگی کہہ دیتی اور جہانگیر مبہم سامسکا دیے۔

"میری ماہی اپنے بابا کے جگر کا گوشہ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے رانجھن کی بھی تو ہے۔ میری انمول ماہی کو جو اس دنیا کی ہر خوشی عطا کرے گا، اسکو رانی بنا کر اپنے محل میں رکھے گا۔ ایسی باتیں نہیں کرتے، خدا نخواستہ کوئی لمحہ قبولیت کا بھی ہوتا ہے۔ عالم کے لیے دعا کیا کرو کہ وہ جلد صحت پا کر واپس لوٹے اور تمہیں بیاہ لے جائے، میں چاہتا ہوں جیسی مفلسی کی زندگی میں نے اور تمہاری ماں نے گزاری ویسی تم نہ گزارو۔ تم شہزادی ہو میرے بچے" بابا کی بے لوث چاہ پر ماہی مزید افسردہ ہو گئی تھی، وہ یہاں بھی بے بس تھی۔

اسے صرف دائم چاہیے تھا، وہی ماہی کی کل دولت تھا مگر یہ دنیا محبت کو اتنی جلدی نہیں مانتی اور یہاں بھی ایسا ہی تھا۔

www.kitabnagri.com

ماہی بس سر ہلائے اداسی سے اپنی زندگی کی آسانی کے لیے دعا گو ہوئی، وہ آسانی جس میں اسے دائم سے کبھی بچھڑنا نہ پڑے۔

اسے کچھ دیر تک آکیڈمی جانا تھا لہذا وہ اپنی دعا کے سنگ اٹھ کر بابا کو اپنی صحت کے دھیان کی ایک بار پھر تاکید کرتی اندر بڑھ گئی۔

Posted on Kitab Nagri



"بہت ضدی ہو تم ماہی، مجھے تمہارے لیے کچھ کرنا چاہیے اور الٹا تم۔ بینک میں نے تمہارے نام جو اکاؤنٹ رکھا ہے اسے فکس کروانا میری مجبوری ہے اس میں سے میں پیسے نہیں نکال سکتا کیونکہ وہ تمہارا حق ہے۔ ایسا کرنا میری مجبوری تھی ورنہ بابا اور حسنین مجھے ابھی تک بیچ کے کھا چکے ہوتے۔ مجھے بہت برا لگتا ہے" آکیڈمی سے نکلتے ہوئے ماہی اور دائم ساتھ ہی کوریڈور میں کھڑے تھے جب دائم کے اکاؤنٹ میں ماہی کی سمت سے پچاس ہزار کی اکاؤنٹ کانوفیکیشن آتے ہی دائم نے سخت برہمی سے خود کی سمت پیار بھری نگاہوں سے دیکھتی ماہی کو دیکھا۔

چادر سر پر اوڑھے، وہ دائم کو زیادہ پیاری لگ رہی تھی مگر اس وقت وہ اس پر برہم تھا۔

"جب کل کو ہم نے ایک ہونا ہے تو کیا آپکا اور کیا میرا، یہ پیسے میرے تھے اور اس وقت اضافی ہیں دائم۔ الحمد للہ اس بار شادیوں کے سیزن کے باعث دکان سے ڈبل منافع آیا تھا تو یہ میری دوماہ کی آکیڈمی کی سیلری بچی تھی۔ آپ پریشان مت ہوا کریں، اور میری مانیں تو حسنین کو پھر سے سمجھائیں کے فضول خرچیاں بند کر دے" ماہی اور وہ کچھ دیر وہیں آکیڈمی کے لان میں لگے بیچ پر آکر بیٹھے، دائم کے چہرے کی بے بسی بھانپنے کے باوجود ماہی اسے ایک ناممکن سی تجویز دے رہی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

"وہ معصوم ہے ماہی، اسکے اندر اصل زہر بابا بھرتے ہیں۔ کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے ان دو کو چھوڑ کر کہیں چلا جاوں۔ مگر ماما کی دم ٹوڑتے وقت مجھ پر ڈالی ذمہ داری میرے پیر جکڑ لیتی ہے، وہ بھی مجھ پر یہ سب بوجھ لا د کر کہاں مطمئن ہوں گی۔ میں چاہ کر بھی ان جیسا بے حس نہیں بن پاتا، کبھی کبھی یہ تک دعا کر بیٹھتا ہوں کہ میرے دل میں بھی تھوڑی سفاکی آجائے" ساتھ بیٹھے دائم کو دیکھتی ماہی اسکے ہر دکھ کی ساتھی تھی، وہ ٹوٹ جاتا تھا تو ماہی اسے یہ احساس دلا کر جوڑتی تھی کہ وہ مت ٹوٹے کیونکہ وہ اسکی آسانی اس روح زمین پر موجود ہے۔

"آپکے وہ سٹیپ فادر کسی صورت بابا کہلوانے کے لائق نہیں، اللہ ایسے لوگوں کو بہت عبرتناک سزا دیتا ہے۔ دیکھیے گا انکی رسی بھی جلد کھینچی جائے گی" ماہی کے لہجے میں بھی سخت دکھ اور برہمی تھی، دائم ایک سرد سانس ہی بھر کر رہ گیا تھا۔

"ڈرتا ہوں ماہی، وہ اپنے ساتھ حسنین کو بھی تباہ کر دیں گے۔ وہ نا سمجھ ہے، میں اسے برباد اور بھٹکا ہوا کیسے چھوڑ دوں۔ یہاں آکر میرا حوصلہ ٹوٹ جاتا ہے" سفاکیت کی حدیں پار کرتا وہ شخص ہر گز دائم کے ایسے شفیق اور رحم دل رویے کا مستحق نہ تھا اور ماہی بہت بار دائم کی حد درجہ رحم دلی اور حساسیت پر پریشان ہو کر رہ جاتی تھی۔

"وہ دونوں آپ پر بوجھ بڑھاتے جائیں گے، آپکی خاموشی میں وہ آپکا رحم نہیں دیکھ پاتے اور یہ بات آپ بھی جانتے ہیں دائم کے ظالم سے زیادہ چپ چاپ ظلم سہنے والا مظلوم خطا کار ہوتا ہے۔ کبھی تو یہ سلسلہ رکنا چاہیے، کبھی تو آپکو اپنے لیے کھڑا ہونا ہو گا" لہجے میں کھارے پانی کی نمی لے کر ماہی نے بہت نرمی سے دائم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے رخ موڑ کر اسے اس بے جا ظلم سے دامن چھڑوانے کی ایک بہترین صلاح دی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

دائِم نے بے چین انداز میں ماہی کا چہرہ دیکھا، وہ اسکی بات سے ہمیشہ متفق تھا مگر وہ یہ چاہ کر بھی نہیں کر پاتا تھا، اسکا مزاج بہت نرم تھا۔

"ٹھیک کہتی ہو مگر ماہی تم جانتی ہو میں ایسا نہیں بن سکتا۔ رحمہ لی میری دردناک کمزوری ہے، یہ زندگی اتنی ہی مشکل شے ہے۔ ہر کوئی کسی نہ کسی انتشار میں ہے، ہر کسی کو اپنی تکلیف سمندر اور دوسرے کی قطرہ لگتی ہے۔ بس ایک بار تم میری ہو جاؤ، میری طاقت بنو۔ امید ہے دائِم شہروز ظالموں کے لیے تھوڑی بے حسی خود میں لانے کا حوصلہ کرنے میں کامیاب ہو جائے" وہ ماہی سے ہر بات کہہ دیتا تھا، اختتام تک دونوں کی آنکھیں خوشی کے انجان سے مہربان رنگ میں چمک اٹھی تھیں۔

"تو پھر دیر کیسی، نکاح کر لیتے ہیں جلد" ماہی نے مسکراتی آنکھوں کے سنگ اپنی بیتابی کہہ کر دائِم کو بھی مسکراہٹ عطا کی۔

"ہاں ان شاء اللہ بہت جلد" دائِم نے صدق دل سے ماہی کا تھا ماہاتھ اپنے دل پر رکھا اور وہ محبت میں پرسکون ہو چکی تھی۔

www.kitabnagri.com

وہاں سے وہ دونوں ایک ساتھ ہی گھر کے لیے نکلتے تھے، دائِم اسے گھر کے کچھ فاصلے پر ڈراپ کر دیتا تھا اور آج دائِم یہاں سے سیدھا بینک گیا۔

اس وقت اسکے ان دو بے حسوں کی نظر میں آئے اکاونٹ میں تین لاکھ موجود تھے مگر کم سے کم گاڑی کی مالیت ساڑھے تین لاکھ تھی جو کہ ماہی کی بدولت پورے ہو چکے تھے۔

Posted on Kitab Nagri

شوروم پہنچ کر دائم نے حسنین کی فرمائش کی گئی گاڑی کو خریداجو کے تین لاکھ چالیس ہزار میں ڈیل ڈن ہو کر دائم کو مل گئی۔

"کل حسنین منصور اسے پک کر لے گا، تھینک یو سوچ" شوروم کے مینجر کو کہتا دائم گاڑی کے تمام معاملات فائل کیے وہاں سے نکل گیا۔



منصوعی سانس پر زندگی حاصل کرتا آئی سی یوروم میں بے جان حال پڑھا وہ شخص بلاشبہ مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔

مگر اس وقت اعصاب شکن حالات نے اسکی ہر پختگی ماندھ کر دی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

اسکا مضبوط مگر دکھتا بے جان ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چومتے ہوئے مقصود معراج خان کی آنکھیں اخیر درد میں تھیں۔

جب جب وہ بے چین ہوتا تب تب آغا جان سورۃ رحمن پڑھ کر عالم پر دم کرنے لگتے تھے، جب اس کا دل بوجھل ہوتا تو وہ سورۃ یسین کی تلاوت کر کے عالم کو پرسکون کرتے تھے اور اسے اللہ کی امان میں رکھنے کے لئے آیت الکرسی کا ورد تو انکی زبان سے ساری زندگی نہیں ہٹا تھا۔

وہ بہت پیارا تھا، آغا جان کا فرما بردار جانثار، عیشہ کی خود سے زیادہ حفاظت کرنے والا بھائی، مگر مہینے میں ایک بار اسکی ملاقات موت سے لازماً ہوتی تھی۔

یہ ملاقاتیں عالم معراج خان کی زندگی کا المیہ تھیں، وہ ایک نامور بزنس آئی کن تھا۔

اپنی بے جان طبیعت کے باوجود آج تک اس نے کبھی ہمت نہیں ہاری تھی، ہاں جب اسکی تکلیف اسکے بس سے باہر ہوتی تو وہ پہاڑ بھی شکستہ ہو جاتا۔

Kitab Nagri

"میرے دل کے ٹکڑے، تمہارے آغا جان کا بس چلے تو تمہارے وجود سے ان درد دیتی مشینوں کو کوسوں دور پٹخ دیں۔ اس باپ کا دکھ کون سمجھ سکتا ہے عالم، جسکا تم جیسا جو ان اور پیارا بچہ خود تک سے فراموش ہو جائے۔ جب کبھی تمہاری سانس رکتی ہے تو تمہارے یہ بہادر اور نڈر بابا بھی ہار جاتے ہیں" لہجے میں آنسوؤں کی آمیزش لیے وہ عالم کا ہاتھ ہنوز چومتے ہوئے بکھری اور ٹوٹی حالت زار کہہ رہے تھے۔

Posted on Kitab Nagri

"میں تمہیں واپس آتے دیکھنا چاہتا ہوں، میں تمہاری سانسوں کی ہر رکاوٹ دور ہوتی دیکھنا چاہتا ہوں" وہ بہت شکستہ تھے، کبھی کبھی اپنی ہتھیلی کو دیکھ کر پہروں خوشی کا نشان ڈھونڈتا انکا عالم، انھیں بڑا گہرا دکھ دے جاتا تھا۔ وہ بھی تو بے بس تھے، کیا کرتے آخر۔

عالم کی لعزش زدہ پلکوں پر اسکے آغا جان کی جان بھی واپس آئی، وہ اپنی آنکھیں طویل ترین بے ہوشی کے بعد کھولتے ہی اپنا ماسک بھی ہٹا رہا تھا، مقصود صاحب نم آنکھوں سے جھک کر عالم کی پیشانی پر بوسہ دیے مسکرائے اور ستم کی حد تھی وہ بھی مسکرایا تھا۔

ایسی مسکراہٹ جو طویل تر حسین ترین مسکراہٹ کے استعارے کے طور پر سنبھال لینے والی تھی، زخمی سی۔ مگر یہ بتاتی ہوئی کہ وہ ٹھیک ہونے کی ہر ممکن کوشش میں ہے۔

"میرے عالم، میرے بچے اللہ کا شکر ہے اس نے اس باپ کو مرتے مرتے زندگی دی۔ اب کیسے ہو، کچھ بہتر محسوس کر رہے ہو" بابا جان کو خود کے لیے وہ بھی پیدا ہوتے ہی ہلکان دیکھتا آیا تھا اور اب تو وہ بھی یوں انھیں ہر ماہ پریشان کر کر کے تھک چکا تھا۔

www.kitabnagri.com

"ٹھیک ہوں" بھاری سی آواز میں اس نے اپنا روایتی جھوٹا جملہ دہرایا مگر آغا جان کو اسکی یہ بات اب بہلانا چھوڑ چکی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

"بہت جلد تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے، میرا بچہ ہمت نہیں ہارنی۔ تمہیں اپنے آغا جان کے لیے، عیشو کے لیے اور اپنی ماہی کے لیے جینا ہے" یہ رشتے، یہ محبتیں بھی کتنی بڑی لالچ ہوتی ہیں، مرتے ہوئے انسان کو ہم ایسا کہنے سے پہلے یہ بھول جاتے ہیں کہ موت ایک ایسی شے ہے جو نہ دل کا کرب دیکھتی ہے اور نہ ذہن کی مصلحت۔

وہ تو بس اٹل ہے، کسی کو یک لخت نصیب کر دی جاتی ہے اور کسی کو قطرہ قطرہ عطا کر کے زندگی کے سوہان روح امتحان کی طرح سوئی جاتی ہے۔

عالم جانتا تھا وہ جینے کے لیے تھا ہی نہیں، یہ تو اسکے گرد حصاری دعائیں تھیں جس نے اسکی زندگی کے دن بڑھا رکھے تھے۔

"عیشو کیسی ہے بابا، اسے مت بتائیے گا وہ روئے گی اور وہ روئی تو میری تکلیف بڑھے گی۔ اس بار تو خود میں چاہتا ہوں کہ میرے اندر اٹکی یہ رہی سہی زندگی مجھ سے لے لی جائے۔ کب تک آخر آپ کو مجھ سادرد سہنا ہو گا، آئی ایم سوری بابا میں جانتا ہوں میری باتیں بھی آپ کو دکھ دیتی ہیں مگر عالم معراج خان اب واقعی تھک چکا ہے" جب انسان کی زندگی اور موت کے بیچ کچھ لے کھاتی ہے تو یقین کیجئے زندگی سے کئی درجے پیاری اور آسان شے موت لگتی ہے۔

مقصود خان عالم کی ان ساری دلخراش باتوں پر چپ چاپ بس ضبط کر سکے، اللہ کی یقیناً یہ کوئی آزمائش تھی۔

"مایوس نہیں ہوتے میرا بچہ، تم کمزور ہر گز نہیں ہو۔ انسان اپنی مرضی سے نہ پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے عالم، ہر کسی کو اسکے حصے کا کرب سہنا ہوتا ہے۔ تم اپنے آغا جان کے سینے میں دھڑکتے ہو، جب تک تمہاری تکلیف ختم

Posted on Kitab Nagri

نہیں ہوگی میں بھی نہیں ہاروں گا۔ وعدہ ہے کبھی نہیں ہاروں گا" مقصود صاحب کی درد سے اٹی آنکھوں کی نمی اب عالم کی آنکھوں میں بھی سمٹ چکی تھی، وہ بہت زیادہ نڈھال تھا۔

"اور اگر آپکا عالم ہی ہار گیا؟" سوال کی نوعیت، سوال کا انداز سب ہی دلسوز تھا۔

دونوں کے چہروں پر ماتمی بے بسی تھی۔

"میں ہوں ناں تمہارے ساتھ، نہیں ہارنے دوں گا۔ ابھی تو تم نے ماہی کے ساتھ ایک لمبی زندگی جینی ہے، جینی ہے نا؟" مقصود خان کا استفسار عالم کی جان لے گیا تھا، اپنی ایسی زخمی اور نڈھال حالت پر وہ کیا جواب دیتا۔ ماہی کی زندگی میں درد کیسے بھرنے پر راضی ہو جاتا، آج بابا کے اس سوال پر عالم کے چہرے نے سختی اور ڈھلی تھی۔

بلکل ویسے جس طرح کسی مریض لا علاج کو خود پر آئینہ آتی کوئی خوشی دیکھائی نہ دے رہی ہو۔

"بابا خود کو جھوٹی تسلی مت دیا کریں، دعا کریں اللہ آپکے بچے کو اور آپکو اذیت کے اس لامتناہی سلسلے سے نجات دے" عالم کے چہرے پر لکھی تلخ حقیقت پسندی پر مقصود بھی تکلیف میں مبتلا جواب ہوئے۔

وہ بے ربط سے سانس لینا شروع ہو چکا تھا، اسکی آنکھیں بند اور چہرہ پھیرا جا چکا تھا۔

وہ رونا نہیں چاہتے تھے مگر آج انکی آنکھیں بھی ناامید ہو کر برس پڑی تھیں۔

Posted on Kitab Nagri

بابا کے دلبرداشتہ ہو کر باہر جانے پر عالم کی سرخ متورم آنکھیں کھل کر اس سمت جا لگیں جہاں سے اسکا شفیق
سایہ گیا تھا۔

اب کی بار عالم کی آنکھیں بھی زندگی کے ستم نے نم کر دیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

دائم فریش ہو کر مکمل بلیک میں ایک نظر آئینے میں ڈال کر مڑا اور سیدھا کمرے سے نکل کر لاڈلے کے کمرے
کی سمٹ بڑھا جو حسب معمول ابھی رات بارہ کے بعد گھر آیا تھا اور آتے ہی پلنگ پر لیٹا ٹانگیں اوپر دیوار سے
لگائے کسی ریسنگ گیم میں مگن تھا۔

اسکے منہ پر عام حالات میں بھی نکوڑا رہتا، وہ بے جالاڈ سے بھلے بگھڑچکا تھا مگر دائم اس پر سختی کر کے اسے مزید
خود سر اور باغی کرنے سے بھی احتیاط برتتا تھا۔

اپنے کمرے سے باہر نکل کر حسنین کے کمرے کے باہر چھپ کر کھڑا ہارون منصور ایک بار پھر اپنی شیطانیت اور
خبیث عادت کے تحت دونوں بھائیوں کی ہونے والی گفتگو سننے آ کر چھپ چکا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

حسنین نے اپنے سر پر مسلسل اچھتی نگاہیں مرکوز کر کے سینے پر ہاتھ باندھ کر تسلی سے جانچتے دائم کو دیکھا تو اپنی توجہ جان بوجھ کر ناک چڑھائے گیم پر ڈالی مگر دائم اسکی رگ رگ سے واقف تھا تبھی ایک ہی جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے فون لے چکا تھا۔

دائم کے ایسا کرنے پر اکڑ سے بھرا حسنین جھلبلا تا ہوا اٹھا اور ہٹ دھرمی سے عین دائم کے روبرو آ کر کھڑا اسکی آنکھوں میں دیکھتے گھورا۔

"محبت کرنا اور نبھانا بہت مشکل فعل ہے مگر نفرت کے لیے بس ایک چنگاری اور اسے نبھانے کو زہریلی زبان سے نکالا ایک لفظ کافی ہوتا ہے۔ بچپن سے لے کر اب تک تمہاری کوئی ایسی بات جو میں نے رد کی ہو، تمہاری ایک مسکراہٹ دائم شہروز کی ساری تھکن اتار دینے کی خاصیت رکھتی ہے۔

میری محبت اور میرے خلوص کو تم ایک لمحے میں خاک کر دیتے ہو، کیا تم اپنے دماغ سے سوچ نہیں سکتے کہ کون تمہارا دوست ہے اور کون دشمن "ماہی کے کہنے پر ہی آج دائم کو لگا اسے اپنی آخری سر توڑ کوشش کر لینی چاہیے تبھی وہ بہت نرمی سے حسنین کی گالوں سے ہتھیلوں کو جوڑے ملائم پن سے بول رہا تھا۔

حسنین نے اکتاہٹ کے سنگ جبرے بھیج کر وہی ہنوز اپنا روایتی جھٹکنے کا انداز اپنایا جیسے کہہ رہا ہو کہ وہ اسکی کسی بات کو نہیں مانتا۔

"بابا میرے سگے ہیں لہذا وہ میرے دشمن نہیں ہو سکتے۔ آپ سوتیلے ہیں تو یقیناً دشمن بھی آپ ہیں۔ اور یہ کیا ہر وقت اپنے احسان جتاتے رہتے ہیں، ایک بار میں پڑھ لکھ کر کچھ بن جاؤں پھر دیکھیے گا آپکا اور آپکے پیسے کا غرور

Posted on Kitab Nagri

کیسے توڑوں گا۔ آپ کی محتاجی نہیں کروں گا پھر، حسنین منصور بہت بڑا آدمی بنے گا" اس وقت حسنین جس انداز سے یہ سب جتنا جتا کر کہہ رہا تھا، دائم کو بلکل غصہ نہ آیا بلکہ وہ حسنین کی معصومیت کو اچھے سے جانتا تھا۔ حسنین اسکی تربیت تھا اور یہی وہ کمزور مرحلہ تھا جو دائم کو سخت ہونے نہ دیتا تھا۔

کیونکہ ہارون منصور جیسے بدنیت اور دوغلے لوگوں کا کیا بھروسہ کہ کل کو وہ حسنین کے ساتھ بھی کوئی ایسا ہی ظلم کر دیتا۔

اس شخص کو مفت خوری اور ظلم ڈھانے کی عادت تھی اور دائم کو صرف حسنین کی فکر اس جبر پر مجبور کر دیتی تھی۔

"میں تو چاہتا ہی یہی ہوں کہ تم مجھ سے ہزار گنا زیادہ کامیاب انسان بنو، یقین کرو حسنین تمہاری کامیابی میری جیت ہے۔ اپنے بھائی سے بدگمان ہونا چھوڑ دو، قسم لے لو میرے لیے خود سے زیادہ قیمتی تم ہو۔ ہاں یہ۔۔۔۔۔ یہ تمہاری گاڑی کی چابی۔ کل شوروم جا کر لے آنا، لیکن میری ایک بات یاد رکھنا حسنین وقت ہمیشہ ایک سا نہیں رہے گا۔ ستانے والے بھی ستائے جاتے ہیں" دائم جو سراپا عاجزی اسے پتے کی باتیں سمجھا رہا تھا، مگر حسنین کے نخوت زدہ چہرے پر چابی دیکھتے ہی جو چمک اٹھی وہ نجانے کتنے دو لٹیج کی تھی۔

باقی دائم کی باتیں چولہے میں ہی جھونک دی گئیں اور دائم کے ہاتھ سے چابی لیے وہ اب اپنا سو جھامنہ بتیسی سے چمکائے چابی کو خوشی سے دیکھ رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"دیکھا نکل آئے ناں پیسے، مجھے پتا تھا۔ اچھا ٹھیک ہے آپ کی نصیحتوں کو بھی سن لیا ہے عمل کر لوں گا، بھائی سوری میں آپ سے بت تمیزی نہیں کرنا چاہتا ہوں پر آپ کی کنجوسی مجبور کرتی ہے۔ قسم سے آپ بہت گریٹ ہو" گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا حسنین اس وقت دنیا کا فرما بردار اور پیارا لاڈلہ معصوم بھائی بنا اپنی خوشی میں ڈوبا چمکتے ہی ساتھ سوری بھی کر گیا۔

دائم کے چہرے پر بجھی ہی سہی پر مسکان تھی کیونکہ اس نے حسنین کا ساتھ دینا تھا۔

"میری محبت پر شک مت کیا کرو حسنین، اب اچھے سے پڑھائی میں دل لگاؤ اور گاڑی کا مکمل دھیان رکھنا۔ اپنی چیزوں کو سنبھالنے کی عادت ڈالو، گڈ نائٹ" حسنین کی چمکتی آنکھوں کی سمت دیکھ کر دائم نے بجھی سی نصیحت کی اور جبر زدہ سا کمرے سے نکل گیا۔

ابھی حسنین نادیدوں کی طرح چابی کو چوم ہی رہا تھا جب ہارون منصور اپنی دھیمی ناگ چال چلتا رو برو آیا اور حسنین کی صورت دیکھ کر وہ بھی مسکرا دیا۔

"دیکھ لیا، کہا تھا بڑا مال چھپا کر رکھا ہے اس میسنے نے۔ ایک تو کیا دس گاڑیاں بھی لے کے دے سکتا ہے سب ڈرامے ہیں۔ بس میرے بچے ایسے ہی اس سے اپنی ہر فرمائش منوانی ہے تجھے، چل اب شاباش یہ چابی ادھر کر تیرے کھیلنے کی چیز تھوڑا ہے" میٹھی چھری بن کر پہلے اس غلیظ شخص نے حسنین کے اندر زہر بھرا اور پھر بے تکلفی سے اسکے ہاتھ سے چابی لی جس پر حسنین نے رونے والے منہ سے بابا کو دیکھا۔

Posted on Kitab Nagri

"بابا یہ نہیں دوں گا، قسم سے میری جان ہے وہ گاڑی۔ ہر بار آپ ایسا نہ کیا کریں" حسنین نے چابی بے دلی اور منہ بسور کر بابا کو دیتے ہوئے ساتھ بچارگی سے کہا مگر ہارون منصور کئی شیطانوں کے دماغ لے کر گھومنے والا شاطر تھا۔

"ابے مرا کیوں جارہا ہے، تو کالج ہو گا لہذا میں لے آؤں گا حفاظت سے بے فکر رہ۔ چل چل کھیل اب اپنی گیم شہباز۔ کالج سے آئے گا تو گاڑی تیری باہر کھڑی ہوگی۔ اور ہاں میں تجھے دائم کے لاڈ اٹھاتے نہ دیکھوں، سوری کا بچہ۔ تو شیخ ہارون منصور کا بیٹا ہو کر اس کو سوری کرے گا کیا، چمٹا نہ کھائیں" یہ جو اس شخص نے شرافت سے گاڑی لانے کی ذمہ داری لی تھی ضرور اس میں بھی اسکی کوئی چال تھی، اور حسنین دنیا بھر کو جوتی کی نوک پر رکھ سکتا تھا سو اے بابا کا لہذا بابا کی تاکید پر ناپسندیدگی سے ہی سہی سر ہلا گیا جس پر وہ اسکی تپی گال تھپکاتا استہزاء یہ نگاہ ڈالتا باہر نکلا اور اک چور نظر مڑ کر دیکھتے ہوئے اپنی ہتھیلی کھول کر چابی پر نگاہ جمائی۔

"تین چار لاکھ کی تو ہوگی، چل ہارون منصور تیری تو عید ہوگئی" اس شخص کی نیت بہت خراب تھی اور یقیناً ایک بار پھر یہ گھٹیا شخص اپنی زہریلی چال میں کامیاب ہونے والا تھا۔

www.kitabnagri.com

☆☆☆☆☆☆☆☆

Posted on Kitab Nagri

"ہاں دے دی، لگتا تو نہیں کہ عقل جیسی نایاب شے اسکے دماغ میں ہے مگر پھر بھی مجھے امید ہے کہ اسے احساس ہو" مسیح ٹائپ کرتا دائم خود ایک گہری سانس خارج کیے اپنا سر بیڈ پر گر اچکا تھا، وہ تھکے ہارے انداز میں زمین پر بیٹھا تھا۔

دوسری طرف اپنی کتابیں لے کر صحن کے پلنگ پر بیٹھی ماہی اب کتابیں کھسکا کر ایک طرف کرتی بڑے تکیے پر لیٹ گئی اور دائم کا مسیح پڑھ کر وہ بھی دائم کی خوش فہمی پر اداس ہوئی۔

"ہو ہی نہ جائے احساس، آپ نے کھانا کھایا؟" پہلی بات ٹائپ کرتے سے ماہی بو جھل لگی مگر پھر ہر رات کی طرح پوچھا سوال دہرایا جس پر دائم مدھم سا مسکرا دیا۔

ساری دنیا میں ایک یہی واحد تھی جو اس سے اسکی بات کرتی تھی۔

"باہر ہی کھالیا تھا" دائم نے ٹائپ کرتے ہوئے سنجیدگی اختیار کی اور اب ماہی اس پر بھی بے چین ہوئی۔

"اف کب تک آپ باہر کا کھانا کھائیں گے دائم، سچی میرا دل جلتا ہے۔ اللہ پوچھے آپکے اس بے رحم باپ اور خود غرض بھائی کو۔ آپ مجھے بھی یہ ذمہ داری نہیں لینے دیتے، میں کم از کم رات کا کھانا تو آپکے لیے بنا ہی سکتی ہوں۔ جہاں اپنے اور بابا کے لیے بناتی وہیں آپ کے لیے بھی بنا دوں گی ناں" وہ دونوں زیادہ تر مسیح پر ہی بات کرتے تھے، اور اس وقت ماہی کا دل چاہا کال کر کے آج اس بندے کو اچھا ڈانٹ ڈالے۔

دائم نے مسیح کے ساتھ برہم اور ٹیڑھے منہ والے ایمو جی دیکھ کر اس وقت منعام جہانگیر کا دکھی سا چہرہ بنا دیکھے بھی امیجن کیا تبھی وہ آسودگی سے مسکرایا۔

Posted on Kitab Nagri

"میرے لیے اتنا مت سوچا کرو ماہی، کیا کیا کرو گی میرے لیے۔ مجھے بھی کچھ کرنے کا موقع دو، خواہ مخواہ شرمندہ ہوتا رہتا ہوں" دائم نے بہت پیار سے مسیج ٹائپ کر کے بھیجا اور حسب توقع تین سرخ غصے والے ایموجی موصول ہوئے اور وہ شاید دن کی پہلی ہنسی ہنس۔

اسی لمحے ماہی کا فون وا بیریٹ کیا اور دائم کی کال پر وہ اداس سی فوری کال اٹھا کر کان سے لگا چکی تھی، چونکہ بابا ساتھ کمرے میں ہی ہوتے تھے لہذا دائم جانتا تھا وہ صرف اس وقت اسے سن سکتی ہے۔

"میری زندگی میں میرے لئے تم اکلوتی ہو ماہی،

میں نے تم جیسی لڑکی کہیں نہیں دیکھی ہے اور کہیں دیکھنا بھی نہیں چاہتا۔

نظر بہت سے چہروں پر ٹھہرتی ہے مگر دل صرف تم پر ٹھہرا ہے، تم باقی دنیا جیسی زرا نہیں۔ میں دعا کرتا ہوں تمہیں تمہارے حصے کی ہر شایان شان خوشی دے سکوں، آئی لوویو سوچ "دائم ہر رات کی طرح اس سے اظہار کر رہا تھا اور وہ ساری برہمی بھول کر بھینا بھینا مسکاتی رات کی رانی دیکھائی دے رہی تھی۔

وہ بھی مسکرا رہا تھا کیونکہ اسکے لفظ ماہی کی سماعت کو چوم چکے تھے۔

"سو جاو، اور دعا کرنا میری آسانی کے لیے۔ اللہ حافظ" بہت ملائم پن سے وہ ماہی کو کہتا ہوا کال رکھ چکا تھا اور ماہی کی ہر سانس اسکے دائم کی آسانی کے لیے دعا گو ہو کر مہک اٹھی تھی۔

Posted on Kitab Nagri



"اچھا جی اتنا سارا مس کیا، نہیں جی مس بس عیشو کرتی ہے۔ آپ تو پاکستان سے جاتے ہی نولفٹ کا سائن خود پر لگا لیتے ہیں" عالم کی اگلے دن صبح تک طبعیت کچھ بہتر ہوئی تبھی وہ عیشو سے بات کرنے کے لیے تھوڑا بہتر ہوا تھا۔

یہاں تو چھ گھنٹے وقت آگے تھا مگر پاکستان میں ابھی صبح کے نو ہی بجے تھے جبکہ سڈنی میں دن چڑھ چکا تھا۔ عالم نقاہت زدہ ڈرپس کی جکڑ میں نیم دراز ہیڈ فون کان سے لگائے عیشو کی بات پر مسکرایا جو آج سکول لیٹ جانے والی تھی کیونکہ کوئی فنکشن تھا لہذا ابھی وہ ہو سٹل کے روم میں ہی بالکونی میں لگی کرسی پر چڑھ کر بیٹھی تھی۔

"میں اپنے اتنے پیارے بچے کو نہ لفٹ کروا کر جاؤں گا کہاں یہ تو بتاؤ، یہیں ہوں تمہارے پاس۔ کتنی بھی دور چلا جاؤں میرا دل تمہارے لیے دھڑکے گا بچے" عمر کا ایک لمبا فرق تھا اور یہی وجہ تھی عیشو کو آغا جان کے ساتھ ساتھ بھیا کا بھی بابا جیسا پیار ہی ملا تھا۔

دوسری سمت عیشو کا دل تو بہار ہو چکا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"پھر بھی بھیا جانو دودن بعد آپکی آواز سن رہی ہوں، آپ جانتے ہیں ناں آپ سے بات نہ ہو تو آپکی عیشو اداس ہو جاتی ہے۔ بلکہ سچ پوچھیں تو ڈر جاتی ہے، اللہ سے ہر وقت دعا کرتی ہوں کہ وہ میری زندگی بھی آپکو لگا دیں" ہائے یہ محبت بھی کیسی شے ہے، وہ عیشہ کی اس محبت پر مسکراتک نہ پایا۔

یہ زندگی کہاں لین دین کی شے تھی، عیشو کے لیے وہ بہت فکر مند تھا۔

اپنے بغیر جب وہ عیشہ کی زندگی کا تصور کرتا تو یہ بات بھی اسکا چلتا دل روک دیتی تھی۔

"میں ہمیشہ تمہارے دل میں زندہ رہوں گا میری جان، ایک بات یاد رکھنا کہ موت جیسی حقیقت اٹل سچ ہے اور یہ بھی یاد رکھنا کہ جسمانی طور سے جدا ہونا ہر گز جدائی نہیں ہوتی، محبت تو دل اور جان میں تادم آخر زندہ رہتی ہے۔ میں نے تمہیں ہمیشہ مضبوط رہنا سیکھایا ہے، تمہیں مضبوط رہنا ہے۔ کبھی خدا خواستہ تمہیں اپنے بھیا جانو سے جدا ہونا پڑھ گیا تو تم پر آغا جان کی ذمہ داری ہوگی۔ ہر قسم کے حالات کے لیے تیار رہنا چاہیے، کیونکہ موت بتا کر نہیں آتی" آج بہت مدت بعد وہ بھیا کو اتنا ظالم سنجیدہ محسوس کر کے روہانسی سی ہوئی، بھلے وہ ہمیشہ سے اسے حقیقت پسند بناتا آیا تھا مگر اس بار عالم کا لہجہ اور انداز دونوں ہی ایسے تھے کہ وہ نازک سی پری بھی خوفزدہ سی ہوئی۔

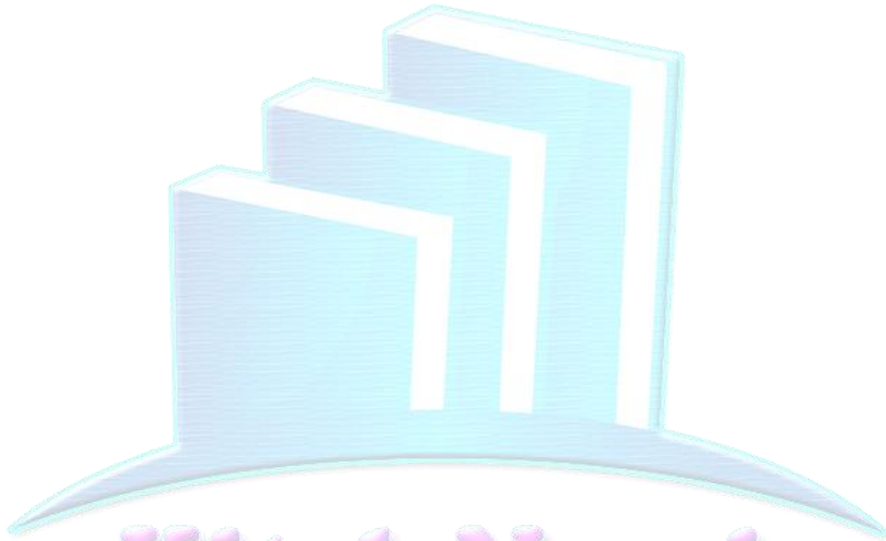
عالم کے بنا جینے کا تصور وہ کبھی نہیں کر سکتی تھی اور یہ تصور اسے بارہا عالم کروا تا رہتا تھا۔

"بھیا جانو میں جانتی ہوں آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن میرا دل بہت نازک ہے ناں، چھوٹی سی جان ہوں ناں آپکی۔ اتنا سارا ڈرایا مت کریں عیشو کو۔ اور مریں آپکے دشمن، میں نے تو بڈھے ہونے تک آپکو دیکھنا ہے سن

Posted on Kitab Nagri

لیں۔ ہاھا بھیا ویسے آپ بوڑھے ہو کر بھی اتنے ہی ہنڈ سم اور آفت لگیں گے ایم شیور "شروع میں وہ جس معصومیت سے بولی وہ خود عالم کی آنکھوں میں نمی لے آیا مگر وہ فوراً ہنس کر خود بھی اپنی بھگی آنکھیں پونجھ گئی ساتھ ساتھ عالم کو بھی مسکراہٹ دے گئی۔

اور عیشو کی یہی ہنسی اجڑنے سے عالم کا دل سخت کانپتا تھا۔



"اللہ تمہیں کبھی اپنے عالم بھیا جانو سے جدا نہ کریں، تمہاری اس ہنسی سے میری کئی سانسیں بڑھ جاتی ہیں۔ میرا پیارا بچہ "عالم کو بھلے اس وقت ہارٹ پین شدید تھی مگر وہ پھر بھی درد محسوس کرنے کے باوجود عیشو سے بات کرنا چاہتا تھا۔

اب اسے اپنی زندگی کا کوئی اعتبار نہ تھا تبھی وہ اپنی زندگی کے آخری پل اپنے دل میں قید کر رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"میرے پیارے بھیا، آئی لوویو سوچ۔ آپکے بنا آپکی عیشو جی نہیں سکتی۔ یاد رکھیے گا آپ عیشو کی طاقت ہیں" اس وقت خود عیشہ رو رہی تھی، وہ دونوں سمجھتے تھے وہ عیشہ سے ہر دکھ چھپا لیتے ہیں مگر وہ ان دو کی سوچ سے کہیں زیادہ حساس تھی۔

دونوں کی آنکھوں میں سخت اور کربناک نمی تھی۔

"لوویو ٹو میرے بچے" عالم کے چہرے پر درد کے باعث تکلیف درج تھی اور عیشو نے بھی فون رکھ کر اپنے چہرے کی نمی ہٹا کر روم کی راہ لی البتہ عالم ضرور دل پر ہاتھ سہلائے بری طرح نڈھال لگا۔

"عزیز جاں!!..."



Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

تمہارے میسر نہ ہونے کا کافی گہرا اثر لیا گیا

ہر سواک گہرا سکوت طاری ہے

خامشی کان پھاڑ رہی ہے،

ہنسی قہقہے لگا کر خون جلا رہی ہے

چلتی سانسوں کا شور انتشار میں مبتلا کر رہا ہے

Posted on Kitab Nagri

دھڑکنوں کی دھک دھک نے حشر برپا کر رکھا ہے

تصور تخیل خیالات سب منجمد ہو چکے ہیں

روح کا عالم تو کسی گہری کھائی کے جیسا ہے

میری نامکنہ رفیق حیات!!...

کہا بھی تھا دل کے اتنا قریب مت آؤ کہ بچھڑنا قیامت لگے

کہا بھی تھا تم سے زرا سی دوری بھی مجھے

زندگی سے موت کی طرف دھکیل دیتی ہے

اب جب جدائی مجھ پر قہقہے لگا رہی ہے

اک شورش کا سا سماں ہے

تم بہت دور سے میری بے بسی کا تماشہ دیکھو

مجھے پل پل مرتے دیکھو



Posted on Kitab Nagri

مجھے سکتے تڑپتے دیکھو

میرے انجان حبیب!! ...



اب مرنے کا وقت قریب ہے

تمہارا عکس آنکھوں کی پتلیوں میں محفوظ

کر کے میں ابدی نیند سو جاؤں گا

اب میں شاید تمہیں یہی تحفہ دوں گا"

اسے سب سے بچھڑنے کا ملال تھا مگر تکلیف کی انتہا کسی ایسی کے لیے تھی جس سے بچھڑنا قیامت تھا۔

یہی محسوس ہو رہا تھا بس ابھی اسکی روح پرواز کر جائے گی مگر وجود سے زندگی نکلنا بہت کٹھن عمل تھا اور اسے ابھی اس عمل سے کچھ اور گزرنا تھا۔

چہرے پر پھیلی دودن کی بڑھی شیوا سے مزید ہلکان پیش کر رہی تھی، وہ واقعی قطرہ قطرہ موت کی سمت چل رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

____☆☆☆☆☆☆☆☆____

صبح دائم کے کالج نکلنے کے بعد حسنین کو بہلا پھسلا کر ہارون منصور گاڑی کی چابی لیے شوروم پہنچ چکا تھا اور پہلے تو وہاں کے اونر نے اس سے حسنین کو ہی گاڑی دینے پر زور دیا مگر پھر ہارون نے وہیں حسنین کو کال ملا کر بات کروائی جسکے بعد شوروم کے اونر نے کچھ شش و پنج میں مبتلا ہو کر آخر کو گاڑی ہارون کے سپرد کر دی۔

مگر اس نے ہارون منصور کے نکتے ہی دائم کو بھی اطلاع دے دی تھی جسکے باعث کلاس لیتے دوران کال سن کر دائم نے اپنے جبرے بھیج لیے تھے۔

www.kitabnagri.com

دائم جانتا تھا اب کوئی بڑا تماشا عنقریب ہے۔

ہارون منصور نے اپنی لالچی اور بدنیت خصلت سے مجبور ہو کر ایک دوسری جگہ جا کر اپنے جیسے دو نمبری آدمی کو لے جا کر گاڑی کا نظارہ کروایا۔

Posted on Kitab Nagri

چونکہ گاڑی حسنین کے نام نہ ہو سکنے کی وجہ سے دائم کو مجبوراً بابا کے نام لینی پڑی تھی لہذا وہ شخص آج کے آج وہی گاڑی تین لاکھ دس ہزار کی بیچ کر سارا پیسہ ٹھکانے لگا کر رات گئے واپس لوٹنے والا تھا۔

حسنین اسکے آگے بول نہیں سکتا تھا اور دائم کو وہ بولنے نہیں دیتا تھا۔

یہ آج کا قصہ نہیں تھا، یہ گھٹیا اور بے درد انسان ایسے ہی دائم سے اسکی کمائی چھین کر جوئے پر لگاتا تھا۔

بیچ پر پیسہ لگانا، اپنے پاس موجود قیمتی سے قیمتی چیز داد پر لگانا اس کمبخت کی عادت تھی۔

جوئے کی یہ لت ہی اسے ہڈ حرامی اور کمینگی پر اکساتی تھی۔

وہ جو سارا دن حسنین کی سمت سے رات کچھ خوشی پا کر تھوڑا مطمئن تھا، گھر قدم رکھتے ہی اسکا سارا سکون غارت ہوا۔

باہر صحن کے آغاز میں ہی اسے وہ دونوں نظر آئے تھے۔

"گاڑی نہیں لائے تم؟" دائم کو علم تھا کہ گاڑی لینے ہارون منصور گئے تھے پھر بھی وہ ٹائی ڈھیلی کرتا استفسار کر رہا تھا اور حسنین اسکی بات پر بے نیاز تاثر دیتا بنا جواب دیے اندر چلا گیا جبکہ ہارون منصور کی کھسیانی شکل دائم کا دل ضرور دہلا گئی تھی۔

"مجھے پیسوں کی ضرورت تھی تو بیچ دی، پچھلے ماہ بیچ پر تین لاکھ لگائے تھے تو ہار گیا تھا بس وہی ادا کرنے پڑے۔ حسنین کو گاڑی پھر لے دینا، اور ہاں اگلے مہینے مجھے اسی کے بجائے پورا لاکھ چاہیے۔ مہنگائی ہو گئی ہے، اب جاو

Posted on Kitab Nagri

میرامنہ مت گھورو "سامنے پلنگ پر نوابی انداز میں بیٹھا منصور دائم کو اس طرح حکم کر رہا تھا جیسے وہ مسکین لاکھ لاکھ درخت سے اتار لائے گا۔

دائم کی برداشت دم توڑ چکی تھی اور وہ اب اس شخص کی مزید کوئی بے رحمی ہر گز برداشت نہیں کر سکتا تھا۔
"مجھے کسی کے پاس گروی رکھ کر ایک ہی بار سارا پیسہ لے لیں، روز روز مجھے مارنے سے تھک تو بہت جاتے ہوں گے آپ" دائم کی آنکھوں میں سرخی تھی اور لہجے میں نئی اور اسکے سوال پر ہارون منصور تنفر سے اپنی گردن اکڑا کر ہاتھ باندھتا عین اکڑ کر روبرو آ کر کھڑا ہوا۔

"تیرا کوئی ایک روپیہ نہ دے بچے، یہ تو ہم ہیں جو گزارہ کر لیتے ہیں۔ تیری منحوس شکل بھی دیکھتے ہیں اور طنز بھی سنتے ہیں۔ میرے سامنے اکڑا مت کر، ایک اشارہ کروں گا اور میرے یار تجھے اس جگہ غائب کریں گے کہ گوگل بھی ڈھونڈ نہ پائے گا۔ اور زیادہ اکڑنے کی کوشش کی تو تیری ما۔۔۔۔" وہ غلیظ شخص جتنی مرضی گری حرکتیں کر لیتا مگر ماہی کا ذکر اسکے منہ سے سننا دائم کی غیرت پر ضرب تھی تبھی دائم کی دھاڑ پر ہارون منصور کو سانپ سا سونگھا اور ساتھ ہی پتنگے لگے۔

www.kitabnagri.com

آج پہلی بار دائم اسکے سامنے با آواز بلند چلایا تھا، دائم کی آنکھوں میں لہو ٹپکا تا جلال تھا۔

"اپنے گندے ارادوں کے بیچ آپ نے میری ماہی کا ذکر بھی کیا تو بہت برا ہو گا، میں برداشت پر مجبور ہوں اسکا یہ مطلب ہر گز نہیں کے آپ مجھے تکلیف پر تکلیف دیتے جائیں۔ ماہی کے بنا دائم مر جائے گا بابا، اسے کم از کم اپنے سفاکیت کی زد میں نہ لائیں۔ یہ دیکھیں آپکے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں میرے ضبط کا امتحان مت لیں" دائم کا

Posted on Kitab Nagri

کچکپاتا وجود اسکی نرمی کا ترجمان تھا اور ہارون منصور جیسا غیر انسانی آدمی بنا ٹھڈے اور لاتیں کھائے سدھرنے والی ہڈی نہ تھی۔

"تمہارے ضبط کا امتحان لے کر ہی تمہیں ختم کروں گا، تم میرے لیے ایک ناپسند شے ہو۔ نفرت سی ہے مجھے تم سے، یہ یاد رکھنا کہ مجھے ہلاک لینے کی کوشش بھی کی تو تمہارے سامنے حسنین تک کو مار دوں گا، میں ہر حد پار کر سکتا ہوں یاد رکھنا" کمرے میں موجود حسنین جو یونہی کسی کام سے باہر دوستوں کے ساتھ جانے کے لیے مڑا تھا، اپنے باپ کے منہ سے ایسی بات سن کر وہیں دروازے میں پتھر اگیا۔

یوں لگا اسکی چلتی کائنات رک گئی تھی، پل بھر میں حسنین کو لگا وہ آسمان سے زمین پر آگرا ہے۔

"اللہ کا خوف کریں، اتنے بے رحم مت بنیں خدا کے لیے۔ میں سو تیلا سہی وہ تو آپکا خون ہے" دائم تمام تر کوشش کے باوجود پھٹ پڑا، حسنین کی آنکھیں بھی سرخ تھیں۔

باپ کا گھناؤنا روپ اسکے سامنے آگیا تھا اور یہ ایک بہت بڑی دائم کے حق میں خیر تھی۔

"ہاں میرا خون ہے لہذا میں اس خون کو بہا بھی سکتا ہوں اس لیے غلطی سے بھی ہوشیاری کی کوشش نہ کرنا" حسنین وہیں سے اٹھے قدم لیے کمرے کی سمت بڑھا اور کمرے میں جاتے ہی دروازہ بند کر لیا۔

ہارون منصور بھی زہرا گل کر منظر سے ہٹ چکا تھا جبکہ دائم نے وہیں کرب سے اپنے بال جکڑ کر خود کو پلنگ پر لڑھکا دیا۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ اسکی تھوڑی بہت آسانی کا وقت ہو چکا ہے۔

Posted on Kitab Nagri



کیوں دل چاہنے لگتا ہے کہ اپنی آنکھوں کے سارے جھلملاتے خواب کسی ایک شخص کو سوئپ کر باقی ساری کائنات کے لئے آنکھیں بند کر لی جائیں، اس کا ہاتھ تھا مے خوابوں کے سفر پہ چل نکلیں اور کبھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں۔ اپنے ہر خواب کی ساری تعبیریں صرف اسی ایک شخص کے ساتھ منسوب کر لی جائیں، کیوں دل پہ خود کا اختیار ختم ہو جاتا ہے اور ہم اپنے جذبوں اور سوچوں کی لگائیں کسی اور کے ہاتھ میں تھما دیتے ہیں، بے شک یہ محبت ہی کا اعجاز ہے کہ اچھا بھلا ہوش مند انسان بے خود ہو کر صحراؤں کی خاک چھاننے لگتا ہے۔

بھلے ماہی کے لیے دائم کی محبت، اسکا عزت دینا اور اسکا ہو جانا بے حد مقدس تھا مگر وہ خود کہیں دل سے بنا بابا کو بتائے دائم کی ہونے پر اب خوفزدہ تھی۔

آتے ہیں، زندگی میں بلاشبہ ایسے موقعے آتے ہیں جب ہم نہ اس پار قدم بڑھاپاتے ہیں اور نہ اُس پار جانے کی ہمت کرنے کا سوچتے ہیں۔

زندگی کا سب سے خطرناک موڑ وہ ہوتا ہے جب آپ کے سامنے بند گلی ہو اور آپ پھر بھی طے نہ کر پار ہے ہوں کہ آگے بڑھنا ہے یا واپس مڑنا ہے۔ اس لمحے آپ کو لگتا ہے کہ پیچھے مڑ کر دیکھا تو کہیں آپ پتھر کے ہی نہ ہو جائیں اور آگے، رستہ تو آگے بھی نہیں ہوتا۔ اس موڑ پر کھڑے آپ اپنی ہتھیلیوں کو دیکھتے ہیں کہ شاید کوئی

Posted on Kitab Nagri

نشان منزل مل جائے لیکن کہاں! ہتھیلیوں پر منزلوں کے نشان ملنے کی خواہش کرنا ایسے ہی ہے جیسے چاند کو چھونے کی تمنا کرنا۔

چاند پر نظریں جما کر کچی اینٹوں کے فرش پر بیٹھی ماہی عجیب شش و پنج میں مبتلا تھی، دل کہتا تھا کہ دائم کے ہو جانے میں کوئی برائی نہیں مگر دماغ اسے بابا کی تربیت اور محبت کے واسطے دینے لگتا تھا۔

ایسا نہیں تھا کہ ماہی بیوقوف یا نافرمان بیٹی تھی، بلکہ وہ تو بابا کے سانس کے ساتھ سانس لینے والی فرما بردار بیٹی تھی۔

اور ایسا بھی نہیں تھا کہ دائم کوئی سڑک چھاپ یا غنڈا موالی تھا جس سے محبت اور اسکی سمت پیش رفت کوئی جرم یا پاگل پن ہوتا۔

وہ اس سے سچے دل سے وابستہ تھا اور دائم کے جذبوں کی یہی سچائی ماہی کو اسے تڑپنے پر فائز نہیں رکھنا چاہتی تھی۔

کچی اینٹوں کے ساتھ لگے گملوں میں کھلے تازہ گلاب اور انکی پٹیاں چھوتی ہوئی ماہی بہت الجھن اور ذہنی دباو میں تھی۔

ایک دل چاہتا کہ بابا کو سب بتا دے مگر ایسا تھا کہ وہ بابا کے انکار کو سوچ کر ہی آدھی ہو رہی تھی۔

وہ جانتی تھی ماں باپ کا حق اولاد پر سب سے زیادہ ہوتا ہے اور اسکے بابا اسکے لیے ہر فیصلہ لینے کا حق رکھتے ہیں مگر وہ عالم کے لیے اپنے دل کو کسی صورت راضی نہیں کر پاتی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

اسے وہ انسان کبھی بھی خود کی سمت مائل نہیں کر سکا تھا، اور یہ محبت کا مزاج بھی ہائے بڑار میسانی ہوتا ہے۔
زبردستی گھر تو بسالیے جاتے ہیں پر کمبخت یہ دل زبردستی لگائے تک نہیں جاتے تو بسنا تو بہت دور ہوتا ہے۔
وہ دائم کے بنا اپنی زندگی کو ایک سیاہ نقطہ سمجھتی تھی، وہ دائم کو اس بے رحم دنیا کے سامنے نوچے جانے کے لیے نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

آج وہ اپنے دل کو کسی ایک طرف کرنا چاہتی تھی۔

ہم انسان ایک ہی مدار میں مخالف سمت گھوم کر ایک سی منزل تک پہنچنے کی خواہش رکھتے ہیں مگر کہتے ہیں ہر عمل کا رد عمل ہوتا ہے اور یہ کہ عمل اور رد عمل کے درمیان محبت کا پیما نہ بکھر جاتا ہے اور جا بجا بکھرے ہوئے رنگ، سارے مناظر بے رنگ کر رہے ہیں۔

کب جہانگیر خاموشی سے اندر سے باہر کی جانب آئے اور ماہی کو بہت گہری سوچوں میں ڈوبا دیکھ کر اسکے سر پر جھک کر ہاتھ رکھا جس پر ماہی چونک کر بوکھلائی مگر بابا کو دیکھتے ہی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اٹھ کر سامنے آئی۔
www.kitabnagri.com

جہانگیر نے اپنی پیاری سی منعام کے ماتھے پر بوسہ دیا اور وہ یوں تھے جیسے بیٹی کی الجھن جاننا چاہتے ہوں۔
"میرا بچہ اتنی چپ سی رات میں ان بے زبان پھولوں سے کونسی باتیں کر رہا ہے" شفقت سے وہ ماہی کی گال پر ہاتھ رکھے پوچھ رہے تھے اور وہ یوں نہیں ہنوز مسکراتی بابا جان کے سینے جا لگی۔

Posted on Kitab Nagri

"بابا اگر کبھی میری وجہ سے آپکو کوئی تکلیف پہنچی تو آپ اپنی ماہی کو معاف کر دیجئے گا" ماہی کو روہانسا سا پا کر اور سب سے بڑھ کر اسکی یہ بات سن کر جہانگیر کے چہرے پر بھی سنجیدگی سی اتری مگر وہ جلد سنجیدگی معدوم کیے مسکا دیے۔

انکا شفیق تبسم انکے جھریوں والے چہرے پر کھل اٹھا۔

"میری ماہی میرا غرور ہے، ایسی باتیں تو وہ سوچے جو گند ابچے ہو۔ تم تو میری اچھی اور پیاری بیٹی ہو، اچھا بتاؤ کیا سوچ رہی تھی" خود پر بابا کا اتنا اعتماد ہی ماہی کو اپنے فیصلے کے لیے گڑبڑا رہا تھا، وہ کس طرف جائے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔

"بابا اگر عالم کے بجائے کوئی اور اچھا اور آپکے معیار کا رانجھن آگیا تو کیا کریں گے آپ، کیا اسے انکار کر دیں گے یا سوچیں گے" ماہی یہ بات بہت نارملی پوچھ رہی تھی اور ستم کی حد یہ تھی کہ جہانگیر بھی بیٹی کے اس سوال کو کرنے کی وجہ نہ جان پائے تھے۔

"جو مرضی آجائے، تم صرف عالم کی ہو۔ وہی تمہارا رانجھن ہے، اسکی کم روشن زندگی کا سویرا منعام ہے اور میں اس بچے سے یہ روشنی چھیننے پر قادر نہیں ہوں۔ مجھے پتا ہے اسکی صحت تمہیں اسکی سمت مائل ہونے سے روکتی ہے مگر میرے بچے یہ تو اللہ کے کام ہیں۔ اور ہو سکتا ہے وہ تمہارا ہی منتظر ہو، اسکی زندگی کی بہار تمہارے ساتھ کی محتاج ہو۔ اچھا چلو بہت رات ہو گئی ہے اب آکر سو جاؤ" بابا کی باتیں بھلے نرم تھیں مگر ماہی کا دل درد سے بھر گئی تھیں، تو یہ ثابت ہو گیا تھا کہ جہانگیر کسی صورت ماہی اور دائم کے لیے نہیں سوچیں گے۔

Posted on Kitab Nagri

"محبت" جسے ہمارے معاشرے میں ایک غیر اہم عنصر سمجھا جاتا ہے یہ حقیقت میں نفسیاتی دباؤ کی ایک اہم وجہ ہے۔

"محبت" جسے ہو جائے وہ زیر عتاب، جو پالے طعن و تشنیع اس کا مقدر اور جس کی کھو جائے، اس کے لیے عمر بھر کی محرومی اور اذیت کیوں بنتی ہے یہ سمجھ سے باہر ہے۔

بابا کے جاتے ہی ماہی نے کچھ لمحے وہیں رک کر رات کی خنک روئی اپنی سانس کے اندر بھری اور آخری اٹل فیصلہ لیتی ہوئی خود بھی اندر بڑھ گئی۔



اگلے ڈیرھ ہفتے تک معاملات پر سکون رہے تھے، دائم اور ماہی نے اپنے لیے لیا فیصلہ دل مضبوط کیے پکا کر لیا تھا۔ عالم کی طبعیت ان دنوں میں قدرے بہتر تو ہوئی تھی مگر ڈاکٹر زاسکی زندگی کے لیے کچھ خاص پر امید نہیں تھے، خود عالم دس دن کی اس اذیت ناک تھراپی کے بعد ضد پر اٹل تھا کہ وہ پاکستان جانا چاہتا ہے اور عیشہ کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتا ہے۔

Posted on Kitab Nagri

ابھی زبیر صاحب جو اسکے ڈاکٹر تھے، ہر گز اسے واپسی کے سفر کی اجازت نہیں دے رہے تھے مگر عالم مسلسل اپنی بیماری کی بڑھتی شدت سے کچھ وقت سے ضدی سا ہو گیا تھا۔

وہ خود کو بستر پر رکھ کر سوئی کی رفتار پر نظریں جمائے موت کا انتظار نہیں کر سکتا تھا، وہ چاہتا تھا اسے موت ایسی بے بس نہ آئے۔

وہ چاہتا تھا جب وہ زندگی کو الوداع کہے تو اسکے پاس سب ہوں، تاکہ وہ مرنے کے بعد تڑپتا نہ رہ جائے۔
ویکینڈ پر ویسے بھی عیشہ حویلی آتی تھی اور ناجانے اس بار عالم کو پہلی بار اپنی زندگی ختم ہوتی محسوس ہوئی تھی۔
آخر اسکی مسلسل واپسی کی رٹ پر اسے جانے کی پر میشن تو مل گئی مگر خود زبیر بھی ان دو کے ساتھ ہی پاکستان جانے کا فیصلہ کر چکے تھے۔

دائم کے لیے یہ ڈیرہ ہفتہ بھی خلاف توقع پر سکون گزرا تھا جسکی ایک وجہ باپ کا کم سامنا اور حسنین کی کوئی نئی فرمائش نہ آنا تھا۔

شروع کے کچھ دن تو دائم کو یہ تک لگا جیسے حسنین کچھ بہتر اور بدل گیا ہے، وہ چپ چاپ تھا۔ کالج سے آکر بنا کسی سے بات کیے کمرے میں گھس جاتا تھا اور ڈیرہ ہفتے کی اس خاموشی پر دائم کو اب تو تشویش ہوئی کیونکہ یہ یقیناً طوفان سے پہلے والی خاموشی تھی۔

وہ اپنے سگے باپ کا سوتیلا پن جان کر سخت تکلیف میں تھا اور سوتیلے مگر سگے بھائی سے کی گئی آج تک کی ہر نا انصافی پر سر اپا پشیمان تھا۔

Posted on Kitab Nagri

وقت بھی کتنی ظالم شے ہے ناں، رکھ رکھ کر چمٹیں منہ پر ایسی ایسی برساتا ہے کہ انسان ہونق زدہ بنادیکھتا رہ جاتا ہے کہ آخر اسکے ساتھ ہوا کیا ہے۔

کچھ ایسا ہی حسنین منصور جیسے اکڑ مزاج کے ساتھ ہوا کہ ایک پل میں وہ آسمان کی ناظر آتی بلندی سے زمین کی نہ دیکھائی دیتی گہرائی میں جادھنسا تھا۔

دائم اسکی خاموشی کو مزید بہتری سمجھنے کی غلطی نہ کر سکا تبھی اس کی مسلسل اپنائی چپ توڑنے اسکے کمرے میں گیا جہاں وہ اس وقت بھی بیڈ پر ایک ٹانگ لٹکا اور دوسری دہری کیے انگش کی کتاب کھول کر پڑھنے میں مصروف تھا جب آہٹ پر متوجہ ہوا۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے حسنین، کافی دن سے دیکھ رہا ہوں میرا شہزادہ بڑا چپ ہے۔ ان شاء اللہ دو ماہ کے اندر اندر تمہیں نئی گاڑی لے دوں گا اور اس بار نام بھی تمہارے کرواؤں گا۔ بھیا سے خفا مت ہو" حسنین کے سامنے سے نرمی سے کتاب ہٹا کر وہ بہت ملائم پن سے حسنین سے پوچھ رہا تھا اور حسنین کا بجھاپن واقعی دائم کو حیرت زدہ کر رہا تھا۔

www.kitabnagri.com

"نہیں ہوں خفا، اور مجھے گاڑی نہیں چاہیے" دائم نے حسنین کی یہ بات سن کر پریشانی سے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیے دیکھا، وہاں آنکھیں سرخ گوشہ نشینی میں تھیں۔

"پھر کیا چاہیے، جو کہو گے ملے گا" دائم کی سمت سے محبت اب حسنین کو ڈوب مرنے کا مشورہ دے رہی تھی، کتنی ہی دیر دائم ہلکان سا حسنین کے جواب کا منتظر رہا۔

Posted on Kitab Nagri

"معافی اور آپ" حسنین بہت کرب زدہ بولا اور اس سے پہلے کہ دائم کچھ کہتا وہ بنا تکلف دائم کے گرد بازو باندھے اس سے چٹ گیا، دائم کو تو مسلسل جھٹکے لگ رہے تھے۔

یہ اسکے اکڑ سے بھرے لاڈلے کو بیٹھے بیٹھائے کیا ہوا تھا، پر جو بھی تھا دائم کے چہرے پر تھوڑا ہی سہی پر اطمینان تھا۔

"دونوں مل گئے، میرے لاڈلے۔ ہمیشہ مسکراتے رہو، بس اتنا یاد رکھنا حسنین اپنے لفظوں سے کسی کی کبھی دل آزاری مت کرنا۔ ہمیشہ کامیابی اور جیت انہی کا مقدر بنتی ہے جو رحم دل اور مہربان ہوں۔ جو زبان کے خوبصورت ہوں" دائم کو یہ تو علم نہ تھا کہ اس بدلاؤ کی کیا وجہ ہے مگر وہ پرسکون تھا کہ اسکی تربیت تباہی سے اسکے بھائی کو بچا چکی ہے۔

اسکے بعد نہ صرف دائم نے اسے تھوڑا پڑھایا بلکہ سارے وقت میں وہ حسنین کے بدلے رویے کو مسکراتی آنکھوں سے دیکھ کر آسودہ بھی ہوتا رہا۔

یاد رکھیے کہ ہمارے مذہب میں سے انسانیت اور خدمت نکال دی جائے تو صرف عبادت رہ جاتی ہے، اور محض عبادت کیلئے

پروردگار کے پاس 'فرشتوں' کی کوئی کمی نہیں ہے۔

انسان اپنی انسانیت اور خدمت کے سنگ اچھے اور نیک اخلاق کے ساتھ ہی انسان کہلاتا ہے۔

دوسروں کے دل میں ہمارے نیک اعمال ہی جگہ بناتے ہیں۔

Posted on Kitab Nagri



"آپ بہت ویک سے لگ رہے ہیں بھیا جانو، سچی سچی بتائیں کچھ ہوا ہے ناں۔ یہ دیکھیں آپکی آنیز کے نیچے ڈارک سرکلز سے مجھے ہلکے ہلکے نظر آرہے ہیں۔ کٹی آپ سے عیشو کی "دن کو ہی عالم اور مقصود خان صاحب واپس پہنچے تھے اور چونکہ کل سنڈے تھا لہذا عالم نے ڈرائیور کو بھیج کر عیشہ کو بھی بلوالیا تھا۔

کھانے کو کچھ دیر تھی تبھی عیشہ فریش ہونے کے بعد وہیں لاونچ میں آکر صوفے پر بیٹھے عالم کے پاس بیٹھی جو اسے نثار ہوتی نگاہوں سے دیکھتا ہوا بازو سے لگائے ہوئے پیشانی چوم رہا تھا۔

سامنے آغا جان بھی مسکراتی سی اداس آنکھوں کے اپنے بچوں کے دائمی ساتھ کے لیے دعا گو تھے۔

"میرے بچے کام بہت کر لیا ہے، دو تین ہفتے کا سارا ملبہ ڈیرہ ہفتے میں ٹھکانے لگایا ہے اپنی پری کے لیے تو یہ ہلکے سے ڈارک سرکلز قبول کر لو۔ ویسے بھی اب تمہیں دیکھ لیا ہے تو دیکھنا فریشنس کیسے واپس آتی ہے "عالم کے لہجے میں منصوعی اور سطحی چمک مقصود خان تو واقع دیکھ سکتے تھے مگر اس نازک سی عیشہ کو جھوٹی مسکراہٹ سے بہلانا قدرے آسان تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"آپ کو پتا ہونا چاہیے بھیا جانو مجھے آپ چمکتے چاہیں ہیں، اور یہ کیا اتنی بڑی کالی کالی بیر ڈر کھلی۔ فوری اسے ہلکا کریں کیونکہ ایسے آپ بہت مر جھائے لگتے ہو" عیشہ کی آنکھیں بہت گہرائی سے عالم کے چہرے کا مشاہدہ کر رہی تھیں اور وہ اس بار واقعی نظر چرا کر بابا کو دیکھ رہا تھا جو خود اداس سی لہر میں پیوست تھے۔

"جو حکم میری گڑیا کا، بتا کیسی ہو۔ پڑھائی کیسی ہو رہی ہے۔ اور اپنا خیال رکھتی ہو یا نہیں" دونوں بہن بھائیوں کو باتیں کرتا دیکھ کر مقصود بھی اپنا فون لیے اٹھ کر باہر کی سمت لپک گئے کیونکہ وہ کل سنڈے کو یونہی چھوٹا سا ڈنر چاہتے تھے۔

جس کے لیے وہ جہانگیر اور ماہی کو بھی انوائٹ کرنے والے تھے، شاید کہیں دل سے خود مقصود صاحب عالم کی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا وسیلہ بننا چاہتے تھے۔



"سب بالکل ٹھیک ہے، بس آپ اور بابا بہت یاد آتے ہیں۔ میرا دھیان یہیں لگا رہتا ہے۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے، دوبارہ ہارٹ پین تو نہیں ہونا۔ بولیں" اپنی دھن میں معصومیت سے بتاتی عیشہ اب ساری توجہ عالم کے

Posted on Kitab Nagri

سنجیدہ چہرے کی سمت کیے سر اپا منتظر سی جواب چاہتی تھی اور وہ اسکی نرم سی گال دبائے سچا مسکرانے کی اخیرر
کوشش کر چکا تھا۔

کوشش بھی وہ جو سوہان روح تھی اور رگوں کا خون منجمد کر گئی تھی۔

"نہیں ہوا، میں بھی اپنی گڑیا کو بہت یاد کرتا ہوں" عالم اسے بہت پیار کرتا تھا، مگر آج عیشہ کو نجانے کیوں بھیا
کاہر انداز کہیں دل کی گہرائی سے بھیگا لگ رہا تھا۔

وہ بہت حساس تھی شاید اور سامنے والے کو بہت مہارت سے پرکھتی تھی۔

"آپ اداس کیوں لگ رہے ہیں، آپ کا سٹر ونگ بچہ ہوں میں۔ بھیا مجھ سے آپ اور آغا جان کبھی کچھ مت
چھپانا۔ میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ کچھ دن سے میرا دل بھی خود بخود ہی اداس ہوتا رہتا ہے۔ عجیب سا ہے یہ،
کل رات تو سوتے ہوئے میری آنکھ کھل گئی تھی۔ ایسے جیسے کوئی بے چینی سی ہو" عیشہ کی ایسی دردناک بات پر
خود عیشہ کی آنکھوں سے نمی سی اسکی پر حدت زدہ سی گالوں پر ڈھلک آئی اور عالم کی تو اسکی بات نے ہی کائنات
روک دی تھی۔

www.kitabnagri.com

وہ مسکرانے کی دلخراش کوشش کرتا اپنے دونوں ہاتھوں سے عیشہ کی گالوں پر سے اپنی ہتھیلیوں کی پوروں کے
سنگ نمی ہٹائے خود میں حلول کر گیا تھا اور شدت بہت دردناک تھی۔

بلکل ایسے جس طرح کسی منچھڑنے والوں کو ملنے کی پڑی ہوتی ہے۔ وہ بہت ملائم پن سے عیشہ کے بالوں کو
سہلاتے بوسہ دیتا خود بھی کسی کرب میں تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"یا اللہ میری گڑیا کو ہر تکلیف سے دور رکھیں، کچھ ایسا کر دیں کہ یہ عالم سے کبھی نہ بچھڑے" وہ جواب دینے کی کنڈیشن میں نہ تھا، درد سے اٹ کر دعا کر رہا تھا مگر عیشہ اسکے سینے سے لگی آسودہ تھی۔

"آئی لو ویو بھیا جانو، اپنی عیشو کو کبھی مت چھوڑنا۔ آپ میرے لیے مما جتنے اہم ہو۔ اور عیشو کو اپنی یہ ماما ہمیشہ چاہیے سن لیں۔ میرے سب سے بیسٹ بھیا جانو" پگلی اپنی چلبلی معصومیت سے بھری باتوں کے سنگ عالم کا ہر درد زائل کر گئی تھی اور دونوں کو بھگیا سا مسکراتے دیکھ کر مقصود صاحب کی آنکھوں میں بھی درد تھا۔ وہ کال کر کے کے ہی ابھی آئے تھے۔



"کل تیار ہو جانا ماہی، مقصود کی طرف جانا ہے۔ دراصل عیشہ بھی آئی ہوئی ہے اور عالم کی طبیعت بھی بہتر ہے تو وہ کہہ رہا تھا تم دو بھی آ جاؤ تو مجھے اچھا لگے گا" ماہی جو رات کے کھانے کے برتن دھور ہی تھی باہر سے بابا کی آواز پر دوپٹے سے ہاتھ صاف کرتی پکن سے باہر آئی تو بابا کی اس بات نے اسے کچھ خاص خوشی نہ دی۔

پتا نہیں کیا عجیب سی بات تھی کہ ماہی ہمیشہ انکے گھر جانے پر گھبراتی تھی، وہ بندہ اسے بہت بے چین کرتا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"باباجان ایک اتوار ملتی ہے اس میں بھی آپ کہیں نہ کہیں لے جائیں گے، سچی اتنے سارے ٹیسٹ ملے ہیں کہ سوچ ہے آپکی "ماہی کامنہ بسور کرنا جانے کا یہ دل بھانپ کر جہانگیر صاحب تبسم بھری نگاہوں سے ماہی کو دیکھ رہے تھے۔

"ہو سکتا ہے وہ تمہارا اور عالم کا باقاعدہ رشتہ طے کرنے کی بات کرنا چاہتا ہو، اچھا ہے ناں میں تو بہت خوش ہوں۔ اب تم بھی وہاں منہ پھلائے ہوئے نہ جانا بچے اچھا نہیں لگتا اور عالم کیا سوچے گا۔ تھوڑی سی بیمار پر سی کرنا اسے بھی اچھا لگے گا، اچھا میں سونے جا رہا ہوں تیار ہو جانا کل وقت پر اور اچھی سی تیار ہونا" جہانگیر صاحب بہت تاکید لہجے میں سموئے کہہ کر گئے تھے جبکہ ماہی چہرے پر کئی خدشے پنہاں کیے ابھی اداس ہونا شروع ہی ہوئی تھی کہ دائم کی کال دیکھ کر تھوڑی بہتر ہوئی۔

"تم کو پتا ہے ماہی، حسنین نے مجھ سے اپنے آج تک کے رویے کی معافی مانگی ہے۔ میں خود کو بہت پر سکون محسوس کر رہا ہوں۔ اب دیکھنا دائم کارہاسہا سکون تمہاری صورت اسے جلد ملے گا" دائم اپنی آسودگی کی پہلی سطر ماہی کو بے قرار ہو کر کہہ رہا تھا اور وہ موندی ہوئی آنکھیں لیے کسی اور ہی جہاں میں تھی۔

کمرے سے باہر گزرتا ہارون منصور سماعت میں پڑتی آواز پر نا صرف رک چکا تھا بلکہ اپنی بے ہودہ عادت کے سنگ کان بھی دائم کے کمرے کے دروازے کی جانب لگا چکا تھا۔

"ماہی کل ہی نکاح کر لیں گے، ٹھیک ہے ناں" دائم جواب بیڈ پر بیٹھ کر کشن گود میں لیے اپنے فیصلے کا بتا رہا تھا ماہی کی دھڑکن جہاں روک گیا وہیں وہ کمینگی کا سردار منصور حقارت سے اپنی آنکھیں دہکا گیا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"جی" ماہی کی رضا و مان سے بھری ہامی دائم کو مزید خوشی دے گئی تھی مگر باہر کان لگا کر کھڑا شخص ان دو کی کوئی خوشی تکمیل نہیں دینے والا تھا۔

"اسکے بعد میں اپنی پوری جان لگا دوں گا، کچھ وقت ملے گا تو پھر تمہارے بابا کو بھی منالوں گا۔ ماہی تم میرا ساتھ کبھی مت چھوڑنا، یہ ظالم زمانہ کتنا بھی ہم دو کو جدا کرے تم صرف دائم شہروز کی ہو" دائم کی رگیں ماہی کو پالینے کے احساس سے ہی زندگی سے بھر گئی تھیں۔

منصور کے شیطانی دماغ میں منصوبہ سازی حرکت میں آچکی تھی، وہ دائم کی سمت جاتی ہر آسانی کو ختم کر دینے کے انداز میں منظر سے پیڑٹچ کر ہٹ چکا تھا۔

مقدر میں سیاہی بھرنے کا وقت قریب تھا، گہرا سناٹا بہت بار باہمتی کی راہ میں لہرانے پوری قوت سے آیا کرتا ہے اور یہ تو نصیب کی بات ہے کہ کوئی جیت جاتا ہے اور کوئی جیتے جی سب ہار جاتا ہے۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com ☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"مجھے اسکی زندگی نہیں چاہیے، میں اسکی سانس چھین لوں گا۔ اسکی اتنی ہمت کے وہ اس ماہی کو اپنا سب بنانے کا سوچ بیٹھا ہے۔ نہیں دائم شہروز، تم اگر میرے کسی فائدے کے نہیں تو تمہیں کسی اور کے فائدے کے لیے زندہ چھوڑنے کی غلطی نہیں کروں گا۔ ویسے بھی تمہارے مرنے کے بعد تمہارا سارا اچھا یا مال میرے پاس ہی

Posted on Kitab Nagri

آئے گا۔ مانتا ہوں سونے کے انڈے دینے والے مرغے کو حلال کر کے رسک اٹھانے کا معاملہ ہے مگر تم مجھے اس پر مجبور کر چکے ہو "رات کا سیاہ تاریک اندھیرا، کمرے میں جلتی مدھم روشنی پر حاوی تھا۔
چہرے پر نحوست اور جلن ابھار کر پھنکار تا شیخ ہارون منصور اس وقت خطبی اور بد دماغ ضدی شخص کے روپ میں تھا۔

ناجانے یہ دائم کی ماں کی محبت کیسے بن گیا، حالانکہ ایسے لوگ تو نفرت کے بھی قابل نہیں ہوتے۔
نکاح کی یہ خبر اس شخص کی ساری عیاشی اور مفت خوری پر بجلی گرا چکی تھی۔

اس سے پہلے کہ دائم اس نکاح کے بعد منصور کو اس گھر اور اپنے سائے سے چلتا کر دیتا، وہ شخص بھاگتے چور کی لنگوٹی پکڑنے کے چکر میں تھا۔

سب کچھ ہاتھ سے جانے دینا اسکی لالچی اور حریص طبیعت پر گراں تھا تبھی یہ درندہ دائم کو مارنے کا فیصلہ لیتے ہوئے ایک بار نہ کانپا اور فون نکال کر کمال کی حقارت اور پھر یک دم کھیسانی لہر سجائے کسی اپنے غنڈے موالی کو فون ملا چکا تھا۔
www.kitabnagri.com

"دائم شہروز کو عبرتناک موت دینے کا وقت آچکا ہے میرے دوست، اسے عام سی موت نہیں دینی۔ بڑی ذہنی ٹارچر مشین ہے وہ تو اسے ایسی ہی کوئی ٹارچر والی موت دینا۔

Posted on Kitab Nagri

اور ہاں، موت شاہانہ ضرور ہو مگر اسکا نام و نشان بھی نہ ملے۔ اس کے بدلے اپنے حسنین کو تمہاری ٹیم میں بیچ دوں گا، اپنے سے بڑا غنڈا بنا دینا ویسے بھی اس میں اکڑ بہت ہے "لعنت ہو ایسے باپ پر جس نے سوتیلے کو تو نہ بخشا ساتھ ساتھ اپنے سگے بیٹے تک کو سولی پر چڑھانے کا فیصلہ کیا۔

دوسری سمت یقیناً خباثت سے بھرے قہقہے پھوٹے تھے کیونکہ شیخ ہارون منصور کے چہرے پر بھی درندگی اور سفاکیت پورے جشن زدہ انداز میں درج تھی۔

"وقت اور جگہ تمہیں بتا دوں گا، اسکی گاڑی کو اڑا دینا۔ اسکے چیتھرے فضا میں منتشر ہو جائیں تاکہ منحوس پر کفن تک کا خرچہ نہ کرنا پڑے "ہولناک اور خوفناک سی منصوبہ بندی کرتا یہ شیطان وقت کا فرعون بن کر یہ سمجھ رہا تھا کہ اسکایہ بے رحم عمل اسے نہیں جکڑے گا۔

اللہ کی اس تک آئی رسی کو ڈھیل ضرور ملی تھی پروہ رسی کو جب کھینچتا ہے تو منصور جیسے کئی سو رما زمین کی خاک بن کر رہ جاتے ہیں۔

ظالموں کا حساب تو مقررہ وقت پر تعین ہوتا ہے مگر اس سے پہلے یہ شخص سب اجاڑ دینے والا تھا، سب تہس نہس کر دینے والا تھا۔



Posted on Kitab Nagri

پورا دن ہی ماہی عجیب سی بو کھلائی رہی تھی، اتوار کے دن حسب معمول اس نے کافی ادھورے کام مکمل کیے۔ ایک یہی دن اسے گھر کو تفصیلی چکانے کو ملتا تھا، کپڑے دھونے اور گھر کی صفائی کے بعد اس نے باہر چھوٹے سے صحن کے ساتھ کچے لان میں لگے پھولوں کے پودے کی مٹی نرم کی اور انھیں پانی بھی دیا۔ دن کو اس نے بابا اور اپنی پسند کے دال چاول بنائے تھے۔

موسم بہار میں ہلکی ہلکی ختنکی دوپہروں کو سنہری ساعطر دیتی تھی، یہ باہر کی پر رونق سی فضا ماہی کو آج ہر گز متاثر نہ کر رہی تھیں۔

بابا کی ہدایت پر اس نے اپنے لیے اپنی طرف سے سب سے سادہ سی سفید لمبی فرائز نکالی جسکے دامن پر گلابی باریک موتیوں کی لیس تھی۔

چوڑی دار پا جامہ بھی سفید جبکہ دوپٹہ گلابی جالی کا تھا جسکے کنارے سفید موتیوں سے ازبر تھے۔

پیروں کی ناز کی دیکھتے ہوئے اس نے سفید ہی گھسہ چیل چنی، نہا کر سفید میں لپٹی گل بدن اپنے حسن پر کبھی نہ اترائی تھی۔

بلاشبہ وہ بہت ہی نازک اور چھوٹی موٹی تھی، بقول بابا وہ اپنی مرحوم والدہ جیسی دلفریب تھی۔

Posted on Kitab Nagri

ذمہ داریوں نے ماہی کو کبھی اپنے پیارے سراپے پر اترانے کا موقع ہی نہیں دیا تھا، ہاں جب دائم اسکی خوبصورتی کی ہلکی سی بھی تعریف کر دیتا تو وہ خود کو اس دنیا کی سب سے پیاری لڑکی سمجھتی تھی۔

سچ بھی یہی ہے، محبت سے پہلے کچھ بھی خوبصورت نہیں ہوتا۔ محبت تو خوبصورت کو ہوتی ہے کسی ایسے سے جو اس محبت سے فیض یاب ہونے سے پہلے تک خود کو کچھ بھی نہیں جانتا ہوتا۔

ماہی شام تک بالکل تیار تھی، اس نے آج ہلکا سا نیچرل میک اپ بھی کیا تھا جس سے اسکی پیاری اور موہنی صورت مزید صورت دلبر کی شکل دھار چکی تھی۔

دائم کے لیے بھی اتوار کا دن مصروفیت سے کنارے کا دن ہوتا تھا اور وہ اس دن کو اپنی تھوڑی نیند کے نام کرتا تھا۔

کچھ دیر وہ حسنین کے ساتھ ٹی وی پر میچ دیکھتا رہا اور پھر حسنین شام کو باہر دوستوں کے ساتھ نکل گیا جسکے بعد دائم نے بھی اپنے ایک یونی دوست سے نکاح والی بات کی اور اسے سارا انتظام کرنے کی ذمہ داری بھی سونپی۔ وہ اسکا یونی کا ہی کوئی دوست تھا اور اس نے بھی پوری ذمہ داری قبول کرتے کل شام چھ سے آٹھ بجے کا دائم فکس کر دیا تھا۔

دوسری سمت عیشہ بھی صبح واپس جانے والی تھی لہذا گھر میں ہونے والے ڈنر پر وہ بھی تھوڑی خوش تھی۔

عالم کا دن بھی عیشہ کے ساتھ ہی گزرا تھا، دونوں پہلے کچھ دیر دن کو باہر نکل گئے اور تھوڑے گھومنے کے بعد وہ عیشہ کو شاپنگ پر لے گیا۔

Posted on Kitab Nagri

عیشہ بھی دل کھول کر پورے ماہ کی کسر نکالتی تھی، مگر اس بار تو عالم کا دل چاہا اپنی گڑیا کو ہر شے لے دے۔

یہاں تک کہ عیشہ کو کوئی 'عالم' بھی لے دے، یہ زندگی بھی کتنی دردناک شے ہے۔

رات ڈنر پر عالم بہت مدت بعد ماہی کو دیکھنے والا تھا مگر اسے کوئی خوشی نہ تھی، اسے بس دل کے بجھنے کی صاف صاف پیشن گوئی سنائی دے رہی تھی۔



"کاش کہ مجھے چند جادوئی لمحات میسر آئیں اور پلک جھپکنے پر سب ہی کچھ تھم جائے۔ میں آنکھیں موند لوں اور خاموشی چھا جائے۔ یہ دوریوں کے تمام زمانے بیت جائیں تو آنکھیں کھول لوں۔"

www.kitabnagri.com

تم گزار لینا وقت

تم کر لینا صبر بھی

اور تم ہی کر لینا انتظار۔

تم کر سکتی ہو، مجھ سے نہیں ہو پاتا۔

Posted on Kitab Nagri

مجھے سکوت درکار ہے

وہ منظر جس میں تم نہیں ہو، بارِ گراں ہے مجھ پر

یا تم رہو، یا کچھ نہ رہے!

یا تم رہو، یا میں بھی نہ رہوں! "دل اپنی آخری دھڑکنیں گن رہا تھا، خوا مخواہ کی خوش فہمیاں زندگی کب بڑھاپاتی ہیں۔

کب موت کو جھٹلا پائی ہیں۔

وہ اس کے سامنے تھی، پر وہ وہاں اسکے لیے اب کبھی نہیں تھی۔

عالم معراج خان کو لگا کوئی حور آسمان سے اتر آئی تھی، اپنی پاکیزگی ہر سو بکھیرتی اپنے بابا کے سنگ تھوڑی لجائی سی، تھوڑی کنفوز سی۔

www.kitabnagri.com

وہ اس سے پہلے تک ہمیشہ بہانہ بنا کر بابا کو بھیج دیتی، اس بار اس کو اس غائبانہ شخص کے سامنے آنا پڑا تھا۔

عالم کا دل اسکے لیے ایسا بھی نہ تھا کہ بے حد پاگل اور دیوانا تھا، بس وہ اسے اس دنیا کی نہیں لگتی تھی۔

وہ اسے بھلی لگتی تھی، وہ اسکے چپ چاپ سے نگاہوں کے زاویے کی سمت سرسری سادیکھتا اور نگاہیں ادب سے جھک جاتیں۔

Posted on Kitab Nagri

عیشہ تک سے ماہی ایسی گھلی ملی نہ تھی، حالانکہ عیشہ جیسا بندہ کسی اجنبی کو یہ احساس نہیں ہونے دیتا تھا کہ وہ پہلی ملاقات ہے مگر یہ قدرتی تھا کہ ماہی شاید جان بوجھ کر ان سب سے گریزاں تھی۔

مقصود اور جہانگیر بھی ڈنر کے بعد سے اپنی پرانی یادوں میں گم مسکراتے چہروں کے ساتھ خوشی کا بر ملا اظہار کر رہے تھے، عیشہ بھی بابا جان کے ساتھ بیٹھی سب کو مزے سے سن رہی تھی اور ماہی نے اپنے سامنے بیٹھے وجہیہ سراپا اور رعب دار سے عالم کو دیکھا تو تکلفانہ سا مسکرا دی۔

"کیسے ہیں آپ، ٹھیک ہیں؟" ماہی کو بابا کی تاکید یاد تھی، تبھی وہ ملائم پن اور آہستگی سے عالم سے پوچھ رہی تھی۔

لفظ اگر بتا سکتے کہ وہ کس مان کا اظہار کرتے ہیں تو شاید ہزاروں ترجمے ہو جاتے، مگر یہ مان کہنے والے نے نہیں ملایا تھا بلکہ سننے والے نے امیجن کر لیا تھا۔

"الحمد للہ بہتر ہوں، اور آپ" عالم اسے اب اپنی زندگی میں شامل کرنے کو اپنا ظلم سمجھ رہا تھا، وہ جانتا تھا اسکی پسندیدگی کا یہ قصہ بھی اسکی سانسوں کے بجھنے کے ساتھ دم توڑ دے گا اور تبھی وہ بس آج ماہی کو کچھ پل دیکھ لینے کے بعد اپنی اس ادھوری کہانی کو سمیٹنے والا تھا۔

ماہی نے جھجک لیے نگاہ اٹھا کر عالم کو دیکھا، وہ رسانیت سے سر ہلائے مسکرا دی۔

تھک کے ہارے ہوئے کسی مسافر کی تھکن اتارنے کو یہ لمحہ سرائے کہا جاسکتا تھا مگر اسکی دردناک زندگی نے اپنی منزل کا تعین بڑی اجلت میں کیا تھا اور اسے مسافر بھی یہی درکار تھا۔

Posted on Kitab Nagri

ان خاموش نگاہوں سے وہ اپنی آخری تھکن بانٹتا رہا اور وہ اپنی معصوم سی پلکیں جھکائے عالم کی بجھ جاتی حیات میں بنا جانے ہی رنگ بکھیرتی جا رہی تھی۔

ان کے بچے وعدے نہیں طے پانے تھے، قسمیں نہیں کھائی جانی تھیں مگر کوئی توربط تھا جو آسمان پر کسی منفرد حکم پر جڑا تھا۔

ان نگاہوں کا تانا کہیں کسی سمت سے منقطع ہوتا تو وہ بے قراری سی دل میں جاگتی محسوس کرتا تھا، وہ عالم کے بکھرے رنگ دیکھ کر بھی جبراً مسکرائے جا رہی تھی۔

اور وہ کہہ نہیں سکتا تھا کہ وہ اسکی زندگی کے آخری لمحات معطر کر رہی ہے۔

"میں آپکو خود میں مبتلا کر کے ناخوش ہوں" کبھی بے دھیانی میں عالم کو ماہی کی آنکھیں کہنے لگتیں، اعتراف کرتیں تو وہ درویشانہ مسکان ہو نٹوں پر سجا کر ایک پر جوش سانس لیتا۔

آخری اس الودائی ملاقات کے سارے مقدس لمحے ایک خاموشی پر ٹک گئے، وہ جانا نہیں چاہتا تھا مگر وہ اسے روک نہیں سکتی تھی۔

یہاں تک کہ اس اندھیاری رات میں آنسوؤں نے سارا منظر دھندلا دیا۔

جب منظر واضح ہوا تو وہ نہیں تھی، لیکن تب سے ہر دیوار پہ بکھرے رنگوں کے نشان، اس کے ہونے کا پتا دے رہے تھے اور جا بجا وہ دکھائی دینے لگی تھی۔

اس رات عالم نے ہر لمحہ اس طرح کاٹا جیسے اگلی سانس آخری ہو، وہ جاچکی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

کبھی نہ آنے کے لیے سب چلے گئے اور اب کسی لاعلاج بیمار کی باری تھی۔

جسکو دنیا میں آسودگی سے دور رکھا گیا تھا، وہ اپنے گرد ساری حصاری دعاؤں کے قبول ہونے کی خوشی پر موت جیسی اذیت قبول کرنے والا تھا۔

امید نہ کبھی مرتے ہوئے زندہ انسان کا پیچھا چھوڑتی ہے نہ جیتے جاگتے مردہ انسان کا، کچھ کہانیاں آسمانی ہوتی ہیں۔

کچھ ملن زمین کے لیے نہیں ہوتے، کچھ محبتیں اس قدر پاکیزگی سے سرزد ہوتی ہیں کہ انکی تکمیل اس کھوکھلی اور بے جان دنیا میں ہونا، حقیقت میں اس محبت کے تقدس کی شان میں گستاخی ہوتی ہے۔

آسمان اس رات سرخ نہیں، بلکہ مزید سیاہ ہوا تھا۔

اس رات ستارے معمول سے زیادہ روشن تھے، اس رات چاندنی نویں تاریخ کے باوجود آسمان کے ہر زمرے تک حکمران تھی۔

اس رات کوئی کامل ہو گیا تھا، کچھ اجر چپ چاپ ملتے ہیں، انکا جشن بھی چپ چاپ آسمان پر منایا جاتا ہے۔

یہ اللہ کے فیصلے ہیں، وہ جسے چاہے جلد خود سے ملاقات کا شرف دے اور جسے چاہے عمر خضر عطا کر دے۔

محبت بانٹنا سیکھو محبت ہے عطارب کی

Posted on Kitab Nagri

محبت بانٹنے والے طویل العمر ہوتے ہیں! —

—☆☆☆☆☆☆☆☆—



اگلا دن طوفان سے پہلے والی خاموشی کی طرح کٹا، عیشہ فجر کے وقت ہو سٹل واپس چلی گئی تھی۔
عالم نے اگلے دن خود کو کمرے میں ہی مقید رکھا، ماہی گزرے دن کی ہر الجھن کل کے خوبصورت دن سے
مسکراہٹ بنا چکی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

جبا بھی خوش تھی اسکی دوست ماہی کا مقدر سنور نے کو تھا، نکاح کی تقریب دائم کے یونی دوست کے گھر ہی طے پائی گئی تھی اور گواہ بھی وہ دونوں میاں بیوی تھے۔ جبا تھی اور توقع کے خلاف حسنین موجود تھا۔

اسے دائم بھائی کی خوشی پر خوشی تھی، وہ خوش تھا کہ وہ نکاح کر رہا ہے اور حقیقی مان حسنین کو تب ملا جب خود دائم نے اسے اپنی اس خوشی میں مدعو کیا۔

یہ رات بخت کی سرفراری کی رات تھی، جب ماہی اور دائم سے قول و قرار کی دل فریب اجازت لی گئی۔ یہ کتنا خوبصورت لمحہ تھا جب اسکے دائم نے اسے قبول کیا تھا۔

آج وہ بہت سے بھی بہت حسین لگ رہی تھی، جبا اسکی نظر اتارتے ہوئے نہیں تھک رہی تھی اور دائم سفید قمیص شلوار میں ملبوس زندگی سے بھرپور دائمی آسودگی میں مبتلا تھا۔

اسکی ماہی اسکی محبوب سے اسکی رگ جان کا سفر طے کر گئی تھی، آج ماہی کے چہرے کی شفق دائم کو اس دنیا کا سب سے خوبصورت رنگ دیکھائی دے رہی تھی۔

حسنین کے چہرے پر شاید آج زندگی کی پہلی دلی اطمینان والی مسکراہٹ تھی مگر یہ سب نہیں جانتے تھے کہ سیاہ وہشت ناک اندھیرا نکلے سروں پر منڈلا رہا تھا۔

دائم نے ان سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جو اسکی اور ماہی کی اس تکمیل میں معاون ثابت ہوئے تھے، اور پھر کچھ دیر دلہا دلہن کو اکیلا چھوڑا گیا کیونکہ کھانا لگ چکا تھا اور ویسے بھی تھوڑی سی پرائیویسی پر ان دو دل والوں کا بھی حق تھا۔

Posted on Kitab Nagri

گھر کے پچھلے طرف ہی خوبصورت سے لان میں ہی تقریب تھی اور اب باقی سب اندر تھے جبکہ دائم اپنے پاس بیٹھی سرخ رو حسین سی حیا کے رنگ میں آج کوئی اور دیکھائی دیتی ماہی کو دیکھ رہا تھا جو اس وقت تھوڑی بوکھلائی سی فرحت میں تھی۔

آج خود وہ مرد جاہ آفت سے بھی بڑی حسین آفت لگ رہا تھا، نظر لگنے کی حد تک وہ دو مکمل اور کامل تھے اور کہتے ہیں ناں کے کامل کچھ نہیں ہوتا۔

یہاں بھی گرہن لگنے کا وقت عنقریب تھا۔

دائم نے بہت نرمی سے ماہی کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیے اسکی ہتھیلی پر جذباتیت سے اپنے لب رکھے اور یہ ایسا پرسکون لمحہ تھا کہ ماہی ہر حیا کو پرے کرتی آنکھیں بھر کر دائم کو دیکھنے لگی جو قریب ہوتا اسکی آنکھ سے ٹپکنے والے آنسو کو اپنی انگلی کی نرم پور میں جذب کر چکا تھا۔

"محبت پر یقین سا ہو گیا ہے، تم میری ہو گئی ماہی۔ اپنی آخری سانس تک میری رہنا، میرے وجود کی بہار تم سے ہے۔ یہ من پسند چہرہ، یہ سکون کی دولت جیسی میری ماہی اور یہ مبارک رشتہ جو ہم دو کے بیچ آن جڑا ہے سب مقدس ہے۔ بے حد چاہ سے تمہیں چاہا ہے، اپنے دل میں صرف تمہیں بسایا ہے اور تم دائم کی آخری سانس تک اسکے دل میں موجود رہو گی" دائم اسکی جھکی پلکوں پر پھر سے حیا سے ہوتے رقص پر جی اٹھا، اسکے ملائم بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے وہ جذباتیت کی اونچی مسند پر فائز اسے دل میں بسائے جانے اور بسائے رکھنے کی یقین دہانی کرواتا بہت پیارا لگا۔

Posted on Kitab Nagri

ماہی کا دل اسکی سانسوں کے چہرے پر پھیلنے پر بے ہنگم ہوا اور وہ دائم کے بے خود سے ہوتے انداز میں چھپے مفہوم پر پھر سے پلکوں کا جھالر گر آگئی۔

"آپ مجھ سے کبھی دور مت ہونا دائم، نہ اپنی ماہی کو ہونے دیجئے گا۔ سب کچھ بہتر کر دیجئے گا، کیونکہ آپ کے بنا میں بھی خالی اور ویران ہوں۔ میری دعا ہے آپکی مشکلات سے بھری زندگی میں ماہی سکون بنے، آپکی ہر تکلیف مجھے چنے کا شرف ملے۔ آئی لو ویو سوچ" ماہی نے آج تک دائم کے اظہار پر شرمانے اور مسکرانے کے علاوہ کبھی کوئی جواب نہیں دیا تھا مگر آج وہ پورے حق سے دائم کو اسکا قرار سونپ چکی تھی۔

دائم کا دل بہار کرتی وہ خود محبت کے دھیان میں جا ٹھہری تھی۔

سہی کہتے ہیں کہ

"لکھ سواد نہ مصری اندر کھنڈاں وی چکھ ڈٹھیاں

ایناں ساریاں چیزاں نالوں گلاں سجن دیاں مٹھیاں" ہائے محبوب کی باتیں تو شہد کی مٹھاس تک کومات دے دیتی ہیں۔

www.kitabnagri.com

"آئی لو ویو ٹو، سب کچھ بہتر کر دوں گا بس تم میرے ساتھ رہنا میرا سایہ بن کر۔ یونو بہت خوبصورت لگ رہی ہو، میری یہ آنکھیں یوں ہے کہ مدت بعد ٹھنڈی ہوئی ہیں۔ پورے حق سے تمہیں دیکھنا یقین مانو بہت دلنشین احساس ہے" دائم اسکے چہرے پر پھیلتی سرخی پر دلفریب مسکان سجاتا اسکی حیا اوڑھتی گالوں سے

Posted on Kitab Nagri

ہونٹوں کو لگائے اسکی پاکیزگی بڑھارہا تھا مگر وہ ابھی اچانک اس سب پر جھینپ سی گئی اور دائم اسکی ہر بوکھلائی ادا پر نثار ہو رہا تھا۔

"ابھی بس دیکھ لیں، مجھے شرم سی آرہی ہے" ماہی گھبرا کر اٹھتی ہوئی دائم کی ہوش اڑاتی نگاہوں میں آئے گلابی ہوتی کہہ کر خود ہنس دی اور دائم صاحب نے بھی تھوڑی بہت گستاخی کا ارادہ باندھ کر شریر ہوتے ہوئے اٹھ کر زرا زرا حیا سے گلال ہوتی ماہی تک کا فاصلہ طے کیا اور اسکی کمر کے گرد نرمی سے بازو جمائل کرتے ہی ماہی کے اڑے رنگ اور رنگ بدلتے حسن کو تفصیل سے اور قریب سے دیکھا۔

وہ پگلی بھی لاکھ صدے میں غرق ہونے کے باوجود اس لمحے جنبش تک کو تیار نہ تھی۔

اف یہ حسن کا ایسا اونچا میل جول، بے مثال حسن کے دونوں کی آنکھوں نے بے وقت کچھ سرزد ہونے کے ڈر سے جھرجھری لی۔

دائم اسے پلٹا کر اسکی مسکراہٹ کے افق پر مقدس مہر محبت ثبت کیے اسے خود میں سمو چکا تھا اور وہ بھی کسی خواب جیسے اثر میں مبتلا اس گرفت میں پیوست آسودگی سے آنکھیں موند گئی۔

"میری جان ہو تم ماہی، بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر عزیز۔ میں تم سے کبھی بھی بچھڑنا نہیں چاہتا" کتنی ہی دیر وہ دونوں ایک دوسرے کے وجود کا حصہ بنے رہے تھے، چاند تک انکی میٹھی تکمیل پر شادمان تھا۔

وہ اس سے الگ ہوئی تو چہرے پر کچھ مزید سرخی تھی اور وہ بھینی بھینی سی مسکان سے نظریں سی بھی چرا رہے تھے مگر پھر یک لخت ماہی کے چہرے ادا سی ابھری اور وہ بیقراری سے دائم کو دیکھنے لگی۔

Posted on Kitab Nagri

"دائم مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے، آپ ہماری اس محبت کو مبارک بنائیں گے ناں" وہ بہت خوفزدہ سی دائم کو دیکھ کر بولی اور دائم سر ہلائے آسودگی سے اسکی پیشانی چوم چکا تھا۔

دونوں اس عہد پر حسین ترین مسکرائے تھے۔

"آپ کو پتا ہے دائم، محبت کب ہمارے لیے مبارک ہوتی ہے؟۔۔۔۔۔ امم میرے خیال میں جب ہمیں کسی کی سچی دعا لگتی ہے، کیا آپ کو علم ہے سچی دعا کہاں سے ملتی ہے۔۔۔۔۔"

مسلل کسی حسن سے لدی آپس کے شب دیز جیسے بال، ہلکی سرمئی سی رات کی فضا میں لدی ہوا سے مہکنے کے بعد سرمستی میں گم تھے۔

سامنے بادلوں کی اوٹ میں چھپا چاند بھی اس حسن والی سے لاج کھائے بار بار چھپ رہا تھا۔

"سچی دعا تمہیں میرے مکمل پاس اور قریب تر آکر ملے گی، کسی اور ذی روح کی اتنی مجال اور سکت کہاں کے وہ دائم شہروز کے ہوتے ہوئے اسکی ماہی کو کوئی بھی دعا دے، اور میں نے تمہارے لیے تمہاری دعا کر دی ہے۔

جلد محبت مبارک بھی ہوگی اور اس بھی "www.kitabnagri.com"

گھمبیر سی چاشنی میں لپٹے گلابی مائیل مردانہ ہونٹوں سے یہ فقرے نکل کر ماہی کی سماعت کو چوم رہے تھے۔

دائم کی گال پر پڑتا ڈنپل جو صرف دائم کی گہری دل سے اٹھتی مسکان پر ہی نمودار ہوتا تھا، آفت تھا۔

Posted on Kitab Nagri

ہائے ماہی کی سب سے بڑی کمزوری تھا، کتنی پیاری ہنسی تھی اس گہری سرمئی آنکھوں والی کی جس پر اک شیر جوان مرد ہار گیا تھا، وہ آج اسکی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ چلا چلا کر اس پوری کائنات کو بتائے کہ ماہی صرف اسکی ہے۔

وہ اسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر اسکی مقدس پیشانی اور مبارک آنکھوں کو چوم کر عہد جنون کا آغاز چاہتا تھا۔ کسی دلربائی غضب کو اوڑھ کر رمانی رنگ میں نہائے وہ نسوانی نازک ہونٹ جن پر دائم کی بات سن کر اور محبت کی نرمی محسوس کر کے دلفریب مسکان سچ گئی۔

منظر نے کہا کہ تھم جا، تھم جا کہ یہ آنکھیں کسی درویش کی ہیں۔

کسی عشق کی اونچی مسند پر فائز دیوانی کی، سیاہ نشینی کچھ انکا مقدر تھی اور کچھ وہ پگلی بھر بھر کر سیاہی انڈیل لیتی تھی۔

"میرے دل کے واحد قرار، میری خزاں رسیدہ ذات کی اکلوتی بہار۔۔۔ خدا را اس عہد کو بھول مت جائیے گا جو آج آپ نے اپنی ماہی سے کیا ہے، محبت اور فرض کے بیچ میں نے محبت چنی اور آپ پر ابدی اعتبار کر لیا ہے، میں منتظر ہوں کہ آپ جلد اپنی ماہی کو اپنے شایان شان عزت اور مقام بخشیں "چھوٹے سے صحن میں لگے رنگ برنگے پھولوں کا جان فزا عطر خوشبو کی طرح ماہی اور دائم کے وجود کو حصارے ہوئے تھا، روبرو کھڑا جان قلب جی جان سے مسکرایا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"تم جیو سر مئی آنکھوں والی، وعدہ کرتا ہوں کہ یہ دنیا، یہ ظالم زمانہ بھی میرے اور تمہارے بیچ آن ٹھہرا تو میرے دل کی صدا میں تم تک ہر بندش توڑ کر پہنچیں گی، تم یاد رکھنا کہ تم پر اس دنیا میں صرف ایک شخص مہربان ہے، دائم شہروز" وہ اپنی آنکھیں آسودگی سے موند کر ماہی کو اپنا رہنے کی تاکید کر رہا تھا، وہ تو دل و جان سے راضی تھی۔

"مجھے آپ پر یقین ہے دائم" سامنے کمال کا بھروسہ جگمگایا، زندگی سے بھری آنکھیں اور مسکراہٹ دائم شہروز کی پہلی اور آخری آسانی تھیں۔

"بس اس یقین کو ہمیشہ برقرار رکھنا منعام دائم شہروز، تم بس میرے لیے بنائی گئی ہو یہ یاد رکھنا" دائم کی آنکھیں جی جان سے ماہی کا صدقہ اتار رہی تھیں۔

ماہی نے فدا ہوتے ہوئے دائم کی ٹھوڑی پر اپنے نازک ہونٹ رکھتے ہوئے اپنی ننھی منھی گرفت میں اسے کمر سے جکڑ کر آنکھوں میں بے انتہا پیار بھرا۔

دائم نے مقابل کی اس بے باکی پر کچھ کہنے کو لب کھولے۔

"اے میرے قلبِ محرور

حواسِ خمسہ پر جب سے تمہارا پہرہ ہے

یقین مانو تب سے میری سوچیں اپنی وسعتوں سے

بہت آگے نکل چکی ہیں

Posted on Kitab Nagri

آنکھیں زنبیل میں چھپے رازوں تک کو عیاں کرنے کا

ہنر سیکھ چکی ہیں

احساسات اپنے مختصر سے دائرے سے باہر قدم رکھ

چکے ہیں

سماعتوں میں تمہاری محبت کا شور عجب اطمینان

کی سی کیفیت پیدا کرتا ہے

اور سب سے بڑھ کر تمہاری موجودگی کا احساس

ہر لمحہ مجھے یرغمال بنائے ہوئے ہے "دائم کی سمت سی ایسی شاعرانہ شرارت کے سنگ جسارت تو بنتی تھی، وہ

اسے خود میں مبتلا کیے خود بھی اپنی زندگی کی شاید آخری مسکراہٹ جی رہا تھا۔

"آپ کو پتہ ہے انت الحیاة کا مطلب....؟"

www.kitabnagri.com

اس کا مطلب ہے آپ زندگی ہو میری!!....

زندگی پتہ ہے کسے کہتے ہیں.....؟

سانس لینے کو.....؟

نہیں!.....

Posted on Kitab Nagri

زندہ رہنے کو.....؟

.....نہیں

آپ کی آواز کو.....

آپ کی دید کو.....

آپ کو کہتے ہیں زندگی.....

آپ ہیں انت الحیاة.....

سواب دعا کریں میری عمر دراز ہو.....

اور عمر دراز پتہ ہے کب ہوتی ہے.....؟

جب اسباب میسر ہوں.....

آپ کی صحبت دراز عمر کا سبب ہے تو ذرا.....

خیال رکھیے!.....

میں ابھی کم عمری میں ہوں "منظر تک حیا کھا گئے، وہ ایک دوسرے کی حقیقی اور سچی خوشی تھے اور سچی خوشیاں بہت جلد دھندلا جاتی ہیں۔

عمر درازی کی دعا کسے لگی اور کسے نہیں، یہ تو وقت بتانے والا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

ایک دوسرے کی قربت ان دو کے لیے یہ آخری آسانی اور شاید آخری آسودگی تھی۔

وقت تھم جانے والا تھا، آسمان پر یک لخت سرخی چھانے والی تھی۔

کچھ تو ہونے والا تھا، یہ کاملیت ادھورے پن سے متعارف ہونے والی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بیلی بیلی ہر کوئی آکھے تے میں وی آکھاں بیلی

اس ویلے دا کوئی نہ بیلی جدوں نکلے جان اکیلی

Kitab Nagri

جان نکلنے کا سلسلہ دردناک تھا، بہت سے وعدے، بہت سے مان ادھورے رہ جاتے تھے۔

سب جھوٹ تھا، فریب تھا۔

موت کے وقت تو اپنا سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے، موت ایسی ہی دلسوز شے ہے کہ برحق بھی ہے اور ظالم بھی۔

Posted on Kitab Nagri

وہ رات، وہ قیامت کی رات کئی لوگوں پر قہر کی طرح برپا ہوئی تھی، بظاہر وہ دائم اور ماہی کی زندگی روشن کرنے کی رات تھی مگر حقیقت میں اس رات ماہی اور دائم دونوں کی زندگی کی رہی سہی روشنی بھی بجھ گئی تھی۔

بس اتنا پتا تھا کہ ایک سیدھے راستے پر ایک گاڑی دھماکے سے پھٹی تھی، ارد گرد آگ اور دھواں اٹھتا دیکھتے لوگ بہت اونچی آہ و بقا میں لگ گئے تھے۔

ایمبولنس کے سائرن کی دور سے دل چیرتی آواز نے بھی چلتی کائنات تھام کر رکھ دی تھی۔

اس رات اتفاق سے حسنین پہلے ہی دوستوں کے ساتھ نکل گیا تھا، گاڑی میں صرف دائم تھا۔

اس روز اس نے اپنی موت سامنے دیکھ کر ماہی کو پکارا تھا۔

تخیل میں جدائی کے نغمے گونجے تھے اور خواب میں وہ کسی سرمئی صبح کے دامن میں کسی آسمانی جزیرے پر ایک ساتھ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے کھڑے تھے۔ سفید لباسوں میں ان دو کے وجود بہت پاکیزہ اور معطر تھے۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

"میں چاہتا ہوں کہ

میں ان روشن جزیروں پر رات کے پہر میں رومانوی موسیقی کے سنگ تمہیں پاس بٹھا کر بے انتہا خوبصورت نظمیں گنگنا کر سناؤں!..

اک نظم ایسی ہو

Posted on Kitab Nagri

جہاں پر گردن پر بو سے کا ذکر ہو اور تم جھٹ سے میری گردن کے قریب اپنے ہونٹوں سے نظمیں لکھنا شروع کر دو "دائم نے کمال محبت سے آغاز کیا تھا، وہ دونوں روشن وجود والے دونوں تھے۔ ارد گرد خوبصورتی کی انتہا تھی۔

"آہاں اور اک نظم ایسی ہو

جہاں دل کو اداسی نے گھیر لیا ہو اور وہاں آپ مجھے اپنی دھڑکنوں کے اتنے قریب کر دیں کہ اداسی کا خوفناک شور میرے کانوں تک نا پہنچے اور مجھے بس آپ کی دھڑکنیں سنائی دیں "ماہی کی روشن آنکھوں میں بھی خواہش جاگی تھی، دائم کا دل بے ہنگم خوشی سے دھڑک اٹھا تھا۔

"ہاں اور اک نظم ایسی ہو

جہاں میں مسکراہٹ بھول جاؤں، تو تم اپنے ہونٹوں کی ہر ہنسی میرے نام کر کے کھکھلاتی اور ہنستی بہاروں کو مات دے جاؤ۔

تمہارے مسکرانے سے چمن میں پھول کھلیں، اور دلوں میں محبت کی خوشبو مزید پختہ ہو جائے "دائم نے اسکا نازک ہاتھ پکڑ کر اپنے شانے پر رکھے کمال تجو نزدی اور وہ بلاشبہ مسکرا اٹھی تھی۔

"اور اک نظم ایسی ہو

جہاں میں خوف کے مارے آپکے پہلو کی چھاؤں ڈھونڈوں، مجھے سکون کی تلاش ہو اور آپ کہیں سے چپکے سے آ جائیں۔

Posted on Kitab Nagri

میری آنکھوں پے ہاتھ رکھ کر مجھے بتائیں کہ لو آگیا ہوں، تمہارے ہر ڈر کو اپنے پوروں سے چننے والا ہوں میری جان "کمال اتر کر محترمہ نے دل چھیرتی جسارت کی تھی۔

ہر زرہ انکا صدقہ اتار لینا چاہتا تھا۔

"اور اک نظم ایسی ہو

جہاں پر ہجر کا ذکر کیا گیا ہو

اور تم مجھے ڈر کر اس طرح خود سے لپیٹ لو کہ

وہ مرحلا آنے ہی نادو کبھی۔۔!" دائم کی آنکھیں یک لخت دکھ کے بادلوں سے اٹھیں۔ ماہی نے اسکا سہا چہرہ ہاتھوں میں بھرے پیشانی چومی۔

"اور اک نظم ایسی ہو

جہاں سماج میں نا انصافی، ظلم، جبر، ذلت، بھوک، درندہ صفت کتوں کو لکارا گیا ہو اور وہاں میں آپکے ساتھ اک ہتھیار کی حیثیت سے کھڑی رہوں اور آپکی ظلم اور تکلیف کے خلاف لڑنے کی طاقت میں مزید اضافہ ہو "ماہی کا دیا حوصلہ کچھ کارآمد ثابت نہ ہوا، ارد گرد روشنی میں کمی ہونے لگی۔

خوبصورتی رفتہ رفتہ ہولناکی بننے لگی۔

"اور اک نظم ایسی ہو

Posted on Kitab Nagri

جس میں شاعر نے دو کرداروں کے آخر میں موت لکھی ہو

اور بالکل اسی طرح دونوں ایک دوسرے کی بانہوں میں دم توڑ دیں "مکالمہ دلخراش نقطے پر ختم ہو گیا، وہ خوبصورت جزیرہ دیکھتے ہی دیکھتے آگ سے دہکتا آتش فشان بن گیا اور دائم اس آگ میں معلق ہوا اور ماہی اس دہکتے جزیرے پر حلق کے بل چلائی تھی۔ خواب ٹوٹ گیا، حقیقت دل دہلا گئی۔

ناجانے کیا ہوا تھا مگر اک دیا بجھا تھا، دل کے آنگن میں یک لخت اترتی شام بے سبب نہ تھی۔

اپنے گرد چادر اوڑھ کر گھر میں داخل ہوتی ماہی کو یہی لگانا جانے کیوں دل کٹ گیا تھا، بمشکل دل کو سہلائے وہ سانس لینے میں کامیاب ہوتی دیوار کا سہارا لے پائی۔

وہ بابا کو حبا کے ساتھ اسکی سالگرہ پر جانے کا کہہ کر گئی تھی۔

بابا تو مطمئن تھے مگر کمرے تک پہنچتی ہوئی ماہی کچھ پل کو بیقرار ہوئی تھی، اسکا دل کانپ رہا تھا حالانکہ آج تو اسکے دل کو ہر ڈر سے آزاد ہو جانا چاہیے تھا۔

وہ ملاقات کا سحر گھر تک لائی تھی، خود پر اوڑھی چادر ہٹا کر اس نے آج اپنے حسن کی سرفرازی کو ستائشی انداز میں سراہا۔

ماہی نے اپنے آپ کو اپنے لباس کو ستائشی نگاہ سے

Posted on Kitab Nagri

آئینے میں دیکھا جو خاص نگینوں اور یا قوتی موتیوں سے سجا تھا، وہ ایک چھوٹی سی فراک تھی جس کے سنگ چوری دار پاجامہ اور آنچل پر دو دو انگلیاں پھر سے ویسے موتی جڑھے تھے جن میں ایک لائن سفید چمکتے ہوئے اور دوسرے رمانی تھے۔

وہ اسکے سہاگ کا جوڑا تھا، جسے اس نے اب اپنے وجود سے ہٹا کر اس ظالم سماج سے چھپانا تھا، اور ایسا چھپایا کہ اسکو دیمک کھا گئی۔

اک شوریدہ سی بے کلی تھی اس شب کئی ادھورے نفوس کی زندگی کا فیصلہ ہوا تھا۔

وہ رات ماہی کی زندگی میں سکون کی آخری رات تھی، شاید اسے بابا کی کوئی غائبانہ آہ لگی تھی۔ کوئی حالات کا مارا ہو یا محرومی کا، نفرت کا ڈسا ہو یا محبت کا ہمارے معاشرے میں مرہم رکھنے کی ریت ہی نہیں۔

کسی کی نیند ٹوٹے یا خواب، دل ٹوٹے یا ہمت ہمارے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی کیونکہ ہم اپنی دنیا میں مست ہیں۔

وہ نافرمان تو نہیں تھی، پر اس سے نافرمانی سرزد ہو گئی تھی اور ضروری نہیں کہ ہم پر نازل ہوتا امتحان ہمارے کسی گناہ کا باعث ہو۔

کبھی کبھی کسی غلطی کی سزا طویل اس لیے کی جاتی ہے کہ اس گمراہ انسان کو سیدھے رستے پر لانے کے بعد کندن بننے کے عمل سے بھی گزرنا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

یاد رکھیے کہ مشکلات اور پریشانیاں ہمارے گناہوں کی وجہ نہیں ہیں، اللہ اپنی آزمائش اسی پر ڈالتا ہے جو اسکی آزمائش پر پورا اترنے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔

اگر شادی سے پہلے بیٹی یا بیٹے کی پسند پوچھ لی جائے تو کیا حرج ہے اور اگر پسندیدگی ہو تو انا بیچ میں لانا اور بنانچے کی حالت کو جانے اسکی خوشی پس پشت ڈال کر غلط تو کیا جاتا ہے، آخر وہاں بیاہ دینے میں کیا امر مانع ہے، والدین بچوں کی زبردستی شادی کر کے خود تو نام نہاد سرخروئی حاصل کر لیتے ہیں لیکن اولاد کو ڈپریشن اور کمپر وائز جیسی اذیت میں ڈال دیتے ہیں۔

شاید ماہی نے جذبات میں آکر نکاح کر لیا تھا، وہی جذبات جو ایک خاص جوانی کی عمر میں ہر انسان پر حاوی ہوتے ہیں۔

اور پھر جب محبت جیسی بد دماغ ہستی کا عمل دخل ہو تو معاملات انسان کے بس میں نہیں رہتے۔

اور سب سے اہم بات کہ دل میں محبت کا پودا اگانے والی ذات اللہ کی ہے، وہ جس کو جسکا لکھ دے اسے اسکا ہونا ہوتا ہے۔

www.kitabnagri.com

ہم حالات کی سنگینی بدل یا کم ضرور کر سکتے ہیں مگر ہم سب کو اپنے حصے کی سختی سہنی پڑتی ہے۔

جوانی میں کی جانے والی غلطیاں ہی عمر بھر کا روگ بنتی ہیں، اور بہت بار ہم یو نہی گر کر سنبھلنے کا ہنر سیکھتے ہیں۔

Posted on Kitab Nagri

بہت سے لوگوں کو بہتری کا مقصد سمجھانے کے لیے کسی ایک کو عبرت بننا پڑتا ہے، بہت سے اندھیرے کو ختم کرنے کے لیے آخر کار ایک چراغ جلانا اشد ضروری ہوتا ہے۔ ایک بار محبت کر کے دیکھ لی تھی ماہی نے اور اسے اس رات کے بعد سمجھ آیا تھا کہ محبت آخر کیوں نہیں کرنی چاہیے۔

اور پھر اللہ کی محبت اور اسکی جانب ٹوٹے دل بہت تیزی سے سفر کرتے ہیں، وہ بھی جڑھ گئی تھی۔

یہ ٹوٹے ہوئے، ٹھکرائے ہوئے دل بڑے نایاب ہوتے ہیں۔۔

جن میں رب کی محبت بڑی تیزی سے سما جاتی ہے۔۔ بے شک بہت خاص ہوتے ہیں وہ دل جنہیں وہ اپنی محبت کے لیے چنتا ہے۔

ہم ناقص العقل لوگ اللہ کے فیصلوں اور اسکی مصححت اور تدابیر کو ہرگز مکمل جاننے کا دعویٰ نہیں کر سکتے کیوں کہ وہ بے عیب اور بے حد مہربان اللہ ہے اور ہم انسان عیب دار اور بے حد سنگدل مخلوق ہیں۔

ہم لوگوں کی حقیقت کیچر کی طرح انکے منہ پر لپینے کی خواہش رکھتے ہیں جبکہ اللہ حکم دیتا ہے کہ دوسروں کا پردہ رکھو۔

www.kitabnagri.com

ہم انسان اشرف ناجانے کہاں سے بن گئے، ہم لوگ بے حس اور بد اخلاقی میں بال بال پیوست ہیں۔

کوئی روتا ہے تو ہماری بلا سے، افسوس یہ رویے ہم سے انسانیت کا لیبل بہت مدت ہوئی لے چکے ہیں۔

Posted on Kitab Nagri



کہتے ہیں کہ گھر سے نکلو تو پتہ جیب میں رکھ کے نکلو کیونکہ، حادثے چہرے کی پہچان مٹا دیتے ہیں۔

کبھی کبھی تو زندگی میں کچھ ایسے بھی حادثے ہوتے ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے، کہ حادثے کو عبرت کہا جائے یا کوئی مصلحت آمیز رحمت سمجھا جائے۔

وہ حادثہ بھی کچھ عجیب نوعیت کا حادثہ تھا۔

چھ سال گزر گئے، دیکھتے ہی دیکھتے۔



دائم اس رات کہاں غائب ہوا، زندہ بچا یا موت کی منہ کھول کر غراتی لہر میں جا ڈوبا اسکا کچھ علم نہ ہو سکا تھا۔ کیونکہ حادثے تک کا علم چند لوگوں کے سوا کسی کو نہ ہوا جسکی وجہ جگہ کا سنسان ہونا تھا۔

عالم معراج خان کے ساتھ اس رات کیا ہوا یہ بھی کوئی نہیں جانتا تھا کیونکہ اس رات کے بعد وہ لوگ بھی منظر عام سے اچانک ہٹ گئے۔

Posted on Kitab Nagri

کچھ دن تک تو ماہی بھی عام حالات میں مبتلا رہی مگر دائم کی یونی سے ایک سے بعد ایک غیر حاضری، اسکے نمبر کا بند ہو جانا یہ وہ سب معاملات تھے جنہوں نے ماہی کو بنا موت کے زندگی سے محروم کر دیا۔

دوسری سمت اچانک سے دوسرے تیسرے دن مقصود معراج خان صاحب کی سمت سے ماہی کے بابا تک یہ خبر آنا کہ وہ سب کچھ عرصے کے لیے عالم کی بگھڑتی طبعیت کی وجہ سے آسٹریلیا جا رہے ہیں اور کچھ سال تک ممکن ہے واپسی نہ ہو۔

یہ بہت عجیب تھا، یہاں دائم کے ساتھ حادثہ ہونا اور وہاں عالم کا بھی منظر عام سے ہٹ جانا یقیناً بہت بڑا راز تھا۔ اسکے بعد ابتدائی دو سال کے عرصے میں ماہی ہر قسم کے چھوٹے اور بڑے کرب سے گزری تھی، حالانکہ اگر اس نے بابا کی نافرمانی کی بھی تھی تو یہ دو سال اسکی سزا کے لیے کافی تھے۔

اپنی تعلیم مکمل کیے وہ ان دو سالوں میں زمین و آسمان کے بیچ معلق ہو جاتے دائم کی ہر ممکن تلاش کرتی رہی۔ ہر جگہ اسے ڈھونڈتی رہی، وہ اپنے پیچھے اپنا ہر نشان بھی مٹا گیا تھا۔

ستم کی حد یہ تھی کہ دائم کے گھر بھی اول دن سے تالا ملا، یوں تھا جیسے دائم کے ساتھ اسکے بھائی اور باپ کو بھی زمین نکل گئی تھی۔

دو سال کی یہ اذیت کچھ اس لیے بھی ماہی نے گوارا کر لی کیونکہ اسے عالم نام کی الجھن سے ایک طویل چھٹکارہ مل گیا تھا کیونکہ وہ سب بھی ایک طرح پر اسرار طور سے غائب ہو گئے تھے۔

اس میں کیا راز تھا یہ پتہ نہ چل سکا۔

Posted on Kitab Nagri

ماہی یونیورسٹی میں جاب کرنے لگی، اگلا مزید ایک سال تکلیف اور انتظار کے سوہان روح درد نے ماہی کی جان آدھی کر دی، اسکے دن تاریک اور اسکی راتیں اذیت سے بڑھتی جانے لگیں۔

پھر ایک دن عیشہ کا یونی میں سامنا کرنے پر ماہی کو لگا اسکی اذیت بڑھنے لگی ہے۔

وہ لوگ تین سال بعد واپس تو لوٹ آئے مگر صرف عیشہ اور اسکے بابا اور یہاں پھر سے ماہی کی تکلیف میں کمی کر دی گئی کیونکہ بقول عیشہ کے عالم کی طبیعت کی بہتری تک وہ خود شادی نہیں کرنا چاہتے۔

مگر ماہی ان سب آسانیوں سے مطمئن نہ تھی، وہ دائم کے نکاح میں ہو کر عالم سے نکاح نہیں کر سکتی تھی۔

ہر روز وہ اپنی اس غلطی پر اپنے آنسوؤں کو بہانے کا معمول بنا بیٹھی، اسکی ذات اک سوالیہ نشان بن گئی تھی۔

پھر مزید وقت گزرا اور اس حادثے کو ساڑھے چار سال گزر گئے، عالم ساڑھے چار سال بعد پاکستان لوٹا اور اس

روز ماہی کے جسم سے روح پرواز کر گئی جب اسے یہ علم کروایا گیا کہ اب عالم اور وہ جلد نکاح کے بندھن میں

www.kitabnagri.com

بندھ جائیں گے۔

نکاح پر نکاح جیسی اذیت ماہی کی پہلے سے ہلکان زندگی پر کاری ضرب تھی اور اس روز ماہی نے پہلی بار اپنی محبت پر ماتم کیا تھا۔

"ہجر تیرا بے پانی منگے میں کھوہ نیناں دے گیڑاں

Posted on Kitab Nagri

دل چاہندائے تینوں سامنے بٹھا کے درد پرانے چھیڑاں "وہ دائم کو پکار کر روتی اور اسے دائم کی سمت سے کوئی آواز نہ ملتی، کرب تھا کہ اس میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

آخر کار اپنے جلتے سلگتے دل کی سبیل ڈھونڈنے وہ عالمہ کے پاس جا پہنچی اور نکاح کے معاملات جانے، جس پر اسے ایک روشن پہلو دکھلایا گیا مگر ستم یہاں بھی تھا۔

فسخ نکاح میں شریعت کی طرف سے ایک سال کی مدت ضروری تھی، اور اسکے بعد چار ماہ دس دن کی عدت۔ یہ ڈیڑھ سال ماہی کو کسی بھی طرح اپنے اور عالم کے نکاح کو روکنا تھا، وہ جان بوجھ کر گناہ نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی اس نے اپنی زندگی کا یہ سب سے دردناک فیصلہ لیا تھا۔

یہ ایک سال اور ساڑھے چار ماہ ماہی نے خود کو عالم سے ہر صورت گریزاں رکھا۔

ہر بار نکاح کی تاریخ وہ کسی بہانے سے بدلوادیتی، اسے اپنی نہیں اپنے بابا کی رسوائی موت لگتی تھی۔

اس نے چھ سال پہلے ایک غلطی کر کے چھپالی تھی مگر وہ غلطی پر غلطی کر کے بابا کی اس بار واقعی جان نہیں لے سکتی تھی۔

اور پھر عدت کا آخری دن بھی آپہنچا، ٹھیک دو دن پہلے ماہی اور عالم کے نکاح کی تاریخ رکھی گئی تھی اور آج ماہی نے اپنے آپ سے ہمیشہ کے لیے نکچڑ جانا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

یقین کیجئے کہ وہاں بھی ہوتا ہے ایک ریگستان
جہاں کسی کو دکھائی نہیں دیتی اڑتی ہوئی ریت
وہاں بھی ہوتا ہے ایک درد
جہاں تلاش نہیں کیے جاسکتے چوٹ کے نشان



Posted on Kitab Nagri

”گھٹن اداسی کا آئینہ ہے اور آئینے میں پڑی دراڑیں ہمارا چہرہ

ابھارنے کی سعی میں خود کو تھکا رہی ہیں

خزاں کی زد میں،

طویل ہجرت کا بار کا ندھے جھکا چکا ہے

وہ گیسو جن میں تمہاری نظمیں تھی

ان میں چاندی کے تار حسرت سے جلوہ گر ہیں

وہ ہونٹ جن پر نزاکتوں کے

طویل قصوں کو فرصتوں میں

اتارا جاتا تھا،

سوکھی مٹی کے بھر بھرے سے وجود کی شکل لے چکے ہیں

وہ ہاتھ جن کی شگفتگی پر تمہاری جانب سے دنیا بھر کے سبھی گلابوں کی ساری قسموں کی بھینٹ چڑھتی تھی،

بے اماں ہیں

وہ آنکھیں جن کو سبھی ستاروں پہ فوقیت تھی،

Posted on Kitab Nagri

کہیں پرانی حویلیوں کے اجاڑ خانوں میں رکھے بجھتے چراغ سی ہیں _____

اب ایسی صورت میں تیرا چہرہ نظر بھی آئے تو کیا

کریں گے _____؟؟

ہمارے جیسے دوا کے قائل،

دعا پہ کب اکتفا کریں گے _____؟؟"

گھٹن بڑھ جائے تو کہتے ہیں خود پر بند کو اڑکھول لینے اشد ضروری ہو جاتے ہیں مگر وہ اس حق میں نہیں تھا، کیوں نہیں تھا یہ بھی اسے معلوم نہ تھا۔

دن گزر رہے تھے، راتیں پچھلی راتوں سے زیادہ ہیبت ناک ہو رہی تھیں مگر پھر بھی اسکے آس پاس اک امید کا چراغ روشن کرنے کی پر زور کوشش جاری تھی۔

سیاہ لباس زیب تن کیے، بھاری مردانہ وجود کا ہیولہ کھڑی سے باہر کی رات سے ہمکلام تھا، پوری حویلی میں دل کو مسحور کر دینے والی سجاوٹ کی گئی تھی۔

اس پتھر و جود میں جنبش تک نہ ہوئی، یہ باہر کی رونق اسکے بیقرار و بے چین دل میں آسودگی بھرنے میں ناکام تھی۔

Posted on Kitab Nagri

"کیا یہ غلط نہیں کہ ماہی کو مجھ سا بے چین، انجان ہستی سے مزین شخص مل رہا ہے، وہ تو مجھ پاگل سے سر پھوڑ پھوڑ کر ہی اس ظالم فضا میں منتشر ہو جائے گی۔ پر کیا کروں کہ تم میرے لیے مریض لا علاج کے آخری ممکنہ علاج جیسی ضروری ہو "بھاری، گھنبر آواز، لہجے میں خلش اور انتہا کی چاہ سموئے وہ منظر عام پر آچکا تھا۔

ٹھہرا ہوا خاموش اور اداس سمندر، جسکی گہرائی ناپنے کا کوئی پیمانہ وجود میں نہ آیا تھا۔

اسکی آنکھیں تڑپیں و آرائش پر ٹکی ہو کر بھی رنجیدہ و پر ملال تھیں۔

دستک پر محترم اپنے پورے دھیان کے سنگ پلٹے، سامنے جلتی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کا سبب کھڑا تھا، آغا جان اسکی سمت اشارہ ہوتی نگاہیں ڈکا چکے تھے۔

"اتنے پیارے ہو کر اتنے ظالم ہو تم، آج تمہیں حکم سنانے آیا ہوں کہ محترم اپنے ظلم میں کمی پر غور و فکر کیجئے" شفیق، مبہم سی مسکان میں لپٹا وہ چہرہ جو اس عالم معراج خان کی بچی کچی زندگی کی وجہ تھا، اسکے بابا اسکے محسن اور اسکے رہبر سب تھے۔

شاند ار اور عالیشان یہ کمرہ جس کی آرائش وزینش علی تھی، ٹھنڈا اور معطر ماحول تھا، پر سکون آرام دہ فضا تھی مگر یہاں اک بے چین بستا تھا جسے دل کے آرام کی کوئی سبیل میسر نہ تھی۔

"کہاں ہوں پیارا، خود کو زرا نہیں بھاتا ہوں" عالم کی آواز پہلے کی نسبت بہت بھاری ہو گئی تھی، وہ پہلے سے زیادہ پرکشش مگر پر اسرار ہو گیا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"تم بس میرے عالم معراج خان ہو، سچ پوچھو تو میرا کل جہان ہو۔ اللہ نے تمہیں مجھ تک اسی لیے پہنچایا تھا تاکہ میرے سینے کے خلاء کی جگہ اسکا نعم البدل تمہاری صورت مہیا ہوتا۔ لیکن تم پر سکون نہیں ہوتے، اب اگر میں نے تمہارے سکون کے لیے اک وسیلہ چنا ہے تو اسے یوں بہانوں سے رد نہ کرو" مقصود خان صاحب کے میٹھے، شفاف اور شفیق چہرے پر اس سامنے والے منتشر شخص کے لیے جی بھر کر محبت اور چاہ تھی، جو یک لخت اختتام تک مبہم سی رنجیدگی اور تاسف بنی۔

عالم نے بھاری قدموں کو اٹھا کر اپنے اور آغا جان کے بیچ کا فاصلہ ہٹایا اور وہ جی جان سے جواب کے منتظر تھے۔
"وہ بہت نایاب امانت ہے" عالم نے ناجانے بے بسی سے کہا یاد رکھ سے، مقصود صاحب افسردہ سی مسکان کے سنگ مزید مقابل آکر بے جان سے انداز میں ہارے سپوت کی سمت متوجہ ہوئے۔

"اور تم بھی بہت انمول امانت ہو، تبھی تو میں نے ماہی ہی کو تمہارے لیے پسند کیا ہے۔ وہ بہت سعادت مند اور پیاری سی گڑیا تمہیں سنبھال لے گی" ناجانے یہ نام سنتے ہی عالم کے دماغ کی کوئی نس خود ساختہ پھڑکنے لگتی تھی، پر اس پر عجیب بات یہ تھی کہ وہ ماہی کی سمت اتنے سالوں بعد نہ دیکھے اور ملے بھی دل و جان سے مائل تھا۔

"لیکن میں اسے کیسے سنبھالوں گا، میری تو خود تک سے نہیں بنتی آغا جان" اب کی بار عالم کے لہجے میں درد اور آس تھی اور وہ تشنہ سی درویش آنکھیں بابا کی سمت کیے اپنا خدشہ بنا جھک کہہ گیا۔

"بن جائے گی، ہر سانحہ جذب ہونے کے لیے وقت مانگتا ہے۔ تم یوں کمزور مت پڑا کرو، ایک دن آئے گا جب تمہیں تمہارا سب واپس ملے گا۔ اسی کو قسمت کا فیصلہ سمجھ لو۔ یہی طے تھا، مجھ سے میرا عالم مت چھینا کرو۔ تم

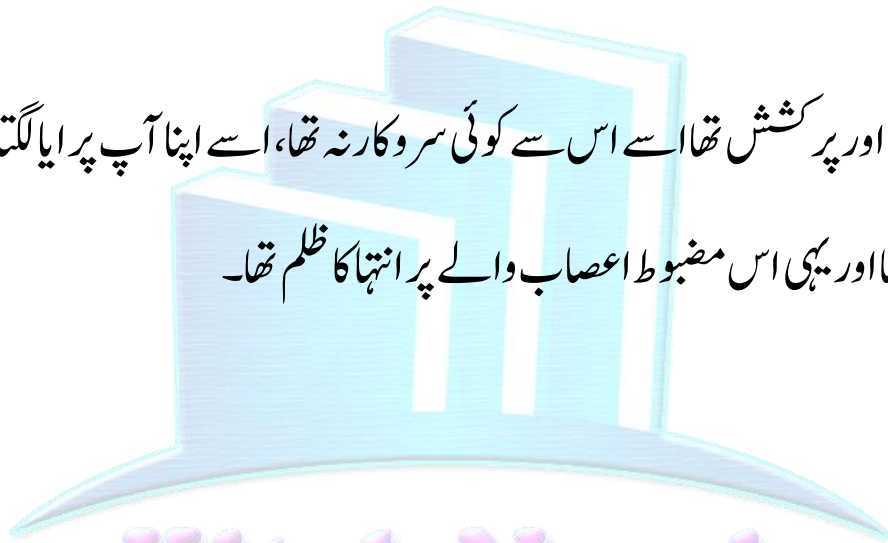
Posted on Kitab Nagri

ہی میرا سب ہونچے "بہت صدق اور جذب لیے وہ پہاڑ جیسے ہارے اس بچے کا چہرہ تھا مے درخواست کر رہے تھے اور وہ اداس سا ہی سہی پر مسکرا کر انکو مطمئن کر گیا، گواہی ہونا بہت کٹھن تھا۔

اس نے اپنا سب کچھ کھو دیا تھا، نام، پہچان اور سب سے بڑھ کر اپنا ہونا۔

یہ طبیب بابا بھی نہ ہوتے تو شاید عالم معراج خان زندگی کے یہ تلخ گھونٹ نہ پی رہا ہوتا اور اس تکلف کو منقطع کر چکا ہوتا۔

وہ جتنا بھی خوبصورت اور پرکشش تھا اسے اس سے کوئی سروکار نہ تھا، اسے اپنا آپ پر ایا لگتا تھا۔
اپنا آپ کوئی اور لگتا تھا اور یہی اس مضبوط اعصاب والے پرانتہا کا ظلم تھا۔



Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کوئی زنجیر نہیں

پھر بھی گرفتار ہوں میں

جانے کس ڈور سے باندھ گئے ہیں آپ؟

نہ مکمل اسیری

نہ ہی مکمل رہائی

Posted on Kitab Nagri

پنجرہ کھلا چھوڑ کر

پر کاٹ گئے ہیں آپ!!

وہ پچھلے دو دن سے کمرے میں قید تھی، جب سے جہانگیر فلک نے اس کو یہ اطلاع دی تھی کہ کچھ دن بعد اسکا نکاح ہے تب سے وہ خود پر رہی سہی ہر آسانی بند کر چکی تھی۔

اک ان کہا سا خوف اسکے دل سے اٹھتا اور پورے وجود میں سرایت کر جاتا، اور پھر دل دہلاتی کپکپی اسکی جان لینے لگتی۔

بہت نازک ہو گئی تھی وہ، پیاری سی گلبدن۔

حیا کی دیوی، سرخی مائل چہرہ اور ہر وقت پھیلی ڈر کی ان کہی لکیروں نے اسکے حسن میں اک اور ہی دلکشی برپا کر رکھی تھی۔

پلنگ سے ٹیک لگا کر زمین پر اپنی سفید فراک پھیلا کر بیٹھی ماہی، آنچل سے بے نیاز کسی شش و پنج میں مبتلا اپنے نازک کومل ہاتھوں کو مسل رہی تھی، شدت اتنی تیز تھی کہ کچھ ہی پل میں وہ سرخی اوڑھ چکے تھے۔

"مجھے اس تپتی جہنم میں دھکیل کر خودنا جانے کہاں روپوش ہو گئے ہیں، وہ رسوائی جس سے میرا ہلکان دل ڈرا کرتا ہے وہ شاید آپہنچی ہے۔ ابھی بھی وقت ہے آجائیں دائم کہیں سے بھی آجائیں، آپکی ماہی آپ سے جدا کر کے زندہ درگور کر دی جانے والی ہے" کئی بے لگام آنسو پلکوں کی حد عبور کرتے ان شفق زدہ گالوں پر اتر آئے تھے، محبت کی شدید ماری لگتی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

ہائے ہاری لگتی تھی۔

"ماہی آپکو پکارتی تو کہاں پکارتی، ماہی آپکے لیے اب تک زندہ ہے مگر آپ ماہی کے لیے کہیں بھی نہیں ہیں۔ باباجان مجھے میری موت کا حکم سنا گئے ہیں، نکاح۔ کیسے دائم، نہیں کر سکتی، میں تو مرتے دم تک آپکے نکاح میں رہنا چاہتی تھی دائم اور ستم کی حد دیکھیں کہ مجھ سے میری زندگی بھی آج چھین لی جائے گی۔ بابا کو انکار کر دیتی تو انکی نبضوں میں انکی زندگی فنا ہو جاتی۔ کہیں کس سے جا کر اپنا کرب کہوں، مجھے حقیقت میں آپکی ضرورت ہے دائم "ہتھیلوں سے اپنی آنکھیں رگڑتی ہوئی وہ سخت تکلیف میں تھی، درمیانے طبقے کا یہ گھر اپنی اچھی حالت میں ہو کر بھی اپنی خستہ خالی کامنہ بولتا ثابت تھا۔

پلنگ کے ساتھ دو عام سے صوفے دھرے تھے، کچھ ساتھ کپڑوں کی الماری اور چھوٹا سا سنگار میز تھا، کمرے میں سجاوٹی چیزوں کی بھرمار تھی اور اس خوبصورت چھوٹی سی دنیا کی وہ اداس شہزادی غم سے چور ہو رہی تھی جب آہٹ پر وہ مڑی تو عمر رسیدہ سے باباجان کو آتا دیکھ کر اپنے سارے آنسو اندر اتار گئی۔

جہانگیر فلک بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ ماہی کو ماں کی یاد آرہی ہے تبھی تو جب سے انہوں نے ماہی کا نکاح طے کیا تھا تب سے وہ کمرے میں سمٹ گئی تھی، بابا کے بہت نرمی سے پاس آکر بیٹھتے ہی ماہی نے اپنا سر انکی گود میں رکھا جس پر وہ بہت آسودہ مسکائے۔

"تمہاری ماں زندہ ہوتی تو سو سو جتن کرتی، تمہیں سجاتی سنواری۔ مایوں بٹھاتی۔ سوارمان نکالتی مگر تم اس بات کا غم نہ کرو میرے بچے، تمہارے بابا ہیں ناں۔ اپنی سہیلوں کو بلا لو، رونق لگاؤ۔ یوں کمرے میں سمٹ گئی ہو، میرا دل اداس ہو رہا ہے "جہانگیر نے بہت پیار اور ملائم پن سے ماہی کی گال سہلائے تجویز دی مگر وہ درد میں اٹ کر

Posted on Kitab Nagri

نفی میں سر ہلاتی بس روئی سی لگی۔ افسوس ان گزرے چھ سالوں میں وہ بد نصیب باپ ماہی کی تکلیف سے یکسر ناواقف رہا تھا، وہ اپنی جہنم میں تنہا جلتی آئی تھی۔

"بابا مجھے ابھی بھی شادی نہیں کرنی، آپ کو چھوڑ نہیں سکتی۔ نہ الگ کریں خود سے، میں نہیں رہ سکتی" ماہی کی مشکل کا کوئی حل ہوتا تو وہ کسی بھی طرح اس نکاح سے بچ نکلتی مگر پچھلے چھ سال سے دائم کا کوئی اتا پتہ نہ تھا، وہ کہاں غائب ہوا اس کا کسی کو علم نہ تھا۔

وہ جو اپنے سوتیلے اور جواری بابا اور چھوٹے بھائی کے ساتھ رہتا تھا مگر اس واقعے کے بعد وہ بھی وہاں سے چلے گئے تھے۔

پچھلے چھ سال سے وہ نکاح کے نام سے کانپتی آئی تھی، اپنی بھول اور اس غلطی کے باعث سلگتی آئی تھی مگر آج چھ سال بعد اسکی ہر کوشش دم توڑ گئی کیونکہ بابا کو دو دفعہ دل کے دورے کے باعث ڈاکٹر نے ٹنشن سے دور رکھنے کا کہا تھا، اور وہ بابا کو اپنے غائبانہ سے نکاح کا بتا کر زندہ درگور کرنے سے ڈرتی آئی تھی۔

کیا بتاتی، نکاح ہوا مگر کس سے۔ اس شخص سے جو اب شاید اس دنیا میں حلول ہو گیا تھا، اسے آسمان نکل گیا تھا یا زمین اسکا بھی کچھ علم نہ تھا۔

"مقصود میرا بچپن کا جگری یار ہے، اسکی خواہش اور تمہاری سرفرازی کو مزید درد نہیں کر سکتا پہلے ہی اتنے سال انتظار کیا۔ عالم بہت اچھا اور بہترین بچہ ہے، تمہیں خوش رکھے گا۔ اب تو خیر سے اسکی صحت بھی بہت بہتر ہے، پچھلے ڈیرھ سال سے تم نے مسلسل انکار کیے مگر میرے بچے شادی تو ایک دن کرنی ہی ہے، اور میں اپنا دھیان

Posted on Kitab Nagri

خود رکھ لوں گا فکر مت کرو۔ یہ کچھ پیسے ہیں، یونی سے واپسی پر میں اپنی گڑیا کو خود مار کٹ لے جاؤں گا۔ جو تمہارا دل چاہے اپنے لیے لے لینا۔ اب کمرے سے نکلو اور اپنے بابا کو اچھے سے کڑی چاول بنا کر دو۔ آجاؤ میرا بچہ "بابا کی نرم سی ہدایت پر وہ بظاہر مسکرا دی مگر اسکا دل کس قدر سوگوار تھا یہ بس منعام جہانگیر فلک جانتی تھی۔

بابا کے جاتے ہی کئی ضبط کو توڑ کر بہتے آنسو اسکی تکلیف ظاہر کر گئے تھے۔

"دائم مجھے آپکی ضرورت ہے، ورنہ آپکی ماہی بہت بڑی بے وفائی کی مرتکب ہو جائے گی۔ نکاح لفظ میرے لیے صرف آپ تھے دائم، یا میرے اللہ مجھے اس تکلیف سے بچالیں۔ میں کیا کروں، یہ تکلیف تو میری جان لے جائے گی۔ آہ دائم آہ "پچھلے چھ سال سے اسکی آہیں بیکار جا رہی تھیں تو اب کونسا ثمر پا جائیں۔ ڈیڑھ سال پہلے ماہی اور عالمہ زہرا کی باتیں اس دوران ماہی کے ذہن میں گردش کر رہی تھیں۔

"کسی لڑکی کے شوہر کے غائب ہو جانے کی صورت میں اگر بیوی کے لیے پاک دامنی کے ساتھ زندگی گزارنا ممکن نہ ہو یا کسی مجبوری کے باعث دوسرے نکاح کا بوجھ ہو تو لڑکی عدالت میں مقدمہ دائر کرے، عدالت سرکاری تعاون سے تحقیقات کرنے کے بعد ایک سال کی مدت مقرر کرے، سال گزرنے پر بھی شوہر نہ آئے تو عدالت نسخ نکاح کا فیصلہ کر دیتی ہے۔ عدالت کے فیصلے کے بعد عدتِ وفات (حاملہ نہ ہونے کی صورت میں چار ماہ دس دن اور حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل یعنی بچہ کی پیدائش) گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کرنا جائز ہوتا ہے "تب ماہی کو جتنی تکلیف ہوئی تھی آج اس سے دگنی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

"اور اگر دوسری شادی یا دوسرے نکاح کے بعد اس لڑکی کا پہلا شوہر لوٹ آئے تو مذکورہ خاتون کا نکاح اس کے پہلے شوہر سے بدستور قائم رہے گا، دوسرے شوہر کے ساتھ اس کا نکاح خود بخود باطل یعنی جھوٹا ہو جائے گا۔ اس لیے لڑکی پر لازم ہو گا کہ دوسرے شوہر سے فوراً علیحدگی حاصل کرے اور اگر اس خاتون کی دوسرے نکاح کی رخصتی بھی ہو گئی ہو تو پہلے شوہر کو اس کے ساتھ صحبت کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہو گا جب تک وہ دوسرے شوہر کی عدت پوری نہ کر لے" یہ ساری باتیں جب بھی ماہی کو یاد آتیں اس کا دل حرکت کرنا بند کر دیتا تھا۔

وہ تا عمر اپنی جلن پر مجبور قبول تھی، نہ دائم کی اور نہ عالم کی ماہی قطرہ قطرہ زندگی سے دور ہو رہی تھی۔ اپنی سراپا سیاہی حیات اور تماشا بنتی ہستی پر افسوس اور ماتم کرنا ہی اسکے بس میں تھا اور وہ یہی کرتی اٹھ کر پھر سے روشنی کا تیر جیسا اذیت دیتا سا منا کرنے کمرے باہر نکل چکی تھی۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Posted on Kitab Nagri

"مجھے وہ نام سے ہی بہت محبوب لگتی آئی ہے، فقط یہی ہے قصہ۔ تم نجانے کیا جاننا چاہتی ہو۔ میرا اس سے کوئی افیر تھوڑی چلا تھا بابا، میں نے اسے یقین مانو کبھی ٹھیک سے دیکھا تک نہیں کہ کہیں میری ہی نظر ماہی کو نہ لگ جائے" پچھلے دس منٹ سے محترمہ عیشہ، بھیا جانی کا سر کھارہی تھیں اور وہ جناب اپنے آفس میں محترمہ کو معصومیت سے فلسفیانہ صفائیاں دیتے ساتھ ساتھ کام بھی نمٹا رہے تھے۔

عیشہ معراج خان ناصرف بہت شرارتی اور ہوش ربا ہو چکی تھیں بلکہ اب بھی عالم کی ویران اور تنہا زندگی کا وہ خوشمنا اجالا تھی جو اسے مکمل بجھنے نہ دیتا تھا۔

وہ بھی آغا جان کے بقول عالم کی سمائیل تھراپی جاری رکھتی تھی، اپنے بھائی کا بھج جاناس پگلی سے بھی کہاں دیکھا جاتا تھا۔

گرے اینڈوائیٹ میں محترم عالم صاحب کا کسرتی وجود کچھ سال قبل جم چھوڑ دینے کے باعث کچھ زیادہ توانا ہو گیا تھا، دوسری وجہ وہ میڈکیشن تھراپی تھی جس پر وہ پچھلے کئی سالوں سے جی رہا تھا۔

آغا جان ہی کی اجازت پر کچھ ماہ پہلے اسے دوبارہ جمنگ کی اجازت ملی تھی اور تبھی محترم پھر سے کچھ فگر میں لوٹ آئے تھے۔

آغا جان جو خود بہت بڑے سرجن تھے اور تبھی عالم کے ہیلتھ ایشوز بھی زیادہ تر وہی ہنڈل کرتے آئے تھے یا انکا دوست زبیر، تبھی یہ اختیاطی تدابیر نہ صرف عالم خود بھی اپنانا تھا بلکہ اسکی ہلیپ کے لیے عیشہ اور آغا جان ہمہ وقت موجود تھے۔

Posted on Kitab Nagri

"اویسے ہوئے، بھیا جانو آپ اب عیشو سے چھپائیں گے۔ صاف صاف کہیں نالو وان فسٹ سائیڈ ہوا تھا آپکو۔ ویسے وہ واقعی بہت کیوٹ اور پیاری ہیں، میں نے تو انکو چھوٹی سی تھی میں تبھی دیکھتے ہی آپکے لیے پسند کر لیا تھا، اور پھر اتفاق سے وہ بابا جانی کے دوست کی بیٹی نکل آئیں۔ اینڈ میرے بھیا جانو کا اکلوتا لو بھی "عیشہ اپنی سفید ٹاپ اور جینز کے سنگ دوپونیوں کے سنگ خود بھی کم کیوٹ نہ تھی، دوسرا وہ بہت زندگی سے بھری ہنس مکھ لڑکی بن چکی تھی۔"

عالم کے پراسرار سے چہرے پر محترمہ اور والد جان کی پلاننگ پر حیرت اڑی تھی مگر وہ ملائم سا مسکرا دیا تھا۔ "نہیں نہیں لو وشو نہیں ہوتا کچھ، بس عقیدت اور خواہش ہوتی ہے۔ وہ ایسی ہے کہ اسکے لیے کوئی بھی بادشاہ وقت صدیوں انتظار کر سکتا ہے۔ اسکی ایک جھلک تک شفا ہے "عالم کے لہجے میں خود بخود اڑتی چاہ پر عیشہ بھی ہنستی ہوئی اب من مانی سے عالم تک پہنچ کر اس سے فائیل لیتی پاس کھڑے ہو کر اسکی ساری توجہ اپنی سمت کر چکی تھی جو خود بھی اب اچھے سے مسکراتا اسکی شرارتی صورت دیکھ رہا تھا۔"

"تو پھر مان جائیں نا کہ آپکو ان سے محبت ہے، آئی ایم ویری پیپی فاریور میرج بھیا جانو۔ فائنلی اتنے سالوں کے انتظار کے بعد وہ آپکی ہونے والی ہیں۔ آپکے چہرے کی یہ آسودہ مسکراہٹ میری اور آغا جان کی زندگی ہے، آپ ہم دو کا سکون ہیں "عیشہ بھلے اس سے بہت چھوٹی تھی مگر اپنی موہنی محبت اور پیار سے وہ عالم کا اب بھی دل بہار کر دیتی تھی، ابھی بھی وہ نثار ہوتی نگاہوں سے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے دل کی اتھاہ گہرائی سے مسکایا تھا۔"

Posted on Kitab Nagri

"محبت ہو بھی جائے تو میرا بخت رکاوٹ ضرور بنے گا عیشو، یہ تم جانتی ہو کہ تمہارے بھیا کو خوشی راس نہیں آتی۔ تمہاری خوشی کے لیے میں کہہ بھی دوں کہ مجھے اس سے محبت ہے مگر اس بات سے کیسے انکار کروں کہ مجھے خود سے نجات چاہیے" عالم کے چہرے پر سخت حقیقت پسندی تھی اور عیشہ کا بھی گلاب چہرہ مر جھا گیا اور وہ اپنے نازک ہاتھوں سے عالم کا چہرہ تھامے رنجیدہ سامسکائی۔

"آپ نا امید نہ ہوں، اور بخت بنانے والے اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ میں اور آغا جان ہیں ناں آپ کی ہمت، بقیہ ماہی بن جائیں گی۔ آپ سٹر انگ مین ہیں، میرے بہادر بھیا۔ بس آپ ایسا ویسا برا کچھ نہ سوچیں۔ ابھی آپ جلدی سے کام ختم کریں تاکہ ہم ماہی کے لیے شاپنگ کر سکیں، میرے کیوٹو فروٹو بھیا" عیشہ اپنی پوری کوشش کرتی تھی کہ بھائی کی امید نہ ٹوٹنے دے مگر وہ شخص تو ازل سے ہارا ہوا تھا، عیشہ کی اس بات پر وہ اسکا گال پر رکھا ہاتھ چومے فرما برداری سے مسکرا کر اپنے کام کو تکمیل دینے لگا جبکہ وہ اب کچھ دور کھڑی بھیا پر چھائے ہر سیاہ سائے کے ہٹ جانے کے لیے دل کی گہرائی سے دعا گو تھی۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

☆☆☆☆☆☆☆☆

بابا جان کے لیے وہ انکی پسند کا کھانا بنا چکی تھی، چہرے سے تھکن اور ہار و اف تھی۔

Posted on Kitab Nagri

انکو کھانا دیے وہ خود چائے کا کپ لیے کمرے کی سمت آگئی تھی، باہر کی کھلی اور تروتازہ ہوا اسے جس زدہ لگ رہی تھی۔

اپنے دل جلاتے خیالات سے وہ فون کی رنگ پر نکلتے پٹی جہاں اسکی کالج کی دوست حبا کی کال آتی دیکھ کر وہ پریشانی سے اسکی سمت لپکی۔

"ماہی کیا تم کالج آسکتی ہو، دائم کو لے کر کچھ معلوم ہوا ہے مگر یہاں کی پرنسپل مجھے نہیں بتا رہیں، وہ کہہ رہی ہیں کہ وہ ماہی سے خود مل کر بات کریں گی" مقابل ایسی غیر یقین بات سننے کی توقع ماہی کو ہر گز نہ تھی تبھی فون اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر پلنگ پر جا گرا۔

یوں لگا اسکے جسم کا سارا لہو ہی اسکے چہرے پر سمٹ آیا تھا، اپنے کرب ناک آنسوؤں کو اپنے اندر ہی دبائے وہ فوراً سے پہلے اپنی چادر اور بیگ لیے تیزی سے کمرے سے نکلی جہاں جہانگیر اسکی یہ اجلت اور کہیں جانے کی تیاری دیکھ کر اسکی سمت متوجہ ہوئے۔

خود کو نارمل کرتی وہ بابا کی سمت مڑی، وہ اسکے چہرے کا ضبط دیکھ نہ پائے کیونکہ وہ اپنی تکلیف چھپانے کی ماہر تھی۔

"بابا میں کالج جا رہی ہوں، میری ایک پرانی سہیلی ہے وہ بہت سال بعد آئی ہے تو مجھے بلارہی ہے۔ اسکے علاوہ اپنے کچھ پرانے ٹیچرز سے بھی ملنا ہے۔ بابا میں جاؤں" ماہی نے بہت مدھم سی آواز میں بابا کو وضاحت دیتے اجازت طلب کی جس پر وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئے۔

Posted on Kitab Nagri

"چلو کسی بہانے تو یہ کمرے کی قید ختم ہوئی، جاو میرے بچے جا کر مل آؤ" جہانگیر کی اجازت ملتے ہی ماہی تیزی سے چلتی باہر آئی اور ادھر ادھر نگاہ دوڑائی، یہاں سے اسے با آسانی رکشہ مل گیا اور گھر سے کالج تک کا راستہ وہ اپنی آسانی کے لیے دردناک رو کر دعا کرتی رہی تھی۔

اسے آج عالمہ کی طرف بھی جانا تھا تبھی وہ چاہتی تھی اس سے پہلے کوئی راہ نجات مل جائے۔

دائم کی یوں اتنے سالوں بعد کوئی خبر ملنا اسکی جلتی روح اور دہکتے وجود کو منجمد کر گیا تھا، ہتھیلی کی پشت سے اپنی سیلن زدہ آنکھیں پونجھتی وہ رکشے والے کو وہیں انتظار کا کہہ کر فوراً سے کالج کے دراخلی دروازے کی سمت لپکی۔

قدم تھے کہ من وزنی اور دل تھا کہ ڈوب رہا تھا، پرنسپل آفس تک کا فاصلہ ماہی نے بہت تیزی سے طے کیا اور اندر موجود مسسز کامران اور جبا کو دیکھ کر ماہی نے بیقراری سے ان تک کا فاصلہ طے کیا۔

"ماہی میری جان، کیسی ہو تم" ماہی کو دیکھتے ہی جبانے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا اور اس وقت ماہی نہیں جانتی تھی کہ وہ کیسی ہے، پرنسپل صاحبہ نے بھی اداس سی خیریت دریافت کرتے ہی دونوں کو بیٹھنے کا کہا اور اپنی توجہ ماہی کے بے چین چہرے کی سمت مبذول کی۔

www.kitabnagri.com

"میری ایک پرانی کولیگ کے تھرو یہ خبر ملی ہے کہ مسٹر دائم شہر وز کا چھ سال پہلے بہت بڑا ایکسیڈنٹ ہوا تھا، میری کولیگ ہیں جو انکے جو شوہر ہیں انہوں نے وہ حادثہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ مگر کسی وجہ کے باعث وہ مزید کچھ نہیں جان پائے تھے کہ آیا وہ زندہ بچا یا خدا نخواستہ جان ہار گیا۔ ماہی وہ حادثہ بہت ہیبت ناک تھا، مسٹر دائم شہر وز کے سوتیلے بابا کا پتا ڈھونڈ لیا ہے مگر بد قسمتی سے وہ شخص زیادہ گھر نہیں آتا جاتا" وہ جو سمجھی تھی اسکی

Posted on Kitab Nagri

تکلیف کم ہونے کا وقت ہے، اسکی نبضوں سے نکلی جاچکی زندگی واپس آنے کا وقت ہے، اس خبر سے مزید ٹوٹ سی گئی تھی۔

ہر بار دائم کے ہونے کی موہوم آس عین موقع پر دم توڑ جاتی تھی، حبا، ماہی اور دائم کے نکاح سے چونکہ با علم تھی تبھی وہ ماہی کی ضبط کی تکلیف جان چکی تھی۔

"آ۔۔۔۔۔ آپ م۔۔ مجھے وہ پتا دے سکتی ہیں میم" ماہی کی آواز میں لرزاں تھا، مسز کامران نے سر کو اثبات میں جنبیش دیتے ہی وہ ایک چھوٹا سا کاغذ ماہی کی سمت بڑھایا جس نے کانپتے ہاتھوں سے اسے لیا اور بنا نگاہ ملائی شکریہ ادا کیے باہر نکل گئی۔

حبا بھی میم سے اجازت لیے فوری باہر لپکی کیونکہ وہ جانتی تھی ماہی ضبط کھو چکی ہو گئی اور ایسا ہی تھا، کچھ فاصلے پر مڑ کر منہ پے ہاتھ رکھ کر تکلیف سے لڑتی ماہی سخت درد میں تھی۔

"ماہی، بس۔ مت رومی جان۔ کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہو" حبا سے اسکا یہ رونا دیکھانہ گیا تبھی بھیکے لہجے سے ماہی کی گال پر ہتھیلی جوڑے تاسف سے بولی، ماہی کا سانس تک بے ربط تھا۔

"ر۔۔۔ رونا ہی تو بس میں ہے ماہی کے، کیسی قسمت ہے میری حبا۔ می۔۔۔ میں کیا کروں میرا دل بند ہو جائے گا۔ میں یہ اذیت مزید کب تک سہوں آخر" شکست خوردہ سے ہارے اور ٹوٹے انداز میں وہ حبا کی ہر تسلی جھٹک کر وہیں لگے بیچ پر خود کو لڑھکائی، جیسے مزید چلنے اور قائم رہنے کی ساری ہمت کھو گئی ہو۔

Posted on Kitab Nagri

"مجھے خود کچھ سمجھ نہیں آتی، میرے بس میں ہوتا تو تمہاری تکلیف کب کی ختم کر دیتی۔ ناجانے اس سب میں اللہ کی کیا مصلحت ہے، کیسی آزمائش ہے جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتی" حبا بھی یاس میں لپٹی ساتھ ہی براجمان ہوئے ہار کا اعتراف لیے بولی مگر ماہی کو یہ اب آزمائش کم سزا زیادہ لگتی تھی۔

"تمہارا بہت شکریہ حبا، میں چلتی ہوں" وہ ایسی بے مروت تو نہ تھی، اپنے آنسو گر گڑ کر ہٹاتی کہہ کر یوں گئی کہ حبا بھی رنجیدہ سی اسے جاتا دیکھتی رہ گئی۔

ایک دن وہ تھا جب وہ ماہی کی قسمت پر رشک کرتی تھی۔ یہی کالج، یہی موسم اور یہی وہ دنیا تھی جہاں ماہی کی محلی مسکان اور اسکی حیا میں لپٹی آنکھوں پر کوئی دل ہار بیٹھا تھا۔

وہ ان دونوں کا انگلش پروفیسر تھا، دائم شہروز۔ اس پورے کالج کا سب سے ہنڈ سم اور خوب روٹیچر، عاجز سا، مگر دل کا بادشاہ جسے اس کالج کی سب سے نیاری اور پیاری ماہی سے محبت ہوئی تھی۔

حبا وہ دن وہ یادیں سوچ کر اشک بار ہو چکی تھی، یہ کیسی محبت تھی جس نے ہر وقت مسکراتی ماہی کو آنسو آنسو کر دیا تھا، وہ خود بھی اپنے چہرے کی نمی ہٹاتی وہاں سے بیرونی طرف چل پڑی۔



Posted on Kitab Nagri

"اتنی ساری شاپنگ کر لی، اور اگر ماہی کو کچھ پسند نہ آیا تو "ڈرائیو کرتے ہوئے جناب من نئی ہلکان کرتی سوچ کو لفظوں میں ڈھال کر عیشہ کو باقاعدہ ہنسی کا اٹیک دے چکے تھے۔

"ہا ہا بھیا جانو ابھی سے اتنی فکر، مطلب دال میں کچھ تو کالا ہے۔ کیوں پسند نہیں آئے گی، ہر چیز شاہانہ لی ہے انکی اکلوتی نندنے۔ ٹنشن ناٹ "عیشہ کی چوری پکڑ لینے پر عالم معصومانہ سا نجل ہوتے آنکھیں چرا گیا تھا اور عیشہ تو بھائی پر قربان ہو گئی تھی۔

"یار تم بھی ناں، میرا مطلب تھا سب کی اپنی چوائز ہوتی ہے۔ اچھا ہوتا کہ تم میرے بجائے ماہی کو ساتھ لے جاتی، آخر کو سب اس نے پہننا ہے "ہلکی سی مسکان عالم کے ہونٹوں پر ماہی کے نام سے ہی آکر تھلکہ مچا گئی تھی اور پھر میٹھی سی فکر پر تو منظر ناز کراٹھے تھے۔

یہ انسان جس کا بھی تھا وہ یقیناً قسمت کی دھنی تھی مگر قسمت کی ماری بھی وہی تھی۔

اس دل جلی پر جو آج قیامت ٹوٹی تھی اسکا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا تھا، پیدل ہی وہ سڑک پر چلتی ہوئی اپنے مقدر کا سوگ منار ہی تھی اور ناجانے کس نازک لمحے عالم کی نظریک لخت ماہی پر پڑی۔

وہ اسے ایک جھلک سے کبھی نہ پہچانتا اگر عیشہ کی پر جوش آواز پر اسے گاڑی نہ روکتی پڑتی۔

خود ماہی اپنے قریب آکر رکتی گاڑی اور اس سے نکل کر خود کی سمت آتی عیشہ کو دیکھ کر بوکھلا گئی اور رہی سہی کسر عالم کو دیکھ کر پوری ہوئی۔

Posted on Kitab Nagri

اس دردناک حال میں وہ ان دو کا سامنا نہیں چاہتی تھی، خود پر عالم کی نثار ہوتی نگاہیں اس کا دل دبوچ رہی تھیں۔

یہ آنکھیں بہت ظالم آنکھیں تھیں، کچھ تو دردناک تھا جو ان کے وصل سے دل تک سرایت کر گیا تھا۔
عیشہ نے خوشی سے ماہی کو گلے لگایا اور وہ بدحواس سی مسکراتک نہ پائی۔

"واٹ آپلیزنٹ سرپرائز، ابھی ہم آپ کا ہی ذکر کر رہے تھے۔ آپ یوں پیدل، آئیں ہم آپکو ڈراپ کر دیتے ہیں" عالم کی نرم نگاہوں میں پسندیدگی کی بھرمار تھی تو وہیں عیشہ نے بے تکلفی کے سنگ ماہی کے چہرے کے ہر اڑے رنگ سے بے نیاز ہوئے مسکرا کر آفر تک کر دی۔

"ن۔۔۔ نہیں، میں چلی جاؤں گی۔ زخمت ہوگی آپ کو" ماہی نے تکلف برتتے ہوئے خاصے بے چین لہجے میں معذرت کی جسے عالم تو قبول کر ہی لیتا مگر ساتھ آفت عیشو تھی جس نے فی الحال ماہی کا اعتراض رد کیے بہت مان سے اسے اپنی جگہ لا بیٹھایا اور ساتھ بھیا کو اشارہ کر کے بیٹھنے کا حکم دیتی خود پیچھے جا بیٹھی۔

عالم نے اک چور سی نظر اپنے ساتھ بیٹھی بے قرار سی، حیا میں سمٹی، گھبرائی سی ماہی پر ڈالی جو یوں یہاں ہو کر بالکل کنفر ٹیبل نہ تھی۔

"آپ پریشان مت ہوں ماہی، عیشہ کی طرف سے میں معذرت چاہتا ہوں" عالم نے خود ہی پیچھے بیٹھ کر بھیا جانو کو شرارت سے آنکھ مارتی افلاطون کو دیکھ کر رخ ماہی کی سمت کیے ملائم پن سے کہا جس پر وہ بمشکل سر ہلا پائی اور باہر دیکھنے لگی۔

Posted on Kitab Nagri

یہ لڑکی بہت الگ تھی اسکا اندازہ عالم کو تھا، مگر وہ ایک لمحہ جب دونوں کی آنکھیں ہمکلام ہوئیں ناجانے کیوں دونوں کے دل جکڑ چکا تھا۔

یوں لگتا تھا اس بصارت کا رشتہ ازل سے طے تھا اور ابد تک طے رہنے والا تھا۔

عالم جانتا تھا وہ یہ شادی اپنی خوشی کو ایک طرف رکھ کر صرف آغا جان اور عیشہ کی خوشی کے لیے کر رہا ہے مگر کہیں دل سے وہ آج اس پیاری سی ماہی کا طلب گار ہوا تھا۔

بلکل ویسے جس طرح کسی بیمار کو دوا کی شدید طلب جاتی ہے اور ایسا کیوں تھا یہ الجھن عالم کے لیے حل کرنا بہت کٹھن تھا۔

"ماہی آپ گھبرائیں مت، میں اور بھیا آپکے اپنے ہیں۔ ویسے بھی کچھ دن میں آپ میری اکلوتی بھابھی بننے والی ہیں، یونو آج میں نے اور بھیا جانو نے آپکے لیے ڈھیر سی شاپنگ بھی کی ہے۔ آپ میرے عالم بھیا جیسا انسان ہی ڈیزر و کرتی ہیں، آئی لوو بوتھ آف یو" عیشہ کی سماعت میں پڑتی خوشی سے بے نیاز وہ بس رکھائی سے مسکرا دی، وہ کیا بتاتی کے وہ اس وقت کسی اچھی چیز کی مستحق نہیں ہے۔

اسے اس پتے پر جلد از جلد جانا تھا اور زہرہ میم سے ملاقات کرنی تھی مگر اس وقت اس کے اندر رہی سہی ہمت ختم ہو گئی تھی۔

اس وقت اسکے قدموں میں کوئی دنیا کی ساری دولت بھی رکھ دیتا تب بھی وہ صرف دائم کو پکارتی، رخ موڑے آنکھوں میں لاتعداد نمی بھرے وہ اپنے آپ پر کرب زدہ ہوئی۔

Posted on Kitab Nagri

عیشہ نے تھوڑی فکر مندی سے بھائی کو دیکھا جو اسے اب چپ رہنے کا اشارہ دے کر اپنا دھیان بھی مکمل ڈرائیونگ پر دے چکا تھا۔

پیچھے چھوٹے منظر یوں لگ رہا تھا ماہی پر ہنس رہے تھے، اسکی بے بسی پر ہر کوئی استہزاء یہ تھا۔

عالم کو وہ اتنا بڑا دھوکہ دینے جا رہی تھی اور تبھی اسکے اندر ان سب سے نظر ملانے کا حوصلہ نہ تھا۔

گھر آنے پر وہ یوں باہر لپکی جیسے وہ دونوں اسے جکڑ لیں گے مگر پھر ماہی کو یوں چلے جانا برا لگا تبھی وہ جاتے جاتے پلٹی۔

"آپ دونوں آئیں اندر، بابا جان سے مل لیجئے گا" ماہی نے مہمان نوازی کا فریضہ بمشکل نبھاتے ہوئے کہا مگر اس وقت وہ دو بھی اجلت میں تھے تبھی پھر کبھی کا کہے ٹال گئے اور خود ماہی کب چاہتی تھی کہ وہ دونوں آئیں تبھی تیز تیز قدموں سے گھر کی دہلیز عبور کرتی اندر چلی گئی۔

عیشہ نے کسی گہری سوچ میں ڈوبے بھیا تک رسائی پائی جو اب کسی سنجیدہ مدعے پر غور و فکر میں مبتلا تھا۔

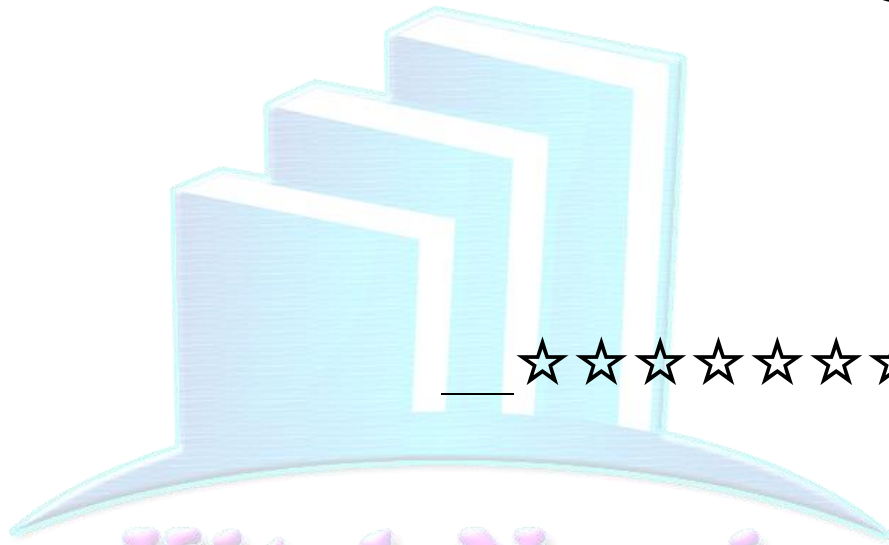
"مجھے ماہی خوش نہیں لگی عیشو، تم میرا کام کرنا۔ کل یہ ساری شاپنگ لے آنا یہاں، ماہی کو دیکھا بھی دینا اور اس سے باتوں باتوں میں یہ بھی پوچھنا کہ وہ خوش تو ہے۔ میں نہیں چاہتا عیشو کہ وہ بنا خوشی کے میرے ساتھ پر راضی ہو، اسکے چہرے پر اسی برادشت نہیں ہوئی" بہت تھکن زدہ بجھے انداز میں وہ جاچکی ماہی کے ہیولے کو ذہن میں بیدار کیے عیشہ کو تاکید کر رہا تھا جو خود بھی اب افسردہ دیکھائی دیتی سر ہلارہی تھی۔

اسے بھی ماہی ڈسٹرب سی اور منتشر لگی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

"او کے میرے ہیر و جو حکم، اب آپ بھی اداس مت ہو جانا۔ مشکل سے تو آپ کو اداسی سے نکالا تھا، اچھا چلیں چلتے ہیں" عیشہ واپس اپنی چمک دھمک میں لوٹتے ہوئے فوری عالم کا بازو پکڑے مڑ گئی، ویسے بھی شام ہو گئی تھی اور وہ دونوں بے دلی سے ہی سہی پرواپسی کے لیے مڑ گئے تھے۔

گاڑی سٹارٹ کرنے سے پہلے ایک بار پھر عالم نے اداسی کے سنگ اس سمت دیکھا جہاں ماہی گئی اور اگلے ہی لمحے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔



Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

Posted on Kitab Nagri

"آغا جان کیا آپ نے جہانگیر انکل سے پوچھا ہے کہ کیا اب ماہی اس تعلق پر راضی ہے یا نہیں، مجھے ماہی کچھ بجھی لگی" رات کھانے کی میز پر آخر عالم سے چپ نہ رہا گیا، فکر کی چاشنی لفظوں میں ملائے وہ پوچھ بیٹھا۔

عیشہ بھی ساتھ ہی بیٹھی کھانا کھا رہی تھی اور اب اسکی سنجیدہ صورت بھی عالم اور بابا کی سمت تھی جو نیپکن سے ہونٹ صاف کرتے اپنی توجہ عالم کے بیقرار چہرے کی سمت مبذول کر چکے تھے۔

عیشہ انھیں پہلے ہی آجکی انکی ماہی سے ملاقات کا بتا چکی تھی۔

"میرے بچے وہ بن ماں کی بچی ہے، شادی بیاہ کا موقع ایسا ہی ہے جب لڑکیاں اپنی ماں کی کمی پر ہلکان ہو جاتی ہیں۔ میری کل ہی جہانگیر سے بات ہوئی تھی وہ یہی بتا رہا تھا" مقصود صاحب نے بظاہر تو ماحول کی تلخی اس مطمئن کرتی بات سے کم کر دی تھی مگر وہ دونوں دیکھ سکتے تھے کہ عالم کچھ خاص مطمئن نہیں ہوا۔

"یس، فیکٹ ہے" عیشو نے بھی اداسی سے ماہی کی سچویشن محسوس کیے کہا۔

"ہمم پھر بھی عیشو میں نے جو تمہیں کہا ہے کہ کل اسکی طرف جانا اور پوچھنا وہ کل لازمی کرنا، جب تک وہ پرسکون نہیں ہوگی میں بھی بیقرار رہوں گا" عالم نے سنجیدگی سے عیشہ کو تاکید کرتے ہوئے دل کا خدشہ بھی کہہ ڈالا اور خود کی سمت بابا اور عیشو کی مسکراتی نگاہیں جلد ہی اسے آنکھ چرانے پر آکسا چکی تھیں۔

بہت عرصے بعد ان دو کو لگا انکی عالم کو پرسکون کرنے کی جدوجہد رنگ لائی ہے۔

وہ دونوں آسودہ تھے، عالم اپنا منقطع کیا کھانا دوبارہ شروع کر چکا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"جہانگیر میرا بچپن کا دوست ہے، اور ماہی میری آنکھوں کے سامنے پلی بڑھی تھی۔ اور پھر کچھ عرصہ مجھے آسٹریلیا جانا پڑا جس کی بدولت کئی سال تک ہم دونوں دوستوں کے بیچ کوئی رابطہ نہ ہو سکا، وہ حادثات کی لمبی فہرست ایسی شروع ہوئی کہ ختم ہی نہ ہو سکی۔ میں تو شکر کرتا ہوں کہ اس عرصے کے بیچ ماہی کی اس نے شادی نہیں کی، شاید وہ جب بہت چھوٹی تھی تب ہی میں نے اس سے اسے مانگا تھا اور وہ سادہ لوح میرا یار اسی کو حرف آخر سمجھ کر بیٹھا تھا۔ الحمد للہ جو ہوتا ہے یقیناً بہترین ہوتا ہے "ماضی کے خوش رنگ درتچے یک لخت ویرانی سی بنے، اور کچھ تلخ سے حادثات کی زد میں پیوست لمحے ان تینوں کے چہروں پر اندھیرا پھیلا چکے تھے۔

"آغا جان زندگی کے فیصلے بھلے ہم اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہیں مگر دل ہماری مرضی کے تابع نہیں ہوتے، بس مجھے یہی خدشہ ہے "اپنے خدشوں کی پہلی سطر کہتے ہوئے عالم بہت تلخ اور حقیقت پسند لگا اور عیشہ کے ساتھ مقصود بھی اسکی بات سے متفق تھے۔

"خیر ہوگی بچے، تناسب مت سوچا کرو۔ چلو عیشہ بھیا کے لیے جو سپیشل رس ملائی بنوائی ہے وہ منگواؤ۔ تاکہ محترم کے تلخ ذائقے کچھ مٹھاس سے روشناس ہوں "آغا جان اسے زیادہ دیر یاں میں رہنے نہ دے سکتے تھے تبھی مسکراتی آنکھوں سے عیشہ کو تاکید کیے ساتھ عالم کے مضبوط ہاتھ پر تسلی کا لمس بھی دھر چکے تھے۔

"ہاھا کیوں نہیں، آپن خود لاتا ہے "عیشہ کی ہنستی سی فرما برداری پر اب کی بار عالم بھی موہوم ہی سہی پر مسکرا دیا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

☆☆☆☆☆☆☆☆

"تمہیں یاد ہے ناں

تمہاری ہنسی پہ زمانہ فدا تھا

میں اکثر تمہیں یہ بتاتی تھی ناں کہ

تمہاری ہنسی اس جہاں کی نہیں ہے

بھلا کوئی لڑکا ہنسے تو کہاں یہ لگے گا کہ مندر کی سب گھنٹیاں بج اُٹھی ہوں

مگر تم جہاں اور جب بھی ہنسا کرتے تھے

ایسا لگتا

میں ہر مرتبہ تم سے ملتی تو چپکے سے بس گنتی رہتی

تمہیں یہ گماں بھی نہیں ہو گا

آخری ملاقات میں تم ہنسے تھے تو میں نے



Posted on Kitab Nagri

تمہارے سبھی قہقہے گن لیے تھے

ستائیس جگہ تم ہنسے تھے تو گالوں پہ ڈمپل پڑے تھے

تمہیں یہ بتاؤں

کہ اب تک کی ساری ملاقاتوں میں سب سے زیادہ

اسی بار گھل کر ہنسے تھے

مگر علم تھا ہی نہیں کہ جدائی کی ڈائن تمہاری ہنسی دیکھتی تھی

مجھے یہ خبر ہی کہاں تھی تمہارے مقدس لبوں پر

ہنسی کے کھلے پھولوں کو اب کبھی بھی نہیں گناہو گا

تمہیں عمر بھر اب نہیں ملنا ہو گا "چاند اسکی کھڑکی سے بہت روشن اور واقع تھا، وہ ہاری تھکی اور جبرزدہ سی دائم کو

www.kitabnagri.com

شدت سے یاد کر رہی تھی۔

پھر سے اسکی آنکھوں میں نمی جلن دے رہی تھی اور دل تھا کہ پھٹا جا رہا تھا۔

"میں اپنی آخری سانس تک تم سے محبت کا دم بھروں گا ماہی، میرا دل تمہارے نام پر تاقیامت دھڑکے گا۔ تم

میری روح میں اتر اسکو نہ ہو، تم میری محبت میرا سب کچھ ہو "سماعت میں اک خواب جیسے دلپسند سے اظہار نے

انگڑائی لے کر ماہی کے اعصاب مزید تان دیے تھے۔

Posted on Kitab Nagri

وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی، اسے دل میں ٹھیس اٹھتی محسوس ہو رہی تھی۔

کمرے میں ملگجی روشنی کا راج تھا اور باقی کا اندھیرا ماہی کے وجود کو گرہن کی طرح کھا رہا تھا۔

"جھوٹے تھے آپ، فریبی شخص۔ میری مسکراہٹ میرا سکون اور میرا سب کچھ ساتھ لے گئے، کہاں تلاشوں آپکو۔ کس دیوار سے سر پھوڑوں، ممکن ہے آپ کی ماہی اس اذیت سے اب نہ بچ سکے۔ آپ اگر اس دنیا سے چلے گئے ہیں تو مجھے بھی بلا لیں ناں، اگر اس دنیا میں ہیں تو مجھے ملیں۔ دائم، یہ آپ نے کیا کر دیا ہے" تھک ہار کر وہ وہیں گر کر گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹ کر رو دی تھی، یہ وہ سوہان روح درد تھا جسکی گواہ وہ تھی یا اللہ۔

دوسری سمت نیم دراز تکیے پر سر رکھ کر لیٹا عالم موندی نیند سے بھری آنکھوں کے باوجود بار بار ماہی کا چہرہ یاد کر رہا تھا۔

اسکی وہ آنکھیں جن میں ان کہی سی تکلیف نے عالم کے دل میں ہلچل برپا کر رکھی تھی۔

گہرے بھورے سوٹ میں وہ بہت پیارا لگا کرتا تھا، ویسے بھی عیشہ کی فرمائش پر وہ ہمیشہ سے تھری پیس کے بجائے گھر میں قمیص شلوار پہنتا تھا۔

www.kitabnagri.com

اسکے بھاری وجود پر یہ لباس زیادہ چلتا تھا، چہرے پر سیاہ ہلکی داڑھی مونچھ کا مناسب ساکٹ، گھمبیر سے بالوں کو بیٹھانے کا انداز، وہ بہت گہری آنکھیں رکھتا تھا۔

پرکشش مرد، کامیاب بزنس مین مگر اسکے جسم و جان میں اک ان کہی تھکن تھی جو ہمیشہ سے تھی۔

مشینوں، ادویات اور گاہے بگاہے ہوتے اسکے میڈیکل مینٹل ٹریمنٹس اسے تھکن زدہ کر دیتے تھے۔

Posted on Kitab Nagri

"کیا رشتہ ہے تم سے ماہی، پہلے نام سے تم محبوب لگی اور اب آنکھوں سے دل میں مجذوب ہو گئی ہو۔ ایسا لگتا ہے ہم کہیں، کسی جہاں میں آشارہ چکے ہیں۔ تمہارے چہرے کی اداسی اگر عالم معراج خان کے ساتھ رشتہ ازواج کے باعث ہے تو میں تمہیں اس ناپسند فیصلے سے بچانے کی کوشش کروں گا۔ خدا کرے ایسا نہ ہو" پہلے تو وہ محبت جیسی کسی ملتی جلتی کیفیت میں پگلا یا لگا مگر پھر خود ہی قربان ہوا مگر یک لخت یہ سوچ کر ہی دل کی دھڑکن تھمی۔

"میرا کیا ہے، میں تو اک بجھتا ہوا جگنو ہوں۔ تم نے روشنی دینے سے انکار کیا تو زیادہ سے زیادہ بجھ جاؤں گا اور کیا" دل کے درد کو دبایا تو سرخی نے عالم کی آنکھوں کا محاصرہ کیا۔ وہ آنکھیں موند گیا تھا، چہرے پر اک کرب نے براجمانی کی۔



www.kitabnagri.com

چھ سال پہلے دائم کے ساتھ ہوتے حادثے کی خبر حسنین تک کو نہ ہوئی تھی، گھر پہنچ کر دائم کی غیر موجودگی وہ جھٹکا تھا جس نے پہلی بار حسنین منصور کو خوفزدہ کیا۔

شیخ ہارون منصور تو کئی راتیں نشے اور جوئے میں صرف کیے اپنی خوشی کا جشن منانے میں غائب رہا اور حسنین نے بھی جیتے جی موت کا مزہ چکھا۔

Posted on Kitab Nagri

وہ پاگلوں کی طرح ہر طرف دائم کی تلاش میں لگا رہا مگر ایک دن اسے ایک کالی گاڑی میں بیٹھے کچھ غنڈے بیہوش کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

شیخ منصور نے اپنے سگے بیٹے تک کو اپنی ہوس کے آگے بیچ دیا، وہ زمانے تو شاید اور تھے جب بیٹیوں کو زندہ دفنایا یا بیچا جاتا تھا۔

مگر اس درندے باپ نے ایک بیٹے کا عبرتناک حادثہ کروایا تو دوسرے کو چند پیسوں کے عوض بہت بڑے سمگلنگ گینگ کے حوالے کر دیا۔

خود کو بنا موت قبر میں دفن پا کر حسنین کے وجود میں کچی اتری تھی، وہ سمجھ نہ پایا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ کبھی کبھی تو اسے لگتا وہ کہیں مر گیا ہے اور روح بھٹکتی جا رہی ہے۔

ان غنڈے موالیوں نے حسنین کے دماغ کو اپنے مطابق اور فائدے کے لیے استعمال کیا اور اس سے کئی ناجائز کام کروائے جسکا پچیس پر سنٹ شیخ منصور کو ہر ماہ پہنچ جاتا۔

وہ غلاظت کا ڈھیڑ گھر تک بیچ کر کھا گیا، اسکا بس چلتا تو اپنا آپ بھی اپنی زبان کے زائقے کے آگے ادھیڑ ڈالتا۔

حسنین نے دو سال تک اپنے ذہن و دل کو بیکار محسوس کیا، ان دو سالوں میں وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں ہے اور کس گناہ کے بدلے اسے جیتے جی جہنم میں دھکیل دیا گیا ہے۔

اسے بس اپنے اندر اور باہر آگ محسوس ہوتی، اسکی آنکھیں گہرے دھتے لاؤں کا روپ دھاڑ گئیں۔

Posted on Kitab Nagri

عین الڑ جوانی میں وہ ہر سمت سے بوسیدہ ہوتا گیا۔

اسکا دماغ اس قابل بھی نہ رہا کہ وہ خود اپنی جان لے کر اس دردناک زندگی سے چھٹکارہ پالیتا۔

قتل کی وارداتیں ہوں یا ڈاکا، ہر قسم کے ناجائز کام میں اسکے مالک اس پر بھروسہ کرتے۔ یہ الگ بات تھی کہ ان دو سالوں کے بیچ اسکے ہاتھ سے جو جو مراوہ غلیظ مجرم ہی تھا، یہاں تک کہ اپنے اندر کی آگ کو منجمد کرنے وہ نشے اور شراب کا عادی بنا دیا گیا، اسکے مالک اسے اپنے بس میں کرنا خوب جانتے تھے۔

اسکے اندر کی آگ اس سے پہلے کہ اسے اس دنیا کے لیے عبرت بناتی، وہ اک روز وہاں سے بھاگ گیا۔

شاید اس دن اسکے دل و دماغ نے حرکت کی تھی، بدحواسی سے بھاگتا ہوا وہ ایک گاڑی سے ٹکرایا۔

بلال احمد نامی وہ شخص حسنین کا مسیحا بنا، اس شخص نے حسنین کو اپنے گھر پناہ تو دی مگر چند دن میں ہی بلال کو محسوس ہوا وہ ایک مردہ اٹھالایا ہے جسے حقیقی موت درکار تھی۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

بلال ایک کیفے کا مینجر تھا اور خود مختار ہونے کے ساتھ ساتھ اکیلا تھا۔ حسنین کی ذات بے حس تھی اور دس بار وہ مختلف طریقوں سے خود کشی کرنے کے باوجود بچ گیا، اسے موت چاہیے تھی مگر زندگی اس کے ساتھ امر بیل کی مانند لپٹی رہی۔

بلال اسکی مسیحائی ایک ہمدرد اور بھائی کی طرح کرتا رہا، اور اسکی یہ کوشش اول میں شدید ناکام رہی۔

Posted on Kitab Nagri

دوسری سمت حسنین کے غائب ہونے پر شیخ ہارون منصور پر قیامت اتری، وہ غنڈے موالی ہر دوستی اور لحاظ بھول کر شیخ ہارون منصور سے پائی پائی وصول کرنے پر اتر آئے۔

اس کے پاس دائم کالوٹا سارامال چھین لیا گیا حتیٰ کہ ہر مہینے بعد وہ لوگ اپنے چند کارندے بھجوا کر شیخ ہارون کی ٹھکانی کروا کے حسنین کا پتا پوچھتے مگر وہ شخص اپنے عبرتناک انجام پر کوکنے کے سوا کچھ نہ کرتا۔

بلال اسے ان چار سالوں میں بہت بہتر تو نہیں مگر کچھ نارمل کرنے میں کامیاب ہوا، اتنی کامیابی کے حسنین کھل کر سانس لینے لگا۔

باپ کی تلاش کی مگر کہیں وہ باپ نہ ملا جسکی حقیقت حسنین ابھی بھی نہ جانتا تھا مگر وہ غلیظ شخص جو وقت کا فرعون تھا، گلی گلی آہیں بھرتا اک نیم پاگل کاروپ دھار گیا۔

کبھی کسی درگاہ تو کبھی کسی درپر جا بیٹھتا، مگر ایسوں کو دھتکار ہی نصیب ہوتی ہے۔

حسنین کے دل میں وہ بات آج بھی اٹکی تھی کہ اسکے باپ نے اسے مارنے کی حامی بھری تھی اور وہ دو سال حسنین کے اندر ویسے بھی زہر اور نفرت بھر چکے تھے۔

پھر ایک دن حسنین کو اک درگاہ پر بیٹھے فقیر کی خبر ملی، وہ گیا اور اپنے سامنے اجڑے اس فقیر کو دیکھ کر اتنی ہمت نہ کر سکا کہ اس تک جاتا۔

اس روز چھ سال کا کرب حسنین کی آنکھوں سے ہیجان کی طرح پھوٹا تھا، موت تو اب بھی اسے درکار تھی مگر شاید اب بلال جیسے دوست کی وجہ سے وہ ایسا کرنے سے پہلے سوچ میں پڑھ جاتا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

اللہ نے ایک بھائی لے کر بلال کی صورت دوسرا تو دیا تھا اور یہی وہ موہوم سی امید تھی جس نے حسنین کو بہت حد تک نارمل کر لیا۔

باپ زندہ تھا مگر وہ اس باپ سے ملنے کی کوئی خواہش محسوس نہ کرتا مگر تنہائی اسکی ان دو کی یاد سے سلگتی جو اس سے بچھڑ گئے۔

وقت کے ساتھ وہ پہلے سے نوابی حسنین منصور ایک پتھر اور ایک کڑوا سیلا شخص بن گیا۔

وہ بالکل ویسے بدل لیا تھا جیسے زندگی اس کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آئی تھی۔

سارا لاڈلہ پن خاک ہوا تھا اور اس ظالم دنیا نے اس نازک مزاج سے بیوقوف حسنین کو دلخراش اور حقیقت پسند مرد بنا دیا تھا۔

وہ مرد جسے اس دنیا میں بس اپنی لکھی سانسیں خارج کرنی تھیں اور قبر میں جانا تھا۔

اسکے نزدیک اس جیسوں کی زندگی صرف قبر میں سکون پاتی ہے۔

www.kitabnagri.com

ہم کتنے بھی لاڈلے کیوں نہ ہوں جناب، زندگی نہیں دیکھتی ہماری نازک مزاجی کو۔

وہ تو پتھر پلے راہوں پر گھسیٹی ہے، اتنا گھسیٹی ہے کہ وجود لہو لہان ہو جاتا ہے۔

بہاؤ الدین زکریا کا زیارت (بہاؤ الدین زکریا

درگاہ) تیرہویں صدی کا ایک مقبرہ ہے جو پاکستان

Posted on Kitab Nagri

کے صوبہ پنجاب کے شہر ملتان میں واقع ہے۔ یہ قبر صوفیانہ سہروردیہ کے بانی، مسلمان صوفیانہ بہاؤ الدین زکریا کے لئے وقف ہے۔ یہ جنوبی صوبہ پنجاب کے سب سے اہم مزارات میں سے ایک سمجھا جاتا ہے، اور یہ ملتان کے الگ الگ تعمیراتی طرز کا ایک خاص نمونہ ہے

قوالی کے لمبے سلسلے کو مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد پیش کیا جاتا ہے اور حسب معمول آج بھی مسحور کن سی خوش الحان آواز میں تصوف کا رنگ کسی اجاڑ سماعت کو کرب میں جاگزیں کر رہا تھا۔

ہر طرف گہما گہمی تھی، کہیں کوئی منت کا دھاگہ باندھ رہا تھا تو کوئی کسی بچھڑے کے مل جانے کے لیے رو کر سراپا انجل بنا تھا۔

درگاہ کے بیرونی طرف سیاہ نشینی میں لپٹا اک پاگل اور نیم جان وجود بھی تھا، اسکو دیکھ کر یوں لگتا تھا وہ بھی اپنا سب ہار کر اس درگاہ کا فقیر بن گیا ہے۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

"ارض و سما کہاں تری وسعت کو پاسکے

میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے

اس کا پیام دل کے سوا کون لاسکے " قوالی کی آواز پورے مزار کے در و دیوار کو اپنے قبضے میں لیے ہوئے تھے اور یک لخت وہ بوڑھا بچکیوں سے رونے لگا۔

Posted on Kitab Nagri

"ناقدری کی تھی میں نے، میرا سکون مجھ سے چھین لیا گیا۔ مجھ سے لے لیا اسے، تیرے بعد میرا واقعی کوئی نہیں رہا میرے بچے "تڑپتی سی اس عمر رسیدہ ہارے جواری کی آہوں پر پاس سے گزرتے راہگیر پل بھر کو اس درد کے مارے کے پاس رکتے اور یونہی انسان ہونے کے ناطے پوچھتے۔

"کون چھن گیا بزرگو!" کوئی آتا جاتا رہا ہی پوچھ لیتا تو اس مردہ وجود کی سیاہ حلقوں والی پتھر آنکھوں سے خون بہنے لگتا۔

"میرا سکھ، میرا سہارا۔ مجھ بد بخت کو برداشت کرنے والا آخری فرد بھی چھن گیا" اسکی ہیبت ناک اجڑی حالت سے صاف لگتا تھا کہ وہ اک عمر نشئی اور جواری رہا ہو گا، جس نے سب بچ کھایا ہو گا یہاں تک کے اپنے وجود کی چمری تک۔ شیخ ہارون منصور ایسے عبرتناک انجام کو آیا تھا کہ اسکی شکل پہچان سے نکل گئی۔

"اللہ صبر دے گا آپکو، سب چلے جاتے ہیں" اور جب کوئی اسکی حالت پر رحم کھا کر تسلی دینے لگتا تو اس گھن کھائے وجود پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

"میں وہ فساد ہوں کہ بغیر از فنا مجھے

نقش قدم کی طرح نہ کوئی اٹھا سکے"

پھر سے ہوک اٹھی اور اسکا دل زخموں سے چور ہو گیا تھا۔

"میں نے آخرت میں جہنم تو کمائی ہی مگر دنیا میں بھی خود کو گنہگار کیے ان دو کو جیتے جی مار دیا، وہ سچ کہتا تھا کہ ماہی کے بنا اسکا دائم مر جائے گا۔ مر گیا وہ، میری ساری نفرت اپنے عشق سے خاک کر گیا۔

Posted on Kitab Nagri

اور میں بد بخت، اپنے خون سے بھی درندگی کر گیا، وہ بھی کب جیا ہو گا، اسے بھی تو موت دی میں نے۔

مجھے اٹھالے مالک، میں اور مزید جیا تو اپنے جرم کی تپش سے زندہ کہیں دفن ہو جاؤں گا۔ مجھے معاف کر دو میرے بچو، میرے دائم، میرے حسنین " یہ وقت بھی بہت ظالم شے ہے، کسی کو جدا کرنے والے خود بھی بچھڑن کی رمز کا غم اٹھا کر رہتے ہیں۔

اس بد بخت، اور درد سے نڈھال شخص نے دائم اور حسنین پر جو ظلم توڑا تھا اسکی تپش آج چھ سال بعد بھی اسے جہنم کی طرح سلا کر خاک کر رہی تھی۔

یہی ایسوں کا مقدر ہے، دو معصوموں کو آنسو آنسو رلایا اور تڑپایا تھا اس شخص نے اور اب وہ سراپا عبرت بنا پچھلے چار سالوں سے پاگل نشئی فقیر کا روپ دھارے ہر ہفتے نئے مزار پر جا بیٹھتا اور اپنے گناہ کی معافی مانگتا، جب اسکی معافی ٹھکرادی جاتی تو وہ پھر سے کسی اور نگر چل پڑتا۔ ایک بیٹے کو موت دی تو دوسرے کو کئی لاکھ روپوں میں بیچ دیا، ایک کو ناحق اور حرام کرب دیے اور دوسرا اس پر حرام ہو گیا۔

" اطفائے نار عشق نہ ہو آب اشک سے

یہ آگ وہ نہیں جسے پانی بجھا سکے

مست شراب عشق وہ بے خود ہے جس کو حشر

اے درد چاہے لائے بہ خود پر نہ لاسکے " آواز میں سوز تھا اور میر درد کے اس کلام کا سارا دردیوں لگا اس سو گوار سی گہری ہوتی رات کا آنچل تھام بیٹھا ہو۔

Posted on Kitab Nagri



"بابا آپ کا ناشتہ بنا دیا ہے، مجھے ایک ضروری کام سے جانا تھا۔ آپ دو الینا ہر گز مت بھولیے گا پلینز، آپ کے سوا ماہی کا کوئی نہیں" ہلکی گلابی مکمل فراق میں لپٹی منعام بالوں کی چوٹی گوندھے، مخملی سے ہلکے پھلکے منصوعی حسن میں لپٹی اس وقت صبح کا سارا نور خود پر سموئے ہوئے تھی۔

صبح میں پلنگ پر تکیے پر کمر ٹکا کر ریڈیو سنتے بابا کو ہدایت کرتی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی، ساتھ ساتھ اپنی چادر خود پر اوڑھے اب وہ بابا کا چہرہ دیکھتی کچھ پل رکی۔

www.kitabnagri.com

"میرا بھی ماہی کے سوا کون ہے بچے، جہاں جا رہی ہو خیر سے جاو۔ میں تمہاری ساری ہدایت پر عمل کروں گا" جہانگیر صاحب نے بھی بچی کی ساری فکر ہٹاتے پورا یقین دلایا اور وہ بالکل مطمئن نہ تھی کیونکہ بابا کی دن بدن گرتی طبیعت اس کا کڑا امتحان تھی۔

Posted on Kitab Nagri

وہ آج مسز کامران کے دیے پتے پر جانے والی تھی، ویسے تو اسے اتنے بڑے ملتان شہر کے راستوں کا علم نہ تھا مگر درگاہ اور اسکے ساتھ چند گھروں تک رسائی پانا اسے کچھ سہل لگ رہا تھا دو سرا وہ واپسی پر زہرہ میم سے بھی ملنے والی تھی لہذا اپنا ٹوٹا حوصلہ یکجا کیے وہ اپنی آخری کوشش کی سمت گامزن ہونے کا فیصلہ لے چکی تھی۔

"میں شام تک آجاؤں گی بابا، کچھ ضروری دوستوں کی گیٹ ٹو گید رہے۔ سب بہت عرصے بعد مل رہے ہیں تو میں انکار نہیں کر سکی، میں نے کبوتروں کو دانا ڈال دیا ہے اب ناشتے کو چھوڑ کر چھت پر نہ چڑھ جائیے گا پلینز، چلیں اللہ حافظ" ماہی پر یہ وقت آن پہنچا تھا کہ اسے بابا جان سے جھوٹ کہنا پڑھ رہا تھا، اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا مگر فی الحال وہ کوئی کرب کی لکیر چہرے پر نہیں لاسکتی تھی۔

ہدایات کا آخری مرحلہ پار کرتی بابا سے مسکان میں لپٹا پیار لیتی وہ اک لمبا سانس کھینچتی دوپٹے کو سر پر لیے گرد چادر لپیٹ کر باہر نکلی تھی، آج اسے اپنے آپ کو یا تو سنبھالنا تھا یا پھر رہا سہا بھی اجاڑ دینا تھا۔

سڑک پر آتے جاتے اکادکار کشوں پر نگاہ ڈالے وہ ساتھ ساتھ اپنے دل کا بے ہنگم ہو کر دھڑکنے کا بھی زیادہ محسوس کر رہی تھی۔

www.kitabnagri.com

کچھ دیر وہ پیدل سفر طے کرتی ہوئی رکشہ سٹاپ تک پہنچی اور صبح ہونے کے باعث اسے با آسانی رکشہ مل گیا، ماہی کا حقیقی سفر شروع ہو چکا تھا۔

منظر بدل رہے تھے، وقت گزر رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

ساعتیں مانو ہتھیلی سے ریت کی مانند پھسلتی گئیں، وہ مطلوبہ ایڈیس رکشے والے بھائی کو تھما چکی تھی اور انکی بدولت ماہی کا مطلوبہ پتا دو گھنٹے کی مسافت پر تھا۔

اوس میں بھیگے خزاں رسیدہ درختوں پر اترنے والی اس صبح کے دامن میں عجیب یاسیت تھی۔

وہ متحیر صورت اور لب بھینچے ہوئے سفر کی اذیت کو پل پل محسوس کرتی دو گھنٹے کی مسافت پر آخر کار اک پسماندہ سے محلے تک پہنچی۔

گلی میں جا بجا پھیلا گر دو غبار اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا، آج اسکی راہ میں کوئی حائل ہونے کی جرت نہیں کر سکتا تھا۔

اپنی میرون چادر کو گرد اچھے سے لپیٹے اپنے بیگ کو جکڑے وہ ہوا کے دوش پر بیقراری سے چلتی جا رہی تھی، گلی میں کھیتے بچے، آسمان پر اڑان بھرتے پنچھی اور گھٹن زدہ یہ فضا سب اپنے اپنے محور میں رقصاں تھا۔

دس منٹ کے پیدل سفر پر آخر کار ایک بند گلی اور وہ مطلوبہ مکان آیا جو ماہی کی تذبذب سی زندگی کو کسی ایک کنارے لانے والے کا تھا۔

دروازے پر فی الحال تالانہ تھا، ماہی کا دل بری طرح لرزا اور آخر کار اس نے بہت ہمت جمع کیے اس دروازے پر دستک دی۔

Posted on Kitab Nagri



"آ جاو میرے بچے، ارے ارے اتنے سارے تکلف کی کیا ضرورت تھی۔ آؤ بیٹھو" دوسری سمت عیشہ تمام شاپنگ لیے دس تک ٹھیک بھیا جی کے حکم کی تعمیل کو ماہی سے ملنے پہنچ آئی تھی، ڈرائیور کے ہاتھ میں اتنے سارے شاپنگ بیگز دیکھ کر شفیق سے جہانگیر بھی تکلف برتے بنانہ رہ پائے اور عیشہ تو ہمیشہ مسکاتی ہی رہتی تھی۔

"تکلف نہیں جہانگیر انکل جانی، یہ تو میری، بابا اور بھیا جانو کی محبت ہے۔ آپ بتائیں کیسے ہیں آپ۔ آپ کی طبیعت کے لیے ہم سب بہت فکر مند رہتے ہیں۔ اللہ آپ کو بہت سی صحت دے" میٹھاس سے بھری امرت جیسی وہ چھوٹی سی لڑکی، باتوں کے وزن میں مقصود پر گئی تھی اور اس وقت تبسم دیتے شفیق سے جہانگیر یہی سوچ رہے تھے۔

www.kitabnagri.com

اپنی ماہی کی قسمت پر وہ جو رشک کر رہے تھے وہ برحق تھا۔

"آمین میرے بچے، بس طبیعت کا کیا ہے اوپر نیچے ہوتی رہتی ہے۔ اور تم سب کا یہ پیار دعا ہے ہمیشہ سلامت رہے" جہانگیر کے لب و لہجے میں جی بھر کر دعائیہ رنگ تھا اور عیشہ کی بیقرار آنکھیں آمین کہتے ہوئے کسی کی متلاشی تھیں جس پر وہ ایک بار پھر مسکرائے۔

Posted on Kitab Nagri

"وہ زرا اپنی دوستوں سے ملنے گئی ہے، گھر ہوتی تو ابھی تک مہمان نوازی میں لگ چکی ہوتی۔ تم بیٹھو میں اچھی سی چائے بناتا ہوں" عیشہ کی متلاشی نگاہوں کا مفہوم جان کر خود وہ اسے ماہی کے متعلق بتاتے ساتھ عاجز سا مسکراتے اٹھے مگر اب عیشہ انکویوں کچن کیسے جانے دیتی۔

نرمی سے انھیں پکڑ کر واپس بٹھاتی خود بھی شرارت سے مسکراتی واپس بیٹھی۔

"میں مہمان تھوڑی ہوں جہا نگیر انکل جانی، چھوڑیں یہ تکلف آپ بھی۔ بس آپ سے تھوڑی بات کر لیتی ہوں۔ دراصل مجھے اور بھیا جانو کو ماہی کی بہت فکر ہے" عیشہ نے پیار سے بات بناتے ساتھ ہی اپنے آنے کا مقصد بھی بیان کر دیا جسے سن کر جہا نگیر کے چہرے پر بھی سنجیدگی اتر چکی تھی۔

"ماہی بہت حساس ہے، ایک دم سے نکاح کا فیصلہ شاید وہ امید نہیں کر رہی تھی بس تبھی تھوڑی چپ ہے۔ تم جانتی ہو ماں بھی نہیں، کمی محسوس کرتی ہے اور بچپن سے اپنا دکھ چھپاتی آئی ہے۔ اب تو میری طبیعت ہی ایسی ناہنجار ہے کہ میں بے بس باپ اسکو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے اپنا دل کھول لے" جہا نگیر فلک نے یاس و رنج سے عیشہ کی سمت دیکھ کر تاسف سے کہا اور یہ قدرتی تھا کہ وہ بھی اداسی سے انکا ضعیف ہاتھ تھام چکی تھی۔

بھلے وہ اسکے بابا جتنے تھے مگر جہا نگیر کی اس دل کی بیماری نے انھیں وقت سے پہلے ضعیف و کمزور کر دیا تھا۔

"آپ کیوں ایسا سوچ رہے ہیں، اب سے ماہی اکیلی تھوڑی ہیں۔ میں انکی بہن، دوست اور مناسب بن جاؤں گی پرامس۔ اور میرے عالم بھیا کی محبت اور پناہ ماہی کی حساسیت سمیت انھیں آسودہ کرے گی۔ اور آپ اور آغا جان بھی تو ہیں، ہم سب فیملی ہی ہیں۔ ایک دوسرے کو باہم جوڑ کر رکھیں گے تبھی ایک دوسرے کی کمیاں

Posted on Kitab Nagri

ڈھانپی جائیں گی "بھلے یہ چھوٹی سی شرارتی لڑکی لگتی نہیں تھی مگر اتنی سمجھدار تھی کہ ایک پل کو جہانگیر بھی رشک سے مسکرائے۔

وہ ماہی کی سرفرازی پر فخر نہ کرتے تو کیا کرتے۔

"بالکل میرے بچے، میں چاہتا ہوں ماہی ہمیشہ خوش رہے۔ اب تمہاری یہ باتیں سن کر یقین کرو مجھ بوڑھے باپ کا دل جی اٹھا ہے۔ جیتی رہو میری بیٹی، اللہ تمہارا نصیب چمکائے "جہانگیر نے بھی اپنے بس میں جو تھا سب دے ڈالا اور عیشہ کے چہرے کی دلفریب مسکان مانو دگنی ہوئی تھی۔

"آپ اب ماہی کی خوشیاں دیکھ کر مزید فائین ہو جائیں گے ان شاء اللہ، چلیں آپ یہاں آرام سے بیٹھیں آج آپ کو عیشہ نامی پھوہڑ سی شیف کے ہاتھ کی چائے ملنے کو ہے۔ ہاھا قبول کر لیجئے گا جہانگیر انکل جانی بچہ ہوں ابھی "کتنی پیاری اور میٹھی تھی، وہ تو عیشہ کو بھی ماہی جیسا سمجھتے تھے۔

میڈم نے آخری بات اس قدر اتر کر مزے سے کہی کہ ناصر ف اسکے دانت باہر تھے بلکہ اب تو جہانگیر صاحب بھی جی جان سے مسکرا اٹھے۔

www.kitabnagri.com

☆☆☆☆☆☆☆☆

Posted on Kitab Nagri

"کیسی کنڈیشن ہے اب اسکی، پچھلے چارویک سے اسے اٹیک نہیں ہوا۔ کیا یہ بہتری کی نو عید ہو سکتی ہے" عالم آج آفس سے کچھ دیر ریگولر چیک آپ کے لیے ہو سپٹل آیا تھا اور سپٹل اسکی رپورٹس دیکھنے اور عالم کے دماغ کے ڈاکٹر سے مل کر بات کرنے مقصود صاحب بھی سیدھے کلینک سے ہو سپٹل آئے تھے۔

اس وقت وہ دونوں، عالم کے ڈاکٹر مسٹر زبیر اکمل کے آفس میں موجود تھے جو عالم کی تازہ رپورٹس کھول کر تسلی سے جانچ رہے تھے۔

سامنے سنجیدہ سا تھری پیس میں ملبوس عالم اور ویسی ہی وضع اور ڈھے مقصود صاحب براجمان تھے۔

www.kitabnagri.com

مقصود صاحب کے سوال پر ڈاکٹر زبیر نے سر کو اطمینان سے جنبش دے اپنی ساری توجہ ان دو کی سمت مبذول کی۔

خود عالم بھی کسی بہتری کی ہی خبر سننا چاہتا تھا، پہلے تو نہیں مگر اب ماہی کی بدولت وہ بہتری چاہتا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"بہتری تو ایز سچ کوئی خاص نہیں ہے مقصود، لیکن کچھ رد و بدل ضرور ہوئے ہیں۔ عالم کے دماغ میں خون کی وہ گردش جو کچھ دن پہلے تک بہت ہی مدہم تھی اب اس میں ضرور بہتری آرہی ہے۔ یہ ایک اچھا سائن ہے، ایک کانہ ہونا بھی اسی وجہ سے ہے "ڈاکٹر زبیر بھی عمر رسیدہ ہی تھے، اپنے پیشہ ورانہ انداز میں دوستانہ رنگ ملا کر وہ تمام معاملہ بہت کلئیر طور سے بتا رہے تھے۔

آج تک عالم سے اسکے کسی ہیلتھ ایشو کے متعلق کوئی بات نہیں چھپائی گئی تھی، عالم کے چہرے پر ہنوز سنجیدگی تھی۔

"مطلب اسکا دماغ نارمل ہونا شروع ہو چکا ہے، اسکی بے چینی کا مکمل حل اسکے دماغ کی نارمل حالت ہے تم جانتے ہو۔ میں چاہتا ہوں تم میرے بچے کی اس بہتری کی سمت مائل ہوتی سچویشن کو باریکی سے دیکھو" مقصود صاحب کی بیقراری باپ ہونے کے ناطے زبیر سمجھ رہے تھے اور تبھی پوری تسلی دیے انکو مطمئن بھی کر چکے تھے۔

"ان شاء اللہ کیوں نہیں، میں خود چاہتا ہوں ہمارا یہ شیر ایک پرفیکٹ اور مکمل صحت مند زندگی جیے۔ لیکن یہ تمہاری کمزورول پاور ہے عالم جس نے تمہیں بہت آہستگی پر چلا رکھا ہے۔ خود کو مضبوط کرو گے تو تم اپنی اور دماغ کی ہر الجھن سلجھا لو گے "ڈاکٹر زبیر کا انداز مضبوط اور جوشیلا تھا، وہ بھی ان افراد میں سر فہرست تھے جو عالم معراج خان کا ٹوٹا حوصلہ جوڑنے میں کئی سالوں سے لگے تھے۔

مقصود نے اک فخر سے مزین نظر اپنے مضبوط اعصاب مگر ہلکان دل و دماغ والے بچے پر ڈالی اور اسکے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے حوصلہ دیا جس پر اب وہ تینوں ایک سا مسکرائے تھے۔

Posted on Kitab Nagri

"آئی ول ٹرائے مائی بیسٹ" یہ وہی ہر بار کا دہرایا جملہ تھا جو عالم ہر بار کہتا تھا، یہ کمبخت کوشش ہی تو اسکے بس کا روگ نہ تھی۔

یہاں سے وہ بابا کے ساتھ ہی باہر آیا تھا جہاں وہ عالم کے اسکی گاڑی کی سمت بڑھنے سے پہلے رک کر شانے تھامے رو برو ہوئے۔

"ایک دن آئے گا جب عالم معراج خان اپنی خود سے اور اپنی الجھنوں سے جنگ جیت جائے گا، موت تم سے ڈرتی ہے۔ کیونکہ تم موت سے نہیں درتے۔ اسی طرح اپنی ان موہوم کمزوریوں سے ڈرنے کے بجائے انھیں ڈراؤ۔ میں تمہاری جیت اور کامل آسودگی کے لیے دعا گو ہوں میرے دل کے قرار "بابا کا ایسا مان، ایسی ہمت بندھانا ہی تو عالم کی قوت تھی۔

آنکھوں میں تشکر بھرے وہ بابا کی سمت پوری شان سے مسکرا کر دیکھ رہا تھا اور وہ بھی اپنے سپوت کا کندھا تھپکاتے اجازت لیے اپنی گاڑی کی سمت لپک گئے اور عالم خود بھی چلتا ہوا گاڑی تک پہنچا اور بیٹھتے ہی اس نے اپنا فون نکال کر عیشو کا نمبر ڈائیل کیا۔

دوسری سمت جھٹ سے کال اٹھالی گئی تھی۔

"عیشو کیا تم گئی ہو؟" بھیا جان تو لیٹ ہو گئے تھے، وہ محترمہ توجہ انگیر بابا کے ساتھ مزے دار چائے پی کر واپسی کے لیے بھی نکل چکی تھیں۔

Posted on Kitab Nagri

"آہاں جی سرکاراں ہو آئی، گھر آجائیں سارا قصہ گوش گزار کرتی ہوں۔ فی الحال عیشہ جا رہی ہے کچھ سپیشل گفٹ لینے ٹاٹا" آفت کی پرکالہ نے تو گھوڑے پر سوار ہو کر چمکتے انداز میں پٹر پٹر بول کر فون بھی رکھ دیا اور عالم کٹی کال کو پہلے تو حیرت سے دیکھتا رہا پھر خود ہی متبسم سے آسودہ طلسم میں لپٹتے ہی گاڑی سٹارٹ کر گیا۔



دروازہ کھولنے والا کوئی اور نہیں دائم کا سوتیلا باپ ہارون منصور تھا، وہ جو راتیں درگاہوں میں اپنے جرم کی بدولت معافی اور بین میں گزار دیتا تھا، دن کو اسی ایک دو کمرے والے بوسیدہ اور ٹوٹے سے گھر میں پایا جاتا تھا۔
www.kitabnagri.com
ماہی کے دل کی رہی سہی دھڑکن بھی تھم گئی تھی کیونکہ وہ آدمی بلاشبہ ماہی کو پہچان گیا تھا۔

اس روز نکاح پر اس نے گھر سے ماہی اور دائم کو ایک ساتھ نکلتا دیکھ کر ہی حادثے کا مقام اور وقت مقرر کیا تھا۔ وہ کانپتی ٹانگوں کے ساتھ بمشکل دروازے کا نیم جان کواڑ پکڑے کھڑے رہنے کے قابل تھا، چھ سال پہلے کی سوہان روح گھڑی ماہی اور ہارون دونوں کی آنکھوں میں نمی بھر چکی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

وہ جانتی تھی وہ شخص خود دائم کا مجرم ہے مگر ابھی وہ واقف ہی کب تھی کہ اس حادثے کو کروانے والا بھی اسکا یہی سوتیلا باپ تھا۔

وہ اس ظالم اور سفاک شخص کے در پر کبھی نہ آتی اگر اسے اسکی قسمت مجبور نہ کر دیتی۔

"آجا وندر" یوں لگا کسی گہری کھائی سے آواز ابھری تھی، وہ دروازہ کھولے اندر بڑھا تو ماہی نے بھی اس وقت ہر تلخی ایک طرف رکھ کر اپنے من بھاری وزن اندر بڑھائے۔

یہ گھر بہت زیادہ شکستہ تھا، دھول مٹی اور جگہ جگہ جالے تھے اور آج ماہی کو اللہ کے انصاف پر یقین آیا تھا۔

کیا غرور اور ٹھاٹھ باٹ تھا اس مردود شخص کا جس نے دائم کو ساری زندگی سولی پر چڑھا کر رکھا تھا پھر بھی وہ پگلا اس سوتیلے باپ اور بھائی کو پالتا رہا تھا، بنا کسی صلے کے۔

حسنین منصور جو تھا تو دائم کا بھائی مگر دونوں کے باپ الگ تھے تبھی دونوں کے نام کے ساتھ سرنیم بھی الگ تھا، اس کا بھی اس وقت کوئی اتا پتا نہ تھا۔

ٹوٹی سی چارپائی پر وہ اجڑا شخص براجمان تھا اور ساتھ پڑی پلاسٹک کی کرسی پر ماہی بھی اس ظالم شخص پر آزرہ نگاہ ڈالتی بیٹھی۔

"میرا جرم اور میری نحوست بے شمار ہے، پھر بھی تم سے معافی مانگتا ہوں ماہی، ماہی ہی ہونا۔ یقین مانو چار سال سے در بدر ہوں، جگہ جگہ جا کر اپنے گناہوں کا کفار کرتا ہوں پر مجھ جیسے فرعون کو کوئی در قبول نہیں کرتا" اس

Posted on Kitab Nagri

شخص کے منہ سے معافی اور تکلیف میں لپٹے لفظ ماہی کی رگوں میں شرارے دوڑا چکے تھے اور اسکے بس میں ہوتا تو اس شخص پر دنیا کی ساری کالک انڈیل جاتی۔

"میں یہاں آپ کی اس بے کار معافی کو سننے نہیں آئی، چھ سال بعد بھی مجھے دائم کی محبت اور اسکی زوجیت کھینچ لائی ہے۔ پلیز آپ مجھ پر ایک رحم کر دیں، مجھے بتادیں دائم کہاں ہیں۔ یہ مت کہیے گا آپکو علم نہیں، دیکھیں میں بہت آس لے کر آئی ہوں۔ چھ سال میں نے انکا بہت انتظار کیا مگر میری زندگی کچھ ایسے مرحلے پر آ پہنچی ہے جب مجھے انکی ضرورت ہے۔ اپنی سیاہ ذات سے ماہی کی زندگی کی اک آخری اور واحد امید مت بھائیں مجھے بتادیں "ماہی کی آنکھیں لاکھ ضبط کے اس بے بس گزارش پر سرخ ہوئیں تھیں اور دوسری سمت اس چرمرا کر مسمار ہوتے شخص کے چہرے پر ہولناک آنسوؤں کی نمی اتری اور وہ اپنے سو جھمی، متورم اور سیاہ آنکھیں اٹھا کر ماہی کا کرب دیکھ کر درد میں جا گزیں ہوا۔

"اگر وہ تمہارے پاس بھی نہیں تو وہ اس دنیا میں کہیں نہیں ہے ماہی، وہ تو م۔۔۔ مجھے بھی چاہیے، میری رکی ہوئی سانس، اور اس گناہوں سے چور بدن میں انکی روح دائم کی ا۔۔۔ ایک جھلک چاہتی ہے۔ میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے، اتنا جانتا ہوں وہ چھ سال پہلے میری درندگی کا شکار ہو کر موت سے ضرور جا ملا تھا۔ میں نے ہی اسکا ایکسیڈنٹ کروایا تھا، اپنی لالچ اور خود غرضی میں "اس قاتل درندے کی یہ بات سن کر ماہی درد سے نڈھال اس بے رحم شخص پر تیرنگاہ ڈالے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اسکی چلتی کائنات رک کر رہ گئی۔

جی تو چاہا اس شخص کی بھی جان لے لے۔

Posted on Kitab Nagri

منصور کے لہجے میں آنسوؤں کی اخیر دلخراش آمیزش تھی، ماہی کی سرخ آگ برساتی نگاہیں ہارون منصور کے دل کو جلا رہی تھیں۔

"ک۔۔۔ کتنے بے حس شخص ہیں آپ، کیا نہیں کیا تھا دائم نے آپ کے لیے۔ یہ جانتے بوجھتے کہ آپ انکی آستین کا ناگ ہیں تب بھی وہ آپ پر اپنی جان تک نثار کر دیتے تھے، انکی ساری جائیداد تو آپ نے چھین لی اور جو چاہیے تھا ان سے مانگ لیتے تو وہ انکار نہ کرتے۔ ان کا کمایا ایک ایک روپیہ آپ کس طرح جوئے اور غلیظ کاموں میں اڑاتے تھے یاد ہے آپکو، اللہ آپکو۔۔۔ کبھی معاف نہیں کرے گا۔ آپ نے میرے دائم کو مار دیا بے رحم ظالم درندے ہیں آپ، اللہ آپکو موت کے بعد بھی سکون نہیں دے گا یہ ماہی کی بددعا ہے۔ یہ دائم کی ماہی کی بددعا ہے "تمام تر اخلاقیات بالائے طاق رکھتی ماہی شاید اپنی زندگی میں پہلی باریوں پھٹ پڑی تھی، چھ سال کا کرب نکلا تھا، یہ خیال کے دائم اس دنیا میں کہیں نہیں اسکی روح کو سلگا گیا تھا۔

وہ بے ضمیر شخص ایسی تو کیا اس سے کہیں برے رویے کا مستحق تھا، ماہی اپنے آنسوؤں کو لگام ڈالتی ایک زہر خند نگاہ اس شخص پر ڈالتی تیز تیز باہر نکل گئی اور ہارون منصور کا دل لگا اسکے کلیجے میں پھٹ گیا تھا۔

وہ بہت اونچا اونچا کر لایا تھا، اتنا دردناک رویا کے یہ بوسیدہ گھر لگا اسکی آہوں سے اس پر ہی آج گر جائے گا۔ ماہی نے واپس رکشے تک کا سفر ناجانے کس ہمت سے طے کیا، وہ بالکل ٹھیک نہیں تھی۔

یوں محسوس ہو رہا تھا اس پر آخری مہربان سایہ اٹھ گیا ہو۔

بنا آواز وہ رو رہی تھی، اتنی کہ لگا یہیں رو رو کر اسکی روح فنا ہو جائے گی۔

Posted on Kitab Nagri

"دائم آپ مہربان نہیں ہیں، ہوتے تو آپ کی ماہی یوں اس دنیا کا تماشا نہ بنتی۔ آج ماہی بھی مر گئی ہے، مر گئی ہے آپ کی ماہی۔ یہ کیسی محبت کی آپ نے، جو ہم دونوں کو مار گئی" اسکا دل بھی تڑپ رہا تھا، چھ سال سے دائم کے لوٹ آنے کی آس آج دم توڑ گئی تھی، وہ اپنے دائم کو خود سے زیادہ جانتی تھی۔

وہ ہوتا تو ماہی تک ضرور پہنچ جاتا، آج ماہی اپنے سارے آنسو بہا دینا چاہتی تھی۔

خود تو وہ مر گئی تھی مگر اب وہ جیتے جی بابا کی جان نہیں لینا چاہتی تھی تبھی وہ اپنے اور دائم کے نکاح کے آخری شرعی معاملات جاننے کے لیے حبا کی والدہ زہرہ ارسلان کے مدرسے جانے والی تھی جو ایک معلمہ تھیں اور حبا کی بدولت یقیناً آج وہ ماہی کو اس الجھن سے نکلنے کا کامل راستہ دیکھانے والی تھیں۔



www.kitabnagri.com

قبرستان کے حدود سے کچھ پرے رکتی مقصود خان کی گاڑی اس شام زدہ دوپہر میں یہاں نا جانے کس لیے آنکلی تھی، ڈرائیور نے تابعداری سے نکل کر سائیڈ ڈور اوپن کرتے ہوئے پیش قدمی کی جس پر مقصود خان اپنے ڈرائیور کو ہاتھ کے اشارے سے وہیں رک جانے کا اشارہ کرتے کوٹ کے بٹن بند کیے سنجیدہ چہرے کے سنگ قبرستان میں داخل ہوئے۔

Posted on Kitab Nagri

انکے ہاتھ میں شاپر کے بیچ گلاب کے پھولوں کی کچھ پتیاں اور اگر بتیاں تھیں، لگ رہا تھا وہ یہاں کسی بہت خاص سے ملنے آئے تھے۔

کئی قبروں کی فصیل عبور کرتے ہوئے آخر وہ اک بے نام تختی والی قبر تک پہنچ گئے تھے اور ناجانے اس قبر نشین سے ان کا ایسا کیا ناٹھ تھا کہ انکی شفقت مسکراتی سی آنکھیں یک لخت نمی سے پر ہوئیں۔

گلاب کی پتیاں شاپر سے نکالے وہ پوری قبر پر بھرائی آنکھوں سے ڈالنے کے بعد اگر بتیوں کو قبر کے سرہانے گاڑ کر انکو جلا چکے تھے، یہی سب ساتھ بنی اپنی زوجہ مرجان کی قبر پر بھی سب کیا، جلتی اگر بتیوں پر پھونک مارتے ہی انکا خوشبودار دھواں ہر سمت اڑنے لگا اور وہ خود بھی کوٹ کے بٹن کھولے قبر کے پاس جا بیٹھے۔

کچھ کہتے ہوئے تاسف سے نڈھال ہو کر وہ اس قبر پر بہت ملائم پن سے پیار کیے اپنے آنسو بھی ہٹا گئے، اس قبر پر تختی نہ ہونے میں بھی مصلحت تھی۔

دل دھڑکنے کا اتار چڑھاؤ اور آنکھوں میں جی بھر کر درد لیے ہوئے وہ بہت شکستہ اور پشیمان تو تھے ہی مگر اختتام تک یوں لگا بہت خوفزدہ بھی ہیں۔

www.kitabnagri.com

نہ جانے اس قبر میں کون دفن تھا، کیا عالم اور عیشہ کے علاوہ بھی مقصود خان کی کوئی اولاد تھی خدا جانے۔

اس قبر کی تختی نہ ہونے میں کیا حکمت تھی آخر یہ سب یقیناً کوئی بہت بڑا راز تھا۔

قبر کے اندر موجود وجود سے مقصود خان بالکل ہم نفس کی مانند خاموشی سے ہمکلام تھے، یہ آج کا قصہ نہیں تھا، جب سے یہ قبر بنی تھی تب سے وہ روز اس قبر سے ملنے آتے تھے۔

Posted on Kitab Nagri

پرانے پھول سوکھتے نہ تھے کہ آغا جان اپنے اس گلشن کی مہک دوبارہ بڑھادیتے تھے، وہ بھی بالکل ویسے ہمکلام تھے جیسے وہ قبر والا انکو ناصرف سن رہا ہے بلکہ انکی ہر بات پر سر بھی ہلا رہا ہے۔

"اللہ تمہیں پرسکون رکھے، اللہ تمہیں آسودہ رکھے" یک لخت پھر سے انکی آنکھیں بھر آئیں اور پھر سے وہ قبر کی مٹی پر بوسہ دیے وہ تاثیر اس قبر میں دفن وجود تک پہنچا رہے تھے۔ پھر نظر ساتھ بنی انکی زوجہ مرجان خان کی دوسری قبر پر گئی تو دعاؤں کا رخ اس سمت ہوا۔

آنکھوں میں کسی بڑے ضیاع کی لہر پوری قوت سے بیدار تھی۔

کچھ دیر مزید وہ یونہی بیٹھ کر نم آنکھوں سے ماضی کے ہولناک حادثات پر نگاہ دوڑاتے رہے، اور پھر اپنے دونوں عزیز حصوں سے اجازت طلب کرتے واپس اپنی گاڑی کی سمت بڑھ گئے۔



www.kitabnagri.com

عیشہ جو واقعی مال آئی تھی پہلے اس نے ماہی کے لیے خوبصورت سے گولڈ کے برینڈ ڈائیرنگز لیے اور بھیا جانو کے لیے اسے بہت پیاری سی گرے شرٹ پسند آئی تھی اور پھر لگے ہاتھوں اس نے ایک ٹائی بھی لے لی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

ویسے تو عالم اسی کی فیورٹ ڈریسنگ کرتا تھا مگر عیشہ میڈم کو بھی جب شاپنگ کا بھوت سوار ہوتا تھا تو وہ سب کے لیے دل کھول کر چیزیں لیتی تھی۔

آغا جان کے لیے اس نے انکا فیورٹ میٹھا پان لیا تھا جو وہ کبھی کبھی بہت شوق سے کھاتے تھے، ساتھ ساتھ وہ بھی شوقین تھی ہاں عالم صاحب کو دونوں مل کر پھر جیس کرتے تھے کیونکہ جناب ایسا سب بالکل کھا نہیں سکتے تھے۔

تمام شاپنگ بیگز گاڑی میں رکھے وہ اب گھر سے کچھ فاصلے پر موجود کیفے جانے والی تھی، یونہی وہ اکیلے بیٹھ کر اکثر یہاں کافی اور چیز کیک کھانے آتی تھی، آج اسکا آنا شاید مہینے بعد ہی ہوا تھا۔
یونی سے اس نے شادی تک لیو لے لی تھی تبھی محترمہ موجوں پر تھیں۔

یہ ایک چھوٹا سا بہت پیارا کیفے پوائنٹ تھا جہاں ارد گرد بھی خاصی گہما گہمی تھی مگر گلاس کو رڈ ہونے کے باعث سڑک کی گہما گہمی اندر آنے میں ناکام تھی۔

بہا والدین زکریا ملتان یونیورسٹی میں وہ تیرھویں کی طالبہ تھی اور اتفاق سے ماہی وہیں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتی تھی۔

عیشہ ریڈ شارک فراک اور بلیک ٹائٹ کے سنگ دوپٹہ بھی کالا جالی دار گلے میں رول کیے ہوئے تھی، اسکا چشمہ جو نظر والا تھا اس وقت لینز کی صورت اسکی بصارت میں مقید تھا۔

Posted on Kitab Nagri

وہ بہت ہنس مکھ سی پیاری سی پری اپنا آرڈر پلیس کیے اب ادھر ادھر مختلف طرز کے بیٹھے لوگوں پر سرسری نگاہ ڈال رہی تھی جب کسی آہٹ پر متوجہ ہوئی۔

سامنے ایک پچیس چھیس سال کی عمر کا اینگری ینگ لڑکا بلیک اینڈ وائیٹ کیفے کے ویٹر ڈریس میں ملبوس خاصے نروٹھے پن سے عیشہ کا آرڈر اسکے سامنے رکھ رہا تھا، ناجانے کیا بات تھی کہ عیشہ کو لگا وہ اسے گھور بھی رہا ہے۔

عیشہ نے محترم کے چوڑے سینے پر لگے بیچ پر آنکھیں چنی کیے مرکوز کیں جہاں "حسنین" لکھا تھا، شکل و صورت کا وہ ہنڈسم تو تھا مگر اسکی اکڑ ویٹر ہو کر اتنی زیادہ تھی جو عیشہ سے ہضم نہ ہوئی۔

وہ باقاعدہ کیک کی پلیٹ پٹج کر کمال ادا سے مڑا جب عیشہ نے برہمی سے ہانگ لگائی۔

"ہیلو مسٹر! ٹیٹوڈ، یہ کیا طریقہ ہے سرو کرنے کا" عیشہ جو خود نرم طبیعت کی قائل تھی، ایسی سرد مہری پر چپ نہ رہ سکی اور مقابل وہ بندہ یوں مڑا جیسے اس کی شان میں ناجانے کونسی گستاخی کر دی گئی تھی۔

"کیوں، تمہارے سر پر انڈیل دی ہے کافی یا کیک منہ پر مل دیا ہے۔ بتانا پسند فرمائیں گی کیا بے ادبی ہوئی"

مقابل سے ایسا کڑوا سیلا جواب سننے کی عیشہ کو ہرگز توقع نہ تھی تبھی وہ اس منہ پھٹ کے ایسے استفسار پر ہونق زدہ بنی رہ گئی اور وہ عیشہ پر نوابی انداز میں اچھلتی نگاہیں مرکوز کر چکا تھا۔

"توبہ اتنے بد تہذیب ہیں آپ، لیڈیز سے بات کرنے کی کوئی تمیز ہوتی ہے۔ میرا مطلب تھا کہ اپنے منسب کا ہی کچھ خیال کریں، بندہ آرام سے بھی سرو کر سکتا۔ لگتا یہی ہے ہیڈ سے تازہ بے عزت ہوئے ہیں اور غصہ بچارے

Posted on Kitab Nagri

کسٹمرز پر نکال رہے ہیں "عیشہ پہلے تو اسے تمیز سیکھانے کی کوشش میں بولی جس پر حسنین نے خاصے ناگوار پوز سے اسکی بات سینے پر بازو باندھے سنی اور عیشہ کی آخری استہزایہ سی گستاخی پر وہ توتپ کر دھک اٹھا تھا۔

"میں تمہیں جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا لڑکی، ٹھوسو اور نکلویہاں سے۔ اور تمیز و تہذیب تم جیسے آسودہ اور امیروں پر ہی سوٹ کرتی ہے، ہم جیسے تمیز کا دامن سنبھال کر رکھیں تو کئی اور دامن چھوٹ جاتے ہیں" حسنین بھلے تضحیک زدہ انداز میں بہت روڈی بات کر رہا تھا مگر عیشہ کو تو رہ رہ کے اس قدر حسنین تمیز کے پھول جھڑتے دیکھ کر ہول اٹھ رہے تھے۔

"آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے میں آپکی کوئی پرانی دشمن نکل آئی ہوں، اور یہ ٹھوسو کیا ہے۔ دیکھیں بندہ آرام سے شائستگی سے بولتا ہے آپ۔۔۔۔۔" عیشہ نے ہنوز نہ دبنے کا ارادہ کیے سامنے موجود اکتاہٹ اور بیزاری بھانپ کر مزید منہ کھول لیا اور حسنین اب اچھٹمی نگاہیں اسے سر تا پا ڈالے گھورا تھا۔

ابھی اس نے اور بولنا تھا مگر حسنین نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے منہ کو سی لینے کی تنبیہ کی۔

بچاری کیا جانتی کہ اسکے سامنے ایک خطرناک بندہ ہے اور نا صرف اسکی ذات ہیبت ناک تھی بلکہ اسکے چہرے پر ہر عام و خاص کے لیے ایک سی نفرت ہمیشہ بر اجماع رہتی تھی۔

"جو کرنے آئی ہو وہ کرو، تم سے تمیز و شائستگی کے لیکچر لینے کا بالکل موڈ نہیں" حسنین کمال پتھرائی صورت بنائے سپاٹ انداز سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتا اپنی مغرورانہ چال سے واپس لپک گیا البتہ عیشہ کتنی ہی دیر منہ کھولے حیرت زدہ سی اسکے لفظوں میں ہی کھوئی رہی۔

Posted on Kitab Nagri

جناب ایک ماہ پہلے ہی بلال کی لاکھ منت سماجت پر کیفے میں جاب پر راضی ہوئے مگر اسکے روڈ اور پتھر روپے کی اس ایک ماہ میں کئی شکایات موصول ہو چکی تھیں۔

یہ تو بلال کا یہاں کے اونر کے ساتھ اچھا رشتہ اور دوستی تھی ورنہ پہلے ہی دن حسنین کے ایسے روپے پر وہ اسے جاب سے اوٹ کر دیتے۔

"کھڑوس اور اکڑو کہیں کا، ہے ویٹر اور بھرم چیک کرو زرا نواب زادے کے "عیشہ نے بھی ناک چڑھا کر کچھ فاصلے پر کسی دوسرے ٹیبل پر آرڈر سرور کرتے حسنین کی شکل دیکھ کر کڑوا منہ بنایا اور اپنی کافی پینے لگی، جو بھی تھا عیشہ کو یہ بندہ کچھ مثل کیس لگا تھا اور دوسری سمت وہ بھی عیشہ کو ہی کھا جانے والے انداز میں گھور گھور کر واقعی ثابت کر رہا تھا کہ بہت پاگل اور بد تمیز ہے۔



www.kitabnagri.com ☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دو گھنٹے کا سفر واپس ماہی کو اپنے معمول کے رستے پر پٹخ چکا تھا، آج جب اس پر سارے دردناک سچ قیامت کی طرح ٹوٹنے تھے تو وہ چاہتی تھی کہ یہ تکلیف ساری کی ساری آج ہی اس پر ٹوٹ پڑے۔

Posted on Kitab Nagri

روز روز مرنے کی افیت سے ماہی اب بے جان ہو چکی تھی، مدرسے کے بیرونی احاطے میں داخل ہوتے وقت وہ یہی سوچ رہی تھی کہ اگر آج یہاں سے بھی وہ رد کر جاتی تو اسکے پاس آخری حل موت کا بچنا تھا۔

بابا کو اپنے اور دائم کے نکاح کا بتا کر وہ مارنے جیسی سفاکی جیتے جی نہیں کر سکی تھی، سر پر آنچل لٹکا تھا اور چادر بھی ہنوز پیوست تھی مگر ماہی کا پیارا اور خوبصورت چہرہ حالات کی بے رحمی اور دردناکی پر ماتم میں تھا۔

رہ رہ کر اسکی آنکھوں میں اپنی اور دائم کی ہستی کے فنا ہونے پر نمی سمٹی جا رہی تھی، اسے اپنے گرد و نواح میں ہونے والی کسی حرکات کی خبر نہ تھی۔

حبا کو اس نے یہاں آنے سے پہلے ہی بتا دیا تھا جسکی وجہ سے ماہی کے آنے کی اطلاع اسکی والدہ یعنی میم زہرہ تک انکی خادمہ نے پہنچائی اور وہ اسے واپس ماہی کو اندر لانے بھیج چکی تھیں۔

ماہی نے دل پر بوجھ کی طرح زخم دیتی سانس خارج کی اور اس خادمہ کی پیروی کرتی مدرسے کے اندرونی حجرے کی سمت گئی جہاں میم زہرہ خاص ماہی کے لیے کچھ وقت نکال کر اسکی منتظر تھیں۔

ایک سال کی شرعی حد کے بعد عدالت نے جو چار ماہ دس دن کی عدت دی تھی آج اسکا آخری دن تھا۔

وہ بھی ماہی کو ڈیرھ سال بعد دیکھ کر پہلے تو مبہم سا مسکرائیں اور اٹھ کر اسکی دکھتی گال سہلائے اپنی توجہ خادمہ کی سمت کی۔

"ماہی میری بیٹی ہے اکبری، جا کر اسکے کھانے کا انتظام کرو۔ کچھ وقت ہمیں کوئی تنگ نہ کرے، جاو" وہ بہت شفیق سی چالیس بیسالیس کے لگ بھگ مکمل حجاب اوڑھے ہوئے ایک نفیس سی خاتون تھیں، بہت ملائم پن سے

Posted on Kitab Nagri

وہ اپنی خادمہ سے ماہی کا تعارف کروائے اسے باہر بھیجتے ہی نرم نگاہیں ماہی کے ویران چہرے پر ڈالے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتیں خود بھی وہیں زمین پر تکیے کے پاس براجمان ہوئیں۔

انکی گہری نگاہیں ماہی کے ٹوٹے حوصلے اور شکستہ ذات کو گہرائی سے جانچ رہی تھیں، ماہی کی آنکھوں میں پھر سے سرخی اتر رہی تھی اور وہ ماہی کو یوں ضبط ہارتا دیکھ کر اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے نرم سی ہوئیں۔

ماضی

ڈیڑھ سال پہلے ماہی کو اپنی اور زہرہ کی ملاقات کا منظر یاد آیا جب وہ اس سے کہیں زیادہ نڈھال ہو کر یہاں پہنچی تھی۔

"مجھے حبانے بتایا مگر بہت دیر کر دی تم دونے مجھ سے اتنے بڑے معاملے کو ڈسکس کرنے میں۔ تم نے مجھ سے قرآن پڑھا تھا ماہی، استاد سے پہلے میں حبا کی طرح تمہاری ماں کی جگہ تھی۔ کوئی بات نہیں پریشان مت ہو میرے بچے" اس وقت ڈیڑھ سال پہلے ماہی اس قدر دلبرداشتہ تھی کہ کوئی اس کی سمت نرم سادیکھتا بھی تو وہ درد سے بھر جاتی تھی، انکی اس تاسف سے کہی بات نے ماہی کا دل بھر دیا تھا اور وہ تب رو دی تھی۔

اسے شاید رونے کے لیے ایسے ہی کسی سہارے کی تلاش تھی اور زہرہ نے بھی تب اس غم کی ماری کو رونے سے نہ روکا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

اس وقت اور آج بھی انہوں نے حباتک کو یہاں ہونے کی اجازت نہیں دی تھی کیونکہ وہ ماہی سے اکیلے ہی بات کرنا چاہتی تھیں۔

"میم مجھے اس اذیت سے نکلنے کا کوئی ر۔۔۔ استہ دیکھائیں، بابا کی ط۔۔۔ طبعیت ایسی نہیں کہ وہ اتنا بڑا دھچکا سہہ سکیں، میں عالم سے نکاح کر کے گناہ گار ہو جاؤں گی، دائم کی کوئی خبر نہیں" سر جھکا کر زرا زرا اکیپکپاتی ماہی پر اسکی اس بات کی بدولت ڈیڑھ سال پہلے زہرہ کو بھی بہت دکھ ہوا تھا تبھی وہ ہنوز ماہی کا ہاتھ پکڑے اسکی تکلیف محسوس کر رہی تھیں۔

"ویسے تو اگر شوہر پندرہ ماہ تک لاپتہ رہے تو فسخ نکاح کی ہمارے مذہب میں اجازت ہے، اگر شوہر نکاح کے بعد لاپتہ ہو جائے تو دو صورتیں ممکن ہیں۔ یا تو بیوی اپنی عصمت کی حفاظت کرنے پر قادر ہو تو وہ اسکے لوٹنے کا تمام عمر انتظار کر سکتی ہے بشرطیکہ کہ کوئی مجبوری نہ ہو اور دوسری صورت جیسی تمہاری ہے کہ دائم پچھلے چار ساڑھے چار سال سے لاپتہ ہے اور تم پر دوسرے نکاح کا بوجھ ہے لہذا اگر تم یہ نکاح کر لیتی ہو تو پچھلا خود ہی ختم ہو جائے گا" اس وقت زہرہ نے تو گویا ماہی کی بجھتی زندگی کو آسہ دے دیا تھا، اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ روئے یا اس آسانی پر شکر کرے۔

کئی آنسو ماہی کی آنکھوں سے اس امتحان پر ٹوٹ گرے تھے۔

"ایک اور مسئلہ ہے۔ اگر اس نئے نکاح کے بیچ دائم لوٹ آتا ہے تو پھر تمہارا نیا یعنی دوسرا نکاح باطل ہو جائے گا اور اصل اور شرعی نکاح پہلا والا دائم کے ساتھ والا ہی ہو گا۔ اس صورت دوسرے شوہر سے علیحدگی ضروری

Posted on Kitab Nagri

ہو جائے گی اور پہلے شوہر سے صحبت بھی تب جائز ہوگی جب دوسرے شوہر کی عدت نہ پوری کر لی جائے " اس دن ماہی کی زرا سی سانس بحال ہوئی تھی کہ اس بات پر پھر سے ماہی کو لگا اسکی سانس بند ہو جائے گی۔

"میرا دل بند ہو جائے گا" غم سے چور ہوئے وہ سخت دردناک روئی تھی، خود زہرہ ماہی کی سوہان روح حالت پر سراپا افسردگی میں پیوست تھیں۔

"میں تمہاری حالت سمجھتی ہوں ماہی، یہ وقت بہت کربناک ہے۔ میرے بچے ہمت مت ہارو، اللہ اپنے پیاروں کو ہی آزماتا ہے" بہت اداسی سے وہ ماہی کا بھیگا چہرہ تھامے تسلی دیتے بولیں اور اسکے پاس اب کوئی لفظ نہ تھا۔

ماضی کے درتچے سمٹ گئے اور وہ دونوں ڈیڑھ سال پہلے کی اس ملاقات کا کرب محسوس کرتیں حقیقت کی دنیا میں آئیں۔

ماضی کی وہ تکلیف دہ گھڑیاں زہرہ اور ماہی دونوں کو ازبر تھیں، وہ دونوں ہی اب ایک دوسرے کی سمت درد میں جاگزیں متوجہ ہوئیں۔

حال ____۔۔

Posted on Kitab Nagri

"میرا نکاح ہے کچھ دن بعد، کیا اب یہ نکاح جائز ہو گا۔ ڈیرہ سال بیت گیا۔ دراصل بابا کی طبیعت ایسی ہے کہ وہ مجھے جلد از جلد اپنے گھر کا کرنا چاہتے ہیں، بہت مشکل سے یہ ڈیرہ سال انتظار کروا پائی ہوں۔ تو اگر اب اس نکاح کے بعد میرے اور عالم کے بیچ میاں بیوی جیسا کچھ ہو گا تو کیا وہ جائز ہو گا، اور کوئی ایسی بات جو آپ مجھے بتانا چاہتی ہیں۔ میں سب سہہ سکتی ہوں مگر جان بوجھ کر گناہ کرنے سے بہتر موت کو سمجھتی ہوں" ماہی کا اب کی بار کھل کر پوچھنا زہرہ کو بھی اچھا لگا تبھی وہ اسے سب کلئیر کر رہی تھیں۔

"چونکہ شرعی حکم ایک سال کا انتظار بتایا جاتا ہے اور اسکے بعد بھی شوہر نہ آئے تو غیر حاملہ کے لیے چار ماہ دس دن اور حاملہ کے لیے بچے کی پیدائش تک نکاح کرنا ناجائز ہوتا ہے مگر چونکہ تمہارے اور دائم کے بیچ کئی سال سے کوئی ربط نہیں اور سال بعد عدالتی حکم آنے کے بعد اب تمہاری عدت بھی پوری ہو چکی ہے لہذا نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ میں اختتامی عدالتی کام خود جا کر دیکھ لوں گی تم اسکی فکر مت کرنا" زہرہ کی اس بات پر ماہی نے سر کو جنبش دی جسکے بعد زہرہ کو کچھ اور یاد آیا جو اہم تھا۔

"اگر دائم لوٹ آیا تو یاد رکھنا ماہی، عالم تمہارے لیے اسی لمحے اجنبی ہو جائے گا" زہرہ نے اب کی بار رنجیدہ ہوئے بولیں، ماہی نے کچھ دیر زہرہ کی سمت ہونق بنے دیکھا اور پھر بے بسی سے سر ہلا گئی۔ دائم تو شاید کہیں نہ تھا، موت تو اسکی بھی آج ہو گئی تھی بس وہ اب بابا کے لیے سولی چڑھنے سے پہلے دل کی تسلی کو یہاں آنکلی تھی۔

"اللہ تمہیں سکون دے، یہ نکاح کر لو، تم اللہ سے اپنی آسانی کی دعا کرنا۔ ہم انسان نہیں جانتے ماہی کہ اس سوہنے اللہ نے ہمارے لیے کیا سوچ رکھا ہے۔ میں بھی تمہارے لیے خصوصی دعا کروں گی، اللہ تمہیں ہر

Posted on Kitab Nagri

امتحان میں سرخرو کرے "زہرہ نے یہ آخری تسلی دیے ماہی کا چہرہ تھا مے پیار سے کہا اور وہ بس لیا دیا سا سر ہلاتی سر جھکا گئی۔

اسکی تو آج جان نکل گئی تھی، یوں لگا وہ دائم سے نہیں بلکہ خود سے الگ کر دی گئی ہے۔

دنیا و جہان کے لیے اسکا تماشا بننے کا وقت آچکا تھا، یعنی وہ تا عمر مسلسل بے قرار رکھی جانے کے لیے چن لی گئی تھی۔

ماہی کے لاکھ انکار کے باوجود وہ اسے کھانا کھلا کر ہی بھیجنے پر رضامند ہوئیں تھیں اور ماہی نے بھی بے دلی سے ہی سہی پر تھوڑا سا کھالیا تھا۔



"وہ تو اپنی سہیلوں سے ملنے گئی تھیں، پر میری جہانگیر انکل جانی سے بات ہوئی تھی۔ وہی بات نکلی جو بابا جانی نے کہی تھی۔ ماہی ایک بار آپکے پاس آجائیں پھر آپ خود انکی ہر ادا اسی دور کر دینا" عیشہ سلپنگ سوٹ میں ملبوس کیوٹو خلیے میں عالم کے لیے لائی شرٹ پر یس کروا کر اب اسکی وارڈراب میں پینگ کرتی ساتھ کسی سوچ میں ڈوبے عالم سے مخاطب بھی ہوئی جو کرسی پر بیٹھا ہاتھ میں کوئی انگلش کی کتاب لیے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بڑا سنجیدہ بیٹھا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"میں اسکی اداسی دور کر ہی نہ دوں" خود کو انڈرا سٹیٹ کرتے جناب عیشہ کو ضرور ہنسی دے گئے جواب مڑ کر چلتی ہوئی عین بھیا کے روبرو کھڑی اسکا بسورامنہ دیکھ کر شریر ہوئی۔

"آپ کو میری ہیلپ چاہیے ہوئی تو ماہ بدولت حاضر ہیں ناں، بس کل سے باقاعدہ شادی کی تیاریاں شروع ہو رہی ہیں اور آپ مجھے ہر وقت سہیل کرتے چاہیں" شکوک و شبہات کے پاتال میں عالم ہنوز ڈوبا تھا جس پر ابھی بھی عیشہ کی کوئی ترکیب کارآمد نہ تھی۔

"لڑکی میں ہر وقت سہیل کیسے کر سکتا ہوں، میرے جڑے دکھنے لگیں گے" عالم کو خود ہی لگا عیشہ کی محنت کو کارآمد کر دے تبھی شریر سا ہوئے معصومیت سے بولا جس پر عیشہ بھی دل و جان سے مسکرائی۔

"انے تسی نازک مزاج" پگلی گدگدی دیتے تبسم کے سنگ کہتی خود ہی کھکھلا دی اور اب کی بار عالم بھی مبہم سا مسکرایا تھا۔

یک لخت عیشہ کو کیفے والا واقعہ یاد آیا تو وہ عالم کو بتانے کے لیے محترک ہوئی۔

"بھیا جانو آج میرے ساتھ عجیب سا واقعہ ہوا وہ بھی تو سنیں، اف بہت ہی کوئی بستمیز انسان تھا" عیشہ نے یاد آنے پر یوں گولی کی طرح بتایا کہ ایک پل کو عالم بھی تھوڑا پریشان ہوا مگر وہ بھیا کی بیتابی بھانپ کر باقی کا سارا قصہ فوری سنا گئی جس کے بعد خود عالم تھوڑا حیرت زدہ تھا۔

"سٹرینج، حالانکہ کیفے سٹاف تو بہت نرم اور ہمبل ہوتا ہے۔ غلط کیا اس نے، میری گڑیا کے ساتھ روڈ بیہیو کیا میرے ہاتھ لگتا پھر مزہ چکھاتا اس گجی کے بچے کو" عالم پہلے تو حیرت زدہ ہوا مگر آخر تک برہمی سے اس بندے

Posted on Kitab Nagri

پر ناراض ہوا اور جس طرح اس نے آخری لقب نوازا تھا اس پر عیشہ بھی ہنستی ہوئی بھیا کی کرسی کے ہنڈل پر آکر بیٹھتے ہی مسکرا دی۔

"ہا ہا قسم سے بھیا مجھے وہ گجنی ہی لگا، لگتا تھا یا بیوی سے پٹ کر آیا تھا یا باس سے درگت بنی تھی۔ ایسا کوئی میرا دوست ہو تو میں اسے ایک دن میں تمیز سیکھا دوں، پر بھیا وہ لگتا نہیں تھا کہ کسی عام گھر کا ہے مین انداز سے خاصا نوابی اور نیا نیا مسکین ہوتا معلوم ہوا" ایک ہی ملاقات میں عیشہ نے اس بندے پر اتنی تحقیق کر لی جو کہ عالم کے لیے واقعی تشویش ناک بات تھی تبھی وہ منصوبی حیرت سے آنکھیں پھیلانے عیشہ کو دیکھ رہا تھا جو بھیا کی پر اسرار سی نگاہوں کا مطلب بھانپتی ہنس کر کرنٹ کھاتی اٹھی۔

"اونو، آپ ایسا ویسا کچھ نہیں سوچیں۔ سچی تھوڑی بہت انسان کی پہچان تو آپ کی عیشہ کو بھی ہے نابلس تبھی" عیشہ کارٹوٹو طے کی طرح صفائی پیش کرنا چاہتے ہوئے بھی عالم کو ہنسا گیا اور اب وہ اٹھ کر اپنی اس سوئیٹ سی پری کی گال کھینچ چکا تھا۔

"اچھی بات ہے، لوگوں کو پہچاننے کا فن آجکل کی اہم ضرورت ہے۔ دوبارہ وہ تمہارے سامنے آئے تو میری ملاقات کروادینا، آپن مل کر جناب کو تمیز کا ضروری سبق سیکھا دیں گے" عالم خود بہت نرمی سے اپنی بات مکمل کیے عیشہ کو بھی سمائیل دے چکا تھا جو سر خم تسلیم کرتی بادشاہ کو تعظیم پیش کرتے انداز میں جھک کر خاصی کیوٹ لگی۔

بھیا جان کو گڈنائیٹ کہتی وہ گئی تو عالم بھی مبہم سی مسکان میں لپٹا بالکونی تک پہنچا۔

Posted on Kitab Nagri

خزاں کا آغاز اکتوبر کے مہینے کے آغاز سے ہی ہو چکا تھا، اب دن کی تپش کم اور راتوں کی خنکی بڑھ رہی تھی۔
حویلی کی سجاوٹ تو نکاح طے ہوتے ہی کروادی گئی تھی اور رات کی اس گہری تاریکی میں وہ ایک چمکتے محل میں
موجود تھا۔

"محبت تو نہیں شاید لیکن کوئی انوکھا ربط ہے،

کہ مجھے ماہی کی تکلیف سے تکلیف ہوتی ہے" آسمان پر ستارے چمک رہے تھے، چاند بھی چاندنی کرنے میں
منہمک تھا۔

کیا وجہ تھی آخر، عالم کو کس جذبے کے تحت ماہی کی تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔
حالانکہ اب تو عالم کو مطمئن ہو جانا چاہیے تھا مگر اس کا دل اسے کہہ رہا تھا جیسے ماہی ابھی بھی تکلیف میں ہے۔

"زندگی، ہم سے ہی روشن ہے یہ آئینہ ترا

ہم جو مشاطہ وحشت کے سنوارے ہوئے ہیں

حوصلہ دینے جو آتے ہیں، بتائیں انہیں کیا؟

ہم تو ہمت ہی نہیں، خواب بھی ہارے ہوئے ہیں

بڑھ کے آغوش میں بھر لے ہمیں اے رُوح وصال

آج ہم پیر ہن خاک اُتارے ہوئے ہیں "

Posted on Kitab Nagri

کوئی ان کہادر د تھا جو سلگتا تھا، کوئی ان چھوئی کہانی تھی جو اس بے چین وجود میں تڑپتی تھی۔

____☆☆☆☆☆☆☆☆____

"پچھلے کچھ دن سے تیری شکایات مل رہی ہیں، یار بڑی مشکل سے کام ڈھونڈا تھا تیرے لیے۔ کیا مسئلہ ہے مجھے بتا" یہ ایک تین بیڈرومز اور نفاست سے مزین خوبصورت سے گھر کا کمرہ تھا جہاں حسنین اور اسکا اسی کیفے میں کام کرتا دوسرا دوست رہتے تھے۔

بیڈ پر اکتائے انداز سے لیٹے حسنین کی آج کیفے کے دوسرے مینجر نے بلال کو شکایت کی تھی کہ اسکا رویہ کسٹمرز کے ساتھ بہت کھنچاؤ والا ہے۔

www.kitabnagri.com

چونکہ بلال کی وجہ سے ہی اسے وہاں نوکری ملی تھی لہذا اب وہ اس سے اس کھنچاؤ کی وجہ جاننا چاہتا تھا تبھی ٹاول سے سر رگڑتا اپنی توجہ حسنین کی سمت کرتا پوچھ رہا تھا۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے، میرا مسئلہ میں خود ہوں" نہایت سپاٹ اور ہٹ دھرم انداز میں آیا جواب بلال کے ماتھے پر بھی تناؤ لا چکا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

بلال اس سے عمر میں بڑا بھی تھا اور شکل و صورت کا بھی اچھا پڑھا لکھا اور سلجھا انسان لگتا تھا۔ سب سے بڑھ کر وہ حسنین کا مسیحا تھا۔

"اٹھ کے بیٹھ، چماٹ نہ کھا لینا۔ اور یہ مجھے بیوی والے نخرے نہ دیکھا سمجھا" بلال جو اسکی بے جا جلی بات پر سلگ اٹھا تھا بازو سے پکڑ کر بٹھاتے خود بھی پاس بیٹھ کر جھاڑ گیا۔

حسنین کے منہ پر اس نے بھی آج تک بیزاریت کے علاوہ مجال ہے جو کوئی دوسرا تاثر دیکھا ہو۔

"دیکھ حسنین، تیرے بے حس مزاج کا علم مجھے تو ہے پر دنیا ہمارے نخرے برداشت نہیں کرتی میرے یار۔ یہ جو پیٹ کا دوزخ ہے ناں، اسے بھرنے کے لیے سارے کس بل نکالنے پڑتے ہیں۔ تو کیا چاہتا ہے مجھے وہ بتادے تاکہ میں روز روز اپنی یہ تقریر نہ ضائع کیا کروں" بلال خود بھی اکیلا بندہ تھا اور کیفے میں مینجر کی اچھی پوسٹ پر تھا۔

اسی کی سفارش پر اس نے حسنین کو اپنے ساتھ لگایا تھا اور نہ یہ لڑکا سارا دن گھر میں پڑایا تو سگریٹ پھونکتا یا پھر سوئے رہ کر نحوست پھیلاتا تھا۔

www.kitabnagri.com

بلال نہیں چاہتا تھا کہ حسنین خود کو اس اذیت کے سلسلے سے ختم کرے تبھی منتیں کر کے اسے نوکری پر مجبور کرنے میں کامیاب ہوا تھا مگر حسنین کے کھر درے رویے کا بہت سے کسٹمرز کئی بار گلہ کر چکے تھے اور آج بلال نے آخر تنگ آکر پوچھ ہی لیا تھا کہ آخر وہ چاہتا کیا ہے۔

Posted on Kitab Nagri

"میں مر جانا چاہتا ہوں، تو مجھے مرنے نہیں دیتا اور یہی تیری سزا ہے کہ مجھ کو بگت "حسنین کی زندگی سے بیزاریت نئی نہ تھی، پچھلے چار سال سے بلال ہی تھا جسکی بدولت یہ بدحواس ساختی شخص زندہ تھا ورنہ ڈپریشن کے جس فیز میں حسنین تھا وہ اسکی زندگی کب کی لے چکا ہوتا۔

وہ کئی بار خودکشی کرنے کی کوشش کے باوجود بیچ نکلا تھا، دو سال پہلے تک نشے اور ڈرگز تک میں دوبارہ غرق ہو گیا تھا۔

بلال اور اسکا ساتھ مخلص تھا تبھی اس نے حسنین کو ہر طرح کے سوگ سے نکالنے کی ہر ممکنہ کوشش کی تھی۔ حسنین کی ایسی دل کوراکھ کرتی بات پر بلال کا دل چاہا مکار سید کر کے اس ٹیڑھے منہ والے کے سارے دانت توڑ ڈالے، ایک تیر نظر ڈالتا رہ گیا۔

"مر جا میری بلا سے، آج تک تجھے سمجھانے جانے والی میری ہر بات چولہے میں جھونک دے اور جا کو دجا کسی پہاڑ سے، کسی ٹرک کے نیچے لیٹ جا اگر اتنا ہی مرنے کا چاہ چڑھا ہے تجھے۔ تیرے جیسے نمونے سے مجھے یہی توقع ہے، ہاں تیرا کیا جائے گا۔

www.kitabnagri.com

تجھے تو یہی لگتا ہے کہ موت کے بعد چین مل جائے گا، اتنا بتا دے کہ موت کے بعد بھی چین نہ آیا تو وہاں سے پھر کدھر جائے گا۔ بول "بلال سے حسنین کی بے رحمی سہی نہ گئی تبھی وہ درد سے پھٹ پڑا اور واقعی حسنین کی آنکھیں اس وقت دکھتا شعلہ تھیں۔

Posted on Kitab Nagri

واقعی مر کر بھی چین نہ آئے تو آخر پھر انسان کہاں جاتا ہے، دونوں کے بیچ بہت دردناک چپ کئی لمحے حائل رہی۔

"بھائی بہت یاد آتے ہیں، اور وہ بے رحم اور سفاک باپ بھی" پتھر کی طرح وہ جو اوپر سے سخت تھا، ٹوٹ بھی جاتا تھا اور بلال اسکی ہر تکلیف سے واقف تھا۔

"بھائی سے ملنا بس میں نہیں پر بابا سے تو ہے، انسان خطا کا پتلہ ہوتا ہے یار، کبھی کبھی بہت بڑے جبر کے گھونٹ بھی بھرنے پڑتے ہیں" بلال نے مضبوط انداز میں حسنین کے کندھے جکڑ کر اسے روشنی کا راستہ دیکھایا مگر اس نے محسوس کیا کہ حسنین کے چہرے پر یک لخت حقارت اٹھی تھی اور وہ بے دردی سے بلال کی تسلی جھٹک چکا تھا۔

"انہوں نے مجھے مارنے کی دھمکی دی تھی بھائی کو اور میں نے اس جواری اور بے رحم باپ سے اسکا یہ سگا بیٹا بھی چھین لیا۔ وہ اسی قابل تھے، میں مر کر بھی اس شخص کو معاف نہیں کروں گا۔ کبھی کبھی تو لگتا ہے بھائی کو بھی انہوں نے ہی چھینا مجھ سے" حسنین کی سرخ انگارہ آنکھوں میں جلن تھی اور وہ باقاعدہ کانپ بھی رہا تھا اور بلال کا دل یہی چاہا کسی دیوار سے ٹکریں مار لے وہ زیادہ بہتر ہے۔

"تو پھر کیا چاہتا ہے تو، کیوں خود کو مدت سے سلگا رہا ہے۔ اس شخص نے برا کیا اور برپایا۔ تجھے کیوں سکون نہیں ہے، تیرا بھائی تجھ سے تو راضی تھا ناں" بلال کے استفسار پر حسنین کے دل نے دھڑکناروک دیا تھا، کیا بتاتا کہ وہ بھی اس بھائی پر تھوڑے ظلم نہیں کر چکا۔

Posted on Kitab Nagri

ہر جائز اور ناجائز ضرورت وہ حسنین کے منہ سے نکلنے سے پہلے پوری کرتا تھا، وہ خود مشین بنارہا اور باپ اور بھائی کو شاہانہ زندگی دے کر اپنے لہو میں کمی کرتا رہا۔

شاید یہی وجہ تھی کہ بچپن سے حسنین کا مزاج اس قدر باغی رہا تھا، مگر باپ کی حقیقت کے بعد یک لخت بھائی کے سائے کے سر سے اٹھ جانے پر حسنین منصور بھی چھ سال پہلے آسمان سے زمین پر گرا تھا اور وہ پسپائی اتنی دردناک تھی کہ اسکے اثرات یہ تھے کہ یہ پچیس چھپیس سال لڑکا دل و جان سے جلسا ہوا اور خاک ہو چکا تھا۔

"بھائی کسی سے ناراض نہیں ہوتے تھے، مجھ سے بھی کونسا ہوئے ہوں گے مگر مجھے یہ تکلیف جلا رہی ہے کہ انکو ہستی سے مٹانے والا کہیں میرا باپ نہ ہو۔ وہ سفاک اور لالچی انسان کچھ بھی کر سکتے تھے، میں بس مر جانا اسی لیے چاہتا ہوں تاکہ اس بری دنیا سے نجات ملے" حسنین نے اپنی بات کہہ کر سر کو تکیے پر گراتے ہی آنکھیں موند لیں جو اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ مزید بات نہیں کرنا چاہتا۔

وہ درد میں تھا مگر بلال اسکی تکلیف سمجھتا تو تھا مگر اس میں کمی پر قادر نہ تھا۔
کچھ تکلیفوں کی کوئی دوا نہیں ہوتی اور بالکل ایسے ہی کچھ پچھتاؤں کی بھی کوئی تلافی نہیں ہوا کرتی۔



Posted on Kitab Nagri

"تو پھر طے ہو امنعام جہانگیر تم آج دائم سے جدا کر دی گئی ہو، پھر بھی یہ جدائی تمہاری رہائی نہیں ہے۔ تم اپنی آخری سانس تک بے قرار رہو گی، تم نہ دائم کی ہو سکی نہ عالم کے پہلو میں چین پاو گی۔ کیا محبت کرنا اتنا بڑا گناہ تھا، جسکی سزا مجھے زندہ مار گئی" راتیں اسکی یو نہی سو گوار ہوا کرتی تھیں اور آج تو اسکا دل اجڑا تھا، وہ مر گئی تھی تو ماتم بنتا تھا۔

"یہی وہ مقام ہے جب ایک انسان مر جانے کی آرزو کرتا ہے، یا اللہ آپ مجھ سے خفا ہیں جانتی ہوں۔ میں نے اپنی زندگی کا فیصلہ خود لینے کی غلطی کی تھی، آپ مجھے اپنے پاس بلا لیں اب۔ آپ جانتے ہیں عالم کے سامنے ماہی آنکھیں تو کیا سر بھی نہیں اٹھا سکے گی۔ انکے پہلو میں میرا دل دائم کو تلاشے گا تو میں ان مزید گناہوں سے مزید پاگل ہو جاؤں گی۔ مجھے رہائی دے دیں۔ میں دائم کو نہیں بھول سکتی، وہ زندہ ہیں یا نہیں مجھے نہیں جینا۔ مجھے مرنا ہے" سرخ پڑتی زرا زرا کپکپاتی ماہی اپنی موت کو آج اپنی آسانی جان رہی تھی۔

اسکے درد میں کمی کی کوئی سبیل اسے دیکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"آپ کہیں نہیں دائم، پر مجھے ہر سمت آپ ہی چاہیں تھے۔ آپکی طرح آپکا ساتھ رحم دل نہ نکل پایا، اس دنیا میں ایک ساتھ جی نہیں پائے تو کم از کم مجھے ساتھ لے کر مر جاتے۔ یہ کہانی رسوائی کی مستحق نہ تھی دائم، کس کس کو بتائے گی ماہی کہ وہ ایسی نہیں ہے۔

کل کو قیامت کے روز آپ کا سامنا کیسے کروں گی، آپ سے بے وفائی کیسے کر پاؤں گی۔ کیا کروں میں، مجھے کچھ بھی سکون نہیں دیتا۔ کچھ بھی میری آسانی مجھے نہیں سوچتا دائم، کتنا بڑا دکھ ہے کہ اب ماہی آخری سانس تک بیقراری سے تڑپے گی۔ کیوں آپکو یہ تڑپ محسوس نہیں ہوتی، میری رسوائی میرے در پر آن ٹھہری ہے۔ اب

Posted on Kitab Nagri

کوئی راہ فرار نہیں بچی، میرے اندر ہر احساس ابدی موت مر رہا ہے "ماہی کی حالت سخت بری تھی، کبھی کبھی وہ گھنٹوں خود سے باتیں کرتی، خود کو کوسنے لگتی۔

گھنٹوں بیٹھ کر صحن میں لگے پھول گھورتی رہتی، اسے اپنا کوئی ہوش نہ تھا۔

اسے ہر سمت موت دیکھائی دے رہی تھی، وہ موت جو اس پر یک لخت نہیں بلکہ قطرہ قطرہ اترنے کو تھی۔



صبح کے دس بجے عیشہ ایک بار پھر کیفے پہنچ چکی تھی، وائیٹ شارٹ فرائ اور جینز میں بالوں کو ہیر بینڈ سے قابو کیے، اپنے ازلی شرارت سے بھرے انداز کے سنگ وہ اپنے لیے سب سے اچھا ٹیبل منتخب کیے بیقراری سے کسی کی تلاش کرتی دیکھائی دی۔

رات مہندی کا فنکشن تھا اور یہ میڈم صبح ایک بار پھر بتمیز سے حسنین کی تلاش کرتی ہوئی خاصی مشکوک لگیں۔

Posted on Kitab Nagri

اللہ بھلا کرے یہ اتفاق تھا یا بچاری کی پھوٹی قسمت کے آج بھی اسکا آرڈر لینے والا لڑکا اسکے منگوائی کافی اور کیک حسنین کے ہاتھ ہی بھجوا چکا تھا۔

دور سے ہی عیشہ نے منہ پر پتھر سا تاثر سجا کر اپنی سمت آتے حسنین کو بڑی تسلی سے دیکھا اور اسکے آج تمیز دارانہ انداز میں سب کچھ پیش کرنے پر امپریس بھی لگی۔

کل بلال کے سمجھانے کا اثر تھا کہ حسنین نے اپنی اکڑ کم کر لی مگر عیشہ کو دوبارہ دیکھ کر وہ ضرور تپ چکا تھا۔
"سنیں" حسنین جو آرڈر پلیس کیے نخوت پن سے مڑا، عیشہ کی آواز پر رکا مگر اس نے پلٹنے کی غلطی نہ کی۔

"پھوٹیں" بنا مڑے ہی ایسا کڑوا استفسار عیشہ کو پھر سے اداس کر گیا، ناجانے کیا بات تھی کہ ساری رات وہ اس لٹیٹوڈ بوائے کے بارے میں ہی سوچتی رہی تھی۔

"کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟" عیشہ کی سمت سے ایسی آفر سن کر حسنین کو پہلے تو یقین نہ آیا تبھی وہ سماعت کا دھوکہ سمجھ کر اپنی درستگی کرنے آنکھوں میں سپاٹ رنگ لیے مڑا اور عیشہ کے چہرے کی نرمی ہنوز قائم تھی۔

"تمہیں تکلیف کیا ہے، تم نے ہی کل میری کمپلین کی تھی ناں۔ سمجھتی کیا ہو خود کو، اور اگر میں اتنا ہی بنتمیز اور بد تہذیب ہوں تو دوبارہ یہاں کس لیے آئی ہو اور کیا بات کرنی ہے تم نے" حسنین نے آؤدیکھانہ تاؤ بس شروع ہو چکا تھا اور وہ اسکے بد تہذیب رویے پر اب خود کو کوسنا چاہتی تھی جو اسکی فکر میں چلی آئی تھی۔

"واٹ، کمپلین۔ نو عیشہ لوگوں کو خود سدھارنے والوں میں سے ہے مسٹر، اور مجھے تو بس یو نہی خیال آیا کہ چلو کسی مسکین کو مفت کی تمیز سیکھا آؤں۔ سچ میں فری کلاسز، کیا خیال ہے" عیشہ کی بے تکلفی اور حسنین کے عتاب

Posted on Kitab Nagri

کوہو امیں اڑا دینا خود حسنین کو جنجھلا کر رکھ گیا تبھی وہ بیزار بیت سے اپنے سامنے بیٹھی اس شوخ لڑکی کی سمت دیکھ رہا تھا جو اسکے مزاج اور اسکی قسمت سے بالکل برعکس تھی۔

کہاں وہ زندگی کو گھسیٹ کر چلتا ہوا حسنین اور کہاں وہ زندگی سے لطف اندوز ہوتی لڑکی جو یونہی راہ چلتے چلتے اس سے آن ٹکرائی تھی۔

"تو تم مجھے تمیز سیکھاو گی، یہی کہاناں" حسنین نے سینے پر اپنے بازو باندھ کر اچھتی نگاہیں ڈال کر استفہامیہ ہوئے کہا جس پر عیشہ نے مسکراتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"ہاں وہ بھی فری، میں بہت اچھی دوست، ہمدرد اور مہمان نواز بھی ہوں۔ ویسے جب تک آپ میری کلاسز سے فائدہ نہیں اٹھاتے میں آتی رہوں گی، کیک کھانے اور کافی پینے" عیشہ نے چمکتی آنکھیں حسنین کی گہری آنکھوں میں ڈالے مان سے کہا اور شاید یہ عجیب سی لڑکی بھی اس پاگل اور بدحواس انسان کی زندگی میں آتی پہلی لڑکی تھی۔

"تم کو کیا ملے گا مجھے تمیز سیکھا کر، تم جیسوں کے لیے ہم تجربہ گاہ سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس راز کو جاننے کو کوشش نہیں کرنی چاہیے جو آپ پر کھلنے کے لیے نہیں ہوتا۔ اپنے کام سے کام رکھو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے" حسنین کی دل جلی انکاری سی ہٹ دھرمی پر عیشہ کا کھلا چہرہ مر جھسا گیا اور وہ تو کہہ کر فوراً مڑ گیا تھا۔

عیشہ نے افسردگی سے سامنے دیکھا جہاں آج وہ اسے گھورنے کے بجائے اسکی نظروں سے اوچھل ہو چکا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"نجانے اسے کیا مسئلہ ہے، مجھے کیوں برا لگ رہا ہے۔ آہ اس دنیا میں ہر کوئی کسی نہ کسی سیارے میں ہے۔ اللہ جی آپ اس کھڑوس سے ویٹر کو تھوڑی عقل دے دیں، تاکہ عیشہ اسکو تھوڑا جان سکے۔ وہ کیا ہے سچی مجھے بڑا تجسس ہو رہا ہے" اپنے آپ سے باتیں کرتی وہ نٹ گھٹ کیک کا پیس منہ میں ڈال کر کچھ دیر منہ ہلا کر سوچنے کے بعد بڑی فکر منڈی سے بڑبڑا رہی تھی۔

نگاہیں اسکی ابھی ابھی اسی طرف تھیں جہاں سے حسنین اندر داخل ہوا تھا۔

وہ شخص بھی کسی درتچے سے پتھر انداز اپنائے عیشہ کی سمت دیکھ رہا تھا، دل میں کچھ تو ہوا تھا۔ ایک طرف نہیں، ممکن تھا دونوں طرف۔



Kitab Nagri

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.kitabnagri.com

وہ مسلسل بھیا جان کی مختلف سائیڈ پر جا جا کر پکس لینے کے بعد اب مکمل سیلفیوں پر اتر آئی۔

عیشہ کی ایکساٹمنٹ پر آغا جان سمیٹ عالم بھی بار بار مسکرا رہا تھا۔

ایک توپوری حویلی شاندار سجاوٹ سے مزین تھی دوسری سمت آج عالم معراج خان پر بھی سنہرا روپ چڑھا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

اپنے فوٹوشوٹ کو مکمل کرتی عیشہ اپنا لہنگا سنبھالتی اب دھڑم سے عالم کے ساتھ بیٹھی تصویریں دیکھ رہی تھی اور مقصود صاحب بھی باقی مہمانوں کے سنگ اپنی نگاہیں عیشہ اور عالم پر ڈالے بیٹھی کر رہے تھے۔

فیملی تو لمبی چوڑی تھی نہیں، بس کچھ دوست احباب ہی تھے۔ ڈاکٹر زبیر اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ آئے تھے اسکے علاوہ عیشہ کے دوست کل شادی پر ہی آنے والے تھے اور مہندی کا فنکشن بہت چھوٹا تھا بس مل بیٹھ لیا گیا تھا اور یہ فنکشن بھی نہ ہوتا اگر عیشہ کی سپیشل فرمائش نہ ہوتی۔

"میں آپکی ہیر و والی لک آپکی ماہی کو بھیج رہی، تاکہ انکی نیند بھی میرے بھیا جانو کی طرح اڑ جائے" آنکھوں میں ڈھیر شرارت بھرے وہ ماہی کو عالم اور اپنی سیلفی بھیجتے چہکی جس پر عالم بھی تھوڑا بلش کر تاپایا گیا۔

"تم بھول رہی ہو لڑکی اب تمہارے بھیا جانو اتنے بھی توپ نہنٹس، کیوں کر رہی ہو اسے تنگ" اوئے ہوئے ابھی سے جناب کو ماہی کی فکر ستار ہی تھی اور عیشہ صاحبہ نے بھی پورا پلین کر رکھا تھا بھیا کو چھیرنے کا۔

"اہم اہم دال تو ساری کالی تھی بھئی، یہ تو میں بچائی تھی جو زراسا کالا پن ڈھونڈ رہی تھی" عیشہ جس نے بات بڑے سنجیدہ پن سے شروع کی آخر تک اسکا گدگدی دیتا تبسم خود عالم کو حسین مسکان دے گیا تبھی وہ عیشہ کی چھوٹی ناک دبائے خود بھی پیارا ہنسا۔

"بھیا جانو وہ تو لگتا نیندیں پوری کرنے چلی بھی گئیں، میسج ڈیلیور تک نہیں ہوا" عیشہ نے بھیجی تصویر پر نہ آتے ریسپانس پر منہ پھلائے معصوم منہ بنایا جس پر عالم بھی سنجیدہ سا ہوا۔

Posted on Kitab Nagri

"ظاہر ہے رات بھی تو دیکھو کتنی ہو گئی، سچ بتاؤں تو میں بھی تھک سا گیا ہوں۔ ویسے آپس کی بات ہے یہ مہمان کب جائیں گے" عالم کو بمشکل جمائی سے روکتے اور ایسی پر اسرار ہو کر پوچھے سوال پر عیشہ نے بمشکل اپنی ہنسی کو روکا اور اب کی بار دونوں ہی ایک سا ہنسے۔

آج تو سب کی توجہ عالم اور عیشو کی سمت تھی، بہت پیارے لگ رہے تھے وہ دونوں چھپ چھپا کر بھینا بھینا ہنستے ہوئے۔

مزید آدھا گھنٹہ مہمان رکے اور پھر عیشہ اور آغا جان نے بھی کئی دعائیں عالم کو سونپیں، کچھ کہہ کر اور کچھ غائبانہ۔

وہ کمرے میں آیا تو اس خوشگوار سے خیال نے اسے اپنے حصار میں لیا، کل یہاں وہ ماہی کو دیکھے گا اور یہ ایک ایسا سکھ تھا جو اسکی ہر بے چینی اور تکلیف مٹا گیا تھا۔

خود سے انجان، مگر وہ ماہی پر مہربان تھا۔

اللہ بھی سچی محبت کو رسوا نہیں ہونے دیتا، وہ تو بس کن کہتا ہے اور ہر چیز اسکے مطابق ڈھل جاتی ہے۔

"کمرے کے وزن سے جھانکتی چاندنی کے ساتھ صندلی مہک ہو اؤں کے جھونکوں کے سنگ

چھن چھن کے سانسوں میں گھل رہی ہے ایسے

کہ دل کے تار چھیڑتی

Posted on Kitab Nagri

وائٹن کی دھن جیسے کانوں میں گونجتی ہے

یقیناً تمہارا گزر ہوا ہے دل سے "وہ منتظر تھا ان فرخت بخش لمحوں کا جو اسے زندگی بڑھانے کو درکار تھے، وہ ماہی کو اپنے لیے ابھی بھی فٹ نہیں سمجھتا تھا۔

اسے لگتا تھا ماہی بہت افضل ہے، وہ اس جیسے کسی کے لیے نہیں بنائی گئی۔

کتنی عجیب بات تھی کہ درد میں ڈوبی دکھتی ماہی محبت اور فرض دونوں میں کب سے سرخرو تھی اور اسے خود بھی خبر نہ تھی۔

"میں بہت چاہ کے ساتھ تمہاری طلب کر رہا ہوں ماہی، ناجانے کس لیے۔ ناجانے کیوں تم سانس لیتی ہو تو اسکی صدا میرے دل میں دھڑکتی ہے۔ کبھی اچانک میرے دل میں خون کا بہاؤ تیز ہوتا ہے تو گماں کرتا ہوں کہیں تمہاری آنکھ کسی ناہنجار تلخی نے نم نہ کر دی ہو۔ میں تمہاری زندگی کا ہر اداس رنگ اتار دینے کی آرزو میں ہوں، شاید میرا اور تمہارا تعلق اس زمین کا نہیں، اس آسمان کا نہیں اور شاید اس جہاں کا بھی نہیں۔ میں بہت جلد تمہیں اپنی سچائی بتاؤں گا، ڈرتا ہوں تم مجھ سے بے نام شخص کو اس وجہ سے دھتکار نہ دو، میں تمہارا انجان مہربان نجانے کون ہوں؟" سامنے کھلی کھڑکی سے پردوں کو ہٹا کر چاند کو دیکھتا عالم کسی کمزور لمحے میں خود سے ہار رہا تھا۔

کوئی ان کہا سا احساس ہو لے ہو لے اسکے دل کی بے چینی کو تھپک رہا تھا۔

وہ خوش تھا، آسودگی بہت مدت بعد اسکے اندر اتر رہی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

ماہی جسکا نام محبوب لگتا تھا، کل اسکا پاس ہونا مرغوب ہونے کو تھا۔ عالم کے چہرے پر بہت سکون تھا، وہ سکون جسکی وجہ ماہی تھی۔

وہ ماہی جس نے آج ہی اپنے رہے سہے سکون سے رہا سہا دامن چھڑوا لیا تھا۔



Posted on Kitab Nagri

"یہ اچھا کیا جانچے تم آج رک گئی، میری ماہی کو پیاری سی مہندی لگانا۔ دونوں سہلیاں زیادہ دیر بھی مت جاگتی رہنا، سو جانا۔ میں بھی شکر انے کے نفل ادا کر کے سو جاؤں گا، اللہ تم دونوں کے نصیب روشن کرے" وہ جو کسی آواز پر آج نہ چونک رہی تھی نہ ہل رہی تھی، ناجانے کیوں بابا کے جاتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھنے پر بمشکل رونا روک پائی تھی۔

حبا کی شادی پانچ سال پہلے ہی ہو چکی تھی، مگر اسکا شوہر ایک کار حادثے میں زندگی ہار گیا تھا۔ اسکے بعد اس نے امی اور بابا کے بہت کہنے پر بھی شادی کی حامی نہ بھری اور اب وہ زہرہ کے ساتھ ہی اسلامی سنٹر کی ہیڈ تھی اور اپنی زندگی اللہ کے فیصلے کی مصلحت مان کر اچھے سے گزار رہی تھی۔

کوئی اولاد نہ تھی اور شوہر کے ساتھ اسے کچھ دن کا ساتھ ہی نصیب ہو سکا تھا اور وہ اس دکھ پر ٹوٹی نہ تھی بلکہ اللہ نے اسے صبر عطا کر دیا تھا، کیونکہ اس کے لیے اللہ نے بہت بہترین طے کر رکھا تھا۔

کوئی تھا جو مدت کی ریاضت کو اسکے ساتھ چپکے سے باندھے ہوئے اسکی آرزو آج بھی دل کے کسی کونے کھد رے میں چھپائے ہوئے تھا۔

آج کی رات وہ ماہی کو اکیلا چھوڑنے پر ہر گز راضی نہ تھی اور اسکی والدہ زہرہ نے بھی اسے ماہی کے ساتھ رہنے کی تاکید کی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

"ماہی تم گنہگار نہیں ہو، نہ نافرمان ہو۔ تم خود کو یوں تکلیف مت دو۔ میرے بس میں ہو تو تمہاری ہر تکلیف دور کر دوں۔ بس کرو، کتنا مزید آنسو بہاؤ گی" حبا کو لگا وہ پتھر کے کسی بت سے مخاطب ہے، ماہی کے جسم میں اس وقت آگ دہک رہی تھی۔

اسکی آنکھیں وحشت انگیزی لیے ہولناک تھیں۔

"ماہی تماشا تو ہے نا، ایک ایسا تماشا جو میری قسمت نے بیچ بازار لگا کر تالیاں بجائی ہیں۔ کیا تم مجھ پر ایک احسان کر دو گی حبا، تم مجھے موت کا کوئی آسان طریقہ بتا دو۔ دائم کو کیسے بھلاؤں میں، وہ مجھ سے چھین لیا گیا، اور کل بے رحمی سے میرے دل سے نوچ لیا جائے گا۔ حبا تم تو میرے ہر دکھ کی گواہ ہونا، تم تو مجھے جانتی ہونا۔ تم مجھ بزدل اور نافرمان کو کوئی آسان موت سچیٹ کر دو۔ یہ مجھ سے نہیں ہو گا حبا" وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھی، اسکا جسم تپش زدہ تھا۔ خود حبا ہلکان سی اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ہارے ہوئے ماہی کا چہرہ سہلاتی کرب زدہ ہوئی۔ حبا تو اپنے درد اور دکھوں سے پہلے ہی ہلکان تھی اور اب ماہی کا یہ سوزنا قابل برداشت تھا۔

وہ سر جھکائے رو دی، ہر بار رونے پر اسے لگتا کہ شاید اب آنسو ختم ہو جائیں مگر یہ آنسو ختم ہونے کا نام نہ لے رہے تھے۔

"ماہی خدا کے لیے اپنی دشمن مت بنو، تم پر سکون کیوں نہیں ہوتی۔ دائم زندہ ہوتے تو تم تک پہنچ چکے ہوتے، کیوں اپنی باقی زندگی بھی اک آہ بنا رہی ہو میری جان۔ عالم بھائی سے تمہارا رشتہ جائز ہو گا پلیز خود کو اس گلٹ سے نکالو" حبا کادل چاہا دل برداشتہ ہو کر آج ماہی کو جھنجھوڑ ڈالے، مگر ماہی کیا بتاتی کے وہ بنا جرم کے سزاوار ٹھہرا دی گئی ہے۔

Posted on Kitab Nagri

"اور اگر دائم لوٹ آئے، میں کہاں جا کر اپنے آپ کو سرخرو کروں گی۔ فرض اور محبت دونوں میں مجھے سزائے موت سنائی دی جائے گی۔ تم جانتی ہو ایک کے لیے میں بے وفا اور دوسرے کے لیے گناہ گار مجرم بن جاؤں گی۔ ماہی کسی در کی نہیں، ہر طرف سے ٹھکرا دی گئی ہے اور یہ در بدری میرا مقدر ہے "منعام جہانگیر کی آواز میں سوز، کپکپاہٹ اور تکلیف تھی، جہاں خود اسکی ان بے رحم باتوں پر آنسو آنسو تھی۔

"تم مجھے پریشان کر رہی ہو ماہی، میرا دل ڈوب رہا ہے "آنسو کا گولا تھا جو جہاں کے حلق میں پھنسا تھا اور ماہی نے آنکھوں میں جلن بھرے اپنی ہتھیلیاں کھول کر بھرائی آنکھوں سے دیکھیں۔

"تمہارا صرف دل ڈوبا ہے، ماہی ساری غروب ہو گئی ہے۔ وہ زمانہ اچھا تھا جب بیٹیوں کو زندہ مار دیا جاتا تھا۔ ماہی تو مفت میں عبرت بن گئی یار، جس کو میرا سایہ لگے گا وہ بھی غروب ہو گا۔ تم گواہ رہنا روز محشر جہاں کے ماہی آخری سانس تک دائم سے وفانہا رہی تھی "ماہی بے ربط سے سانس لیتی خود پر اوڑھا مہندی کا دوپٹہ بے جان ہو کر اتارتی ایک طرف رکھ چکی تھی، اپنی ٹانگوں کو سیٹھڑے وہ وہیں بیڈ پر سر گر کر آنکھیں بند کر گئی۔

"یا اللہ یہ کیسی تکلیف ہے، اسے سکون دیں۔ آپ جانتے ہیں ماہی اس سے زیادہ نہیں سہہ سکتی، اسکی آبرو سلامت رکھیے گا۔ دائم کبھی واپس نہ آئیں، کبھی نہیں "جہاں نے آنکھوں اور بھیگے دل سے دعا کیے جھک کر ماہی کے بالوں میں ہاتھ پھیرے پیشانی چھوئی جو آگ سی دہک رہی تھی۔

اس وقت ماہی کی دوا کہیں میسر نہ تھی، ناجانے قدرت نے کیا طے کر رکھا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

☆☆☆☆☆☆☆☆

شام گلی کے چبارے پر بیٹھا ہاتھ میں ادھ جلی سگریٹ پھونکتا حسنین کسی غیر مرئی نقطے پر حقارت سے نظریں جمائے ہوئے تھا۔

وہ بھی نادانستہ ہی سہی اس لڑکی کا سوچ رہا تھا جو پہلی بار اسے الجھا گئی تھی، وہ چاہ کر بھی اپنے بے رحم باپ سے نہیں مل پاتا تھا جس نے اسے ناجانے کتنے لاکھ کے عوض اپنے غنڈے موالیوں کے ہاتھ بیچا تھا۔ یہ حقیقت تو ابھی حسنین جانتا ہی نہ تھا۔

www.kitabnagri.com

وہ دو سال حسنین کی زندگی میں موت سے بدتر تھے، آج بھی جب وہ گندی زندگی سوچتا تو اسکے ذہن و دل کی شریانوں میں لہوا بلنے لگتا۔

ایک کے بعد دوسرا سگریٹ سلگائے وہ گلی کے ویران چبارے پر بیٹھا اپنے اندر زہر بھر رہا تھا۔

فون کی چنکارتی ٹون پر حسنین نے لمبی سی سانس کھینچ کر فون دیکھا جہاں کوئی ان نان نمبر تھا۔

Posted on Kitab Nagri

منہ پر اکتاہٹ پھیلائے وہ سگریٹ پھینکتا ہوا کال اٹھا چکا تھا۔

دوسری سمت کچھ مجمعہ سا تھا، لوگ کسی خون میں لت پت آدمی کے گرد جمع تھے۔

"آپ حسنین منصور ہیں کیا، یہاں ایک آدمی ٹرک سے ٹکرا گیا ہے اور اسکے پاس ایک کاغذ پر آپ کا نمبر نام اور خط ملا ہے۔ آپ اس پتے پر فوری پہنچیں" دوسری سمت سے کوئی راہگیر ہاتھ میں پکڑے کاغذ پر نگاہیں جمائے بولا اور حسنین کے سر پر بجلی سی گری۔

یعنی اس بد بخت کے پاس حسنین کا نمبر تھا مگر اسکے درد مندہ صفت کاموں نے اسے کبھی حسنین کا سامنا کرنے کی ہمت نہ دی، یقیناً دھتکار ہی ملنی تھی۔

فوری طور پر وہ اٹھ کر پتے کی جگہ بھاگا، کیا وہ فرعون اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا۔ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے اور دیر سے سہی پر رسی کھینچ لی گئی۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

☆☆☆☆☆☆☆☆

اور پھر وہ شام آگئی جسے ارمانوں کے قتل کی ظالم شام بلا جھجک کہا جاسکتا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

ماہی دلہن کے روپ میں گویا امر تھی مگر اس پتھر کے بت میں موجود ہر احساس دم توڑ گیا تھا۔

آئینے میں وہ اپنے دکھتے حسن کی شادابی پر ماتم میں تھی، جانے ہی اسے دلہن بنایا تھا۔

اسکے ہاتھوں پر لگی مہندی گہرے سرخ رنگ کی طرح اسکے دل کے خون کا رنگ لیے ہوئے تھی۔

سرخ عروسی جوڑے میں ملبوس آسمان سے اتری آپسراہ بے جان تھی، اسکا دل اس وقت بھی دائم کو چینیچینی کر پکار رہا تھا۔

"ماہی آج کے بعد دائم کو مت یاد کرنا میری جان، آج سے تم صرف عالم کی ہو۔ میں دعا کروں گی اللہ تمہاری تکلیف کا سلسلہ ختم کر دیں" اسکے جھومر کو اسکے ماتھے کے ایک طرف ٹکاتی جبا کرب سے بولی اور ماہی کی پتھرائی آنکھیں اپنے عکس پر گڑھی تھیں۔

"میں حقیقت میں صرف تکلیف کا من پسند نوالہ ہوں، اور تم فکر مت کرو میں اپنی تکلیف پر راضی ہوں۔ بس مجھے حقیقی کرب عالم کے قریب آنے کا سوچ کر لاحق ہو رہا ہے، کیسے دے پاؤں گی دائم کی امانت اس انسان کو۔ تم مجھے دیکھ کر یہی سمجھو جبا کے چلتے پھرتے مردے کیسے ہوتے ہیں۔ سچی سنواری منعام اندر سے بنجر اور اجڑی ہوئی ہے، اب تو یہ حال ہے کہ آنسو بھی مجھ بد بخت کا دامن چھوڑ گئے ہیں" اپنے آپ کو حقارت سے آئینے میں دیکھتی ماہی جبا کو بھی دلسوز رنج دے رہی تھی، ماہی کی ستم گری پر جبا اپنی آنکھیں نم کر کے اسے اپنے حصار میں لیے روسی دی اور ماہی سے رویا بھی نہ گیا۔

Posted on Kitab Nagri

"عالم ہی تمہاری منزل تھے، ماہی ہم انسان اللہ کے فیصلوں کی مصلحت نہیں جانتے۔ میرا دل تمہارے لیے ہر لمحہ دعا گو ہے۔ کاش تمہاری تکلیف میں کمی کو کچھ کر پاتی لیکن میں تو خود دنیا کے لیے بد قسمت ہوں" حبا کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی لرزش تھی اور ماہی اس بات پر ایسا دردناک ہنسی کہ وہ مسکان حبا کے دل میں تیر سی پیوست ہوئی۔

"کمی نہیں ہوگی، مجھ بد بخت کو کوئی دعا نہیں لگے گی۔ مجھ جیسوں پر صرف عذاب اترتا ہے۔ ہم جیسے تاعمر اپنی کی غلطیوں کا خمیازہ بھگتتے ہیں" ماہی بہت کڑوی ہو گئی تھی، وقت اور حالات نے اسے اپنے لیے نیم کر ڈالا تھا۔ بولتے بولتے اسکی بڑی بڑی آنکھوں میں خالی پن اور بے مرادی سمٹ آئی تھی۔ وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں بول رہی تھی اور وقت کی بے رحمی اسے دم سادھے سن رہی تھی۔

آہٹ پر وہ دونوں متوجہ ہوئیں، جہانگیر اپنی آنکھوں کو آسودہ انداز سے ماہی پر سایہ فلگن کرتے اس تک پہنچے اور وہ اپنے فرش بوس لباس کے سنگ اٹھ کر مقابل آئی۔

آج ماہی کا دل چاہا بابا سے بھی خفا ہو جائے، وہ ماہی کے کرب سے کیوں انجان تھے۔

جہانگیر نے بھی نم سی آنکھوں کے سنگ کچھ نہ کہا بس اپنی ماہی کو اپنے سینے کی حدت میں سموئے شفقت سوئپ گئے۔

وہ اس آخری ٹھنڈے لمس پر بھی سلگ اٹھی۔

Posted on Kitab Nagri

دوسری سمت نکاح خواں اور تمام لوگ آچکے تھے مگر نکاح سے کچھ دیر پہلے مقصود خان نے قاری صاحب کو کچھ کہنے کے لیے ایک طرف آنے کا کہا۔

ناجانے آغا جان اور نکاح خواں کے بیچ کیا بات ہوئی مگر لگ رہا تھا کوئی اہم معاملہ ہے۔

دونوں کے چہروں پر پریشانی تھی مگر پھر کچھ دو منٹ بات ہونے کے بعد وہ دونوں مطمئن انداز سے واپس آ گئے۔

عالم اپنے حسین اور وجیہہ سراپے کے سنگ ماہی کو لینے آیا تھا، نظریں تھیں کہ ٹھہر نہ پار ہی تھیں۔

"کیا آپ کو عالم معراج خان حق مہر سکہ رائج الوقت اپنے نکاح میں قبول ہیں" قاری صاحب کی آواز ماہی کی سماعت پر پتھر برسا گئی، اسے لگا وہ پتھر کی بنا دی گئی ہے۔

حبانے ہی موقع دیکھتے ہی ماہی کا پتھر وجود ہلایا جس پر مردہ سے انداز میں سر کو بے دلی سے جنبش دی گئی۔

پہلی بار پوچھنے پر ماہی کو محسوس ہوا وہ دائم اور اپنی محبت کی قاتل بن گئی ہے۔

www.kitabnagri.com

دوسری جنبش پر لگا حرکت قلب ماند ہوئی اور رکنے لگی ہے۔

تیسری بار سر ہلانے پر اسے لگا اس کا دماغ معاف اور اعصاب شل ہوئے ہیں۔

اسکے بعد ماہی کو کچھ خبر نہ رہی کے اسکے ارد گرد کتنے رنگ جگمگائے، کتنے قہقہے پھوٹے۔

اسے تو بس قسمت کا تمسخر اڑاتا انداز دیکھائی دیا، چمکدار سی سرمئی آنکھوں کے گوشے سرخی میں نہا گئے۔

Posted on Kitab Nagri

اسکا دل وقت کے ستم نے مٹھی میں لے کر پیس ڈالا تھا، عالم کے ساتھ جب اسے بٹھایا گیا تو اسکا دل جھلس سا گیا، اسکا حدت زدہ وجود یوں لگا شعایں خارج کر رہا تھا۔

ماہی نے گردن موڑ کر خالی پن سے سراٹھایا تو وہ آنکھیں ماہی کی وہشت پر ناجانے کیوں شبنم گرا گئیں، ان آنکھوں میں کچھ تو ایسا تھا جس نے ماہی کے کرب کو تھپکی دی تھی۔

ساری بے چینی اور ساری بے قراری ایک پل میں محو سی ہوئی، وہ اپنی بڑی بڑی پلکیں اٹھائے پھر سے اس احساس کو چکھنے کی سعی میں عالم کو دیکھنے لگی۔

"نکاح مبارک ہو منعم" عالم نے ملائم پن سے ماہی کی سمت دیکھ کر سرگوشی کی، ماہی تو ان آنکھوں کے بعد کسی قابل نہ رہی، وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوئی۔

یہ آنکھیں تو اسکی طرح کسی درویش کی تھیں، ذہن میں چھنا کہ سا پھوٹا اور وہ شور و غل میں الجھ کر رہ گئی۔ ذہن میں ان آنکھوں کا قدیم عکس نمودار ہوا، یہ آنکھیں دائم کی آنکھوں جیسی تھیں یہ بات سوچ کر ماہی کے پورے وجود میں کپکپی اتری۔

www.kitabnagri.com

اسے لگا وہ یہیں پہلے لمحے ہی منافق ٹھہری، ابھی تو اسے صرف آنکھیں ایک سی لگیں اور وہ نڈھال ہو کر رہ گئی۔ رخصتی ہوئی اور ماہی اس دیار شفقت سے نکال دی گئی، عیشہ تو پھولے نہ سمار ہی تھی۔

حبا اپنی بد قسمتی کا ہر سایہ ہٹائے دعا گو تھی کہ اسکی ماہی پر اب کوئی ستم نہ ٹوٹے۔

Posted on Kitab Nagri

آغا جان کے چہرے پر خوشی تھی اور انہوں نے جہانگیر کو ماہی کی مکمل خوشی اور حفاظت کا یقین دلایا تھا مگر ماہی کو ہر شے تھس نہس لگی۔

اپنے گھر سے عالم معراج کی حویلی کا سفر ماہی کا کرب زدہ رہا، وہ تھکی ہوئی نڈھال تھی اور عالم اسکے بے جان ہاتھ کو چھو کر ماہی کا دل روک گیا۔

یہ لمس، یہ احساس ماہی کی ہستی ہلا گیا۔ پہلے آنکھیں اور اب یہ چھونے کا قدیم لذت آمیز زائقہ، ماہی کو لگا وہ پاگل ہو جائے گی۔

پورے وجود میں عجیب سی سنسنی دوڑ گئی۔

"گھبراہٹیں مت ماہی، میں ہوں آپکے ساتھ" اسکا ہاتھ ہنوز اپنے ہاتھ میں مقید کیے وہ اسے تسلی دے رہا تھا اور ماہی کا دل چاہا کہ وہ چلتی گاڑی سے کود کر یہیں جان دے دے۔

گھر پہنچ کر اسکا والہانہ استقبال تک ماہی کے دل میں سکون کی رتی برابر لہر نہ سمو پایا، ماہی کے سنجیدہ اور سپاٹ تاثرات پر پھر عیشہ نے بھی جلد ہی بھیا اور بھا بھی دونوں کو جانے کی اس شرط پر اجازت دے دی کہ وہ آج کا بھی کل ہی تنگ کرے گی۔

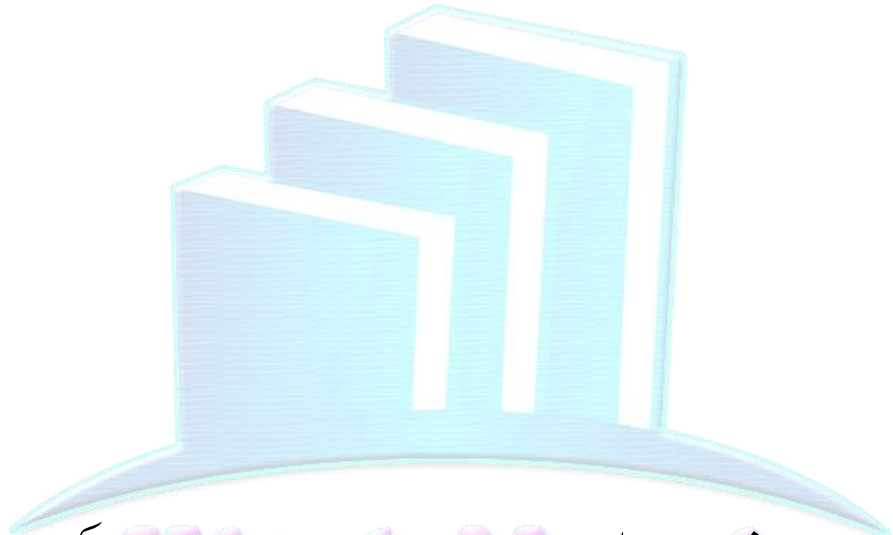
ماہی کی سمت عالم نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اسے پکڑنا پڑا، وہ دونوں کمرے کی سمت روانہ ہوئے اور دوسری سمت عیشہ بھی آغا جان سے گلے لگی انکو بھی خوشی سے مسکان دے گئی۔

مقصود خان کے چہرے پر یک لخت پریشانی سی اٹھ رہی تھی، ناجانے کیا بات تھی کہ وہ آج کچھ الجھے سے تھے۔

Posted on Kitab Nagri

اس عزیز قبر کا احوال اور آج نکاح خواں سے ہوتی بات انکے دماغ میں گردش کر رہی تھی۔
عیشہ کو سونے کا کہہ کر وہ بھی اپنے کمرے کی سمت بڑھ گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆



کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتا عالم اپنے ہاتھ میں ماہی کا مقید ہاتھ لیے اندر مکمل آچکا تھا اور جہاں
کمرے کی دلفریب خوبصورتی نے عالم کے چہرے پر دلنشین مسکان لائی وہیں ماہی کو یہ کمرہ اپنی قبر سا لگا جس میں
اب وہ چپ چاپ دھنس دی گئی تھی۔

اسکی سسکیاں اور آہیں اسی مقبرے کے بیچ دینی تھیں، عالم کی مسکراتی نظر ماہی کے کمرے کو کھوئے انداز میں
دیکھنے کی سمت ہی تھا۔

Posted on Kitab Nagri

اپنی شیروانی اتار کر آہستگی سے صوفے پر رکھتا وہ کچھ بہتر فیل کیے ماہی کے ساتھ کھڑا ہوا جو عالم کے ساتھ کھڑے ہونے پر تیز تیز سانس لیے کچھ گھبرا ئی۔

"آپ کے شایان شان یہ سجاوٹ یقیناً کم ہے ماہی، لیکن سچ پوچھیں تو یہ کمرہ آج آپ کے یہاں آنے پر ہی آباد ہوا ہے" عالم اپنے جذبات کی سچائی کے سنگ عین روبرو ہوا اور ماہی ہونٹ بھیچے ہوئے سر جھکائے کھڑی عالم کے ہوش کو ڈگمگا رہی تھی۔

"آپ اتنی خاموش سی اور اداس کیوں ہیں، یہاں دیکھیے" عالم کا اسے شانوں سے تھام کر روبرو کرنا ماہی کو درد دے گیا تھا، ناجانے کیوں وہ اس انسان کے سائے تک سے دور جانا چاہتی تھی۔

جسکی آنکھیں ماہی کو مائل کرنے والی تھیں مگر چہرہ اور وجود اسے خود سے دور دھکیل دیتا۔

"ن۔۔۔ نہیں وہ بس تھک سی گئی ہوں" ماہی کو یقین تھا وہ بول لے گی مگر آواز کپکپا اٹھی، عالم نے ماہی کے چہرے پر واقعی تھکن بھانپ لی تھی۔

"بہت انتظار کیا تھا اس پل کا، آپکی تھکن کے ساتھ اپنی بے چینی کا توڑ بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ خوش تو ہیں منعام" اپنی گالوں پر عالم کے ہاتھوں کا حدت زدہ دباؤ اور اس شخص کا قریب آنا ماہی کو رنج سے دوچار کر گیا مگر وہ اب اپنی اذیت کے معاملے میں خود کے لیے ایسی ہی بے رحم تھی۔

عالم کا جذباتیت سے پوچھا سوال ماہی کو بے جان کر گیا تبھی وہ کچھ نہ بولی اور فقط سر ہلا گئی۔

Posted on Kitab Nagri

"کتنی خوش ہیں؟" سوال تھا یاد دناک فیصلہ، ماہی اندازہ نہ کر پائی کے اسکا جواب دیتے ہوئے پہلے اسکا دماغ پھٹے گا یاد دل۔

اپنی سرخ گوشوں والی آنکھیں اٹھا کر عالم کو دیکھتی ماہی پھر سے کرب میں جا گزیریں ہوئی۔

وہ آنکھیں اف ایک بار تو ماہی کی جان نکل جاتی، وہ اسکے قریب تر ہو رہا تھا اور ماہی پوری طرح کانپ رہی تھی۔

"یہ۔۔۔ یہ جو زبرد لانا چاہتی ہوں، میں اسے مزید ہنڈل نہیں کر پار ہی" ماہی کا وجود دہکا ہوا تھا یہ عالم نے بھی محسوس کیا اور اب جس طرح ماہی بے چین سی لگی عالم کو بھی فکر ہوئی۔

"ہاں آپ بدل لیں اسے، یہاں روم ہے۔ اندر آپکے ڈرئسز ہینگ ہیں۔ پر یہ بتائیں کیا آپ کو فیور ہے" عالم کی سمت سے اجازت ملنا آسانی مگر اسکا جاتے جاتے ماہی کی کلائی نرمی سے پکڑ کر گردن کو ہاتھ لگانا ماہی سے برداشت نہ ہو پایا۔

ماہی نے جبر اسر ہلایا جس پر عالم اب حقیقی فکر میں ڈوب چکا تھا، ماہی فوراً سے اندر گئی اور دروازہ بند کیے کانپتی ٹانگوں کے ساتھ واش بیسن تک آئی اور بہت مشکل سے بے ربط سانس لینے لگی۔

اپنے گلے میں ڈالی ہر جیولری اس نے سانس رکنے کے باعث نوچنا شروع کی اور اس بے رحمی میں اسکی گردن تک پر ہار سے کٹ لگا اور خون نکل آیا۔

ماہی کے جسم پر ظاہری درد اب اسے محسوس نہ ہوتا تھا تبھی وہ اب اپنے ہاتھوں سے نوچ نوچ کر چوڑیاں اتارتی کوئی بدحواس پاگل لگی۔

Posted on Kitab Nagri

کئی آنسو ماہی کی درد دیتی سرخ آنکھوں سے بہہ رہے تھے، وہ بے آواز رو رہی تھی۔

کچھ دیر کرب میں کمی کے بعد وہ چینج کرنے اندر داخل ہوئی اور پانچ منٹ تک ہلکے پیلے اور سفید کرتے ٹراوز میں باہر آئی، چہرے پر سوگواری تھی۔

ہونٹ، گالیں اور ناک بھی سرخی اوڑھ گئے تھے اور آنکھیں تو اخیر دلخراش تھیں۔

منہ پر چند پانی کے چھینٹے مارے مگر سرخی مزید بڑھ گئی، یہ پانی کی ٹھنڈک بھی ماہی کے اندر باہر لگی آگ نہ بجھا پائی۔

اپنے چہرے پر بے دردی سے ہاتھ رگڑ کر سارے آنسو پینے کے بعد وہ باہر آئی جہاں عالم بھی چینج کیے مکمل بلیک میں واش روم کے باہر ہی کھڑا منتظر تھا۔

ماہی کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر وہ چونک چکا تھا، بیقراری سے وہ ماہی تک پہنچا اور ماہی تھکن سے چور سی لگی۔

"آپ کی طبیعت زیادہ خراب لگ رہی ہے ماہی، چلیں آپ کو ہوسپٹل لے جاتا ہوں۔ آپ تو بہت دہک رہی ہیں، کیا ہو گیا ہے اتنا سارا بخار ایک دم" کیا بتاتی کے کرب ضبط کرنے کا نتیجہ تھا کہ اندر کی آگ باہر آگئی تھی، عالم کی پریشانی دیکھ کر ماہی کو بھی پشیمانی نے گھیرا۔

"نہیں ہوسپٹل کی ضرورت نہیں ہے، موسمی اثر ہے ٹھیک ہوں۔ آرام کروں گی تو بہتر ہو جاؤں گی" ماہی چاہتی تھی اسے اس شخص کی نظروں سے چھٹکارہ ملے مگر وہ اسے بہت ملائم پن اور پریشانی سے پکڑ کر گلے لگا گیا اور وہ جو ایسا سب بالکل امید نہیں کر رہی تھی، پتھر ہوئی۔

Posted on Kitab Nagri

یہ احساس، یہ باہوں کی پناہ بہت پر سکون کیوں تھی۔ ماہی کا سر اس قیامت خیزی پر پھٹنے لگا۔ وہ اسے بیقراری سے خود میں سموئے ہوئے تھا اور وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتی تھی۔

"پلیز ماہی ضد مت کریں، آپ پر آنچ بھی نہیں سہہ سکتا ہوں" ماہی تو جواب دینے کی پوزیشن میں نہ تھی، عالم اسے خود میں بیقراری سے جذب کر لینا چاہتا تھا۔ یہ گرفت کیسی طلسمی تھی کہ ماہی کا رنگ سفید پڑھ گیا، اسکی رگوں سے مانو خون خشک تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے آئیں اور یہاں بیٹھ جائیں۔ میں آپکو میڈیسن دیتا ہوں۔ صبح تک اگر فیور کم نہ ہو تو آپکو جانا ہو گا میں پھر انکار نہیں سنوں گا۔ چلیں بیٹھیں" عالم بہت فکر سے اسکا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بیٹھائے ساتھ اسے ٹانگیں اوپر کروا کے نیم دراز کروائے سائیڈ ٹیبل سے فیور کی میڈیسن نکال کر دوبارہ ماہی تک آیا اور ٹیبلٹ دینے کے بعد پانی کا گلاس دیا۔

ماہی نے چپ چاپ میڈیسن لے کر پانی پیا اور گلاس واپس بڑھایا۔ عالم اس سے گلاس لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے مڑ کر واپس آیا اور ماہی کے پاس ہی آکر بیٹھا، ماہی اسکے اتنے پاس بیٹھنے پر بوکھلا سی گئی۔

"کہیں درد تو نہیں؟" عالم نے پریشانی کے سنگ پوچھا اور ماہی کا دل اس سوال پر تڑپ اٹھا۔ درد تو جا بجا تھا، وہ تو درد میں پور پور دبی تھی۔

"نہیں" ماہی اپنی آنکھوں کی نمی چھپاتی نفی میں سر ہکائے سر جھکا گئی، اپنے ہاتھوں کو مسلسل رگڑے وہ مسل رہی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

اس سے پہلے کے عالم اسکے ہاتھ پکڑتا، نظر ماہی کی گردن پر گئی جہاں خون کی لائن دیکھ کر وہ مزید پریشانی سے اس عجیب بے حس لڑکی کو گھورا جو گردن کے اتنے زخم پر بھی نارمل تھی۔

خود ماہی اس اچانک افتاد پر کانپ اٹھی۔

"ماہی واٹ از دس، یہ یہ زخم۔ اومائی گارڈ آپ نے کیا کیا ہے اتنا بڑا کٹ۔ بہت لا پرواہ ہیں کیسے اتاری ہے جیولری آخر "ماہی کی تکلیف پر وہ خود بوکھلا کر اٹھا اور اسے جھاڑتا ہوا فسٹ ایڈ باکس اٹھالایا، ماہی نے حیرت سے گردن کو چھوا تو اسکی دونوں انگلیوں پر خون لگ گیا۔

واقعی وہ بے حس تھی، دل کے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔

عالم نے پہلے بہت احتیاط کے ساتھ کاٹن کے ساتھ بلڈ صاف کیا اور پھر ہنوز نرمی برقرار رکھتے بیڈ تچ لگایا۔ ماہی کی تھکن بڑھاتا یہ شخص اسکی مسیجائی کرتا پھر سے اسکے پاس آکر بیٹھا اور اب کی بار وہ رخ ماہی کی سمت پھیرے بہت خفا ہو کر دیکھ رہا تھا۔

"پہلے کا تو علم نہئیں پر اب آپ میری ہیں ماہی، خود کو انجانے میں بھی تکلیف مت ہونے دیجئے گا" ماہی کے ہاتھ کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں پیوست کیے وہ اسکے ہاتھ کی پشت پر لب رکھے ماہی کو عاجزانہ تاکید کر رہا تھا اور اسکے پاس ہاں کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"کیا میں کچھ کر سکتا ہوں، آپ کو ایسے بجھا ہوا نہیں دیکھ پارہا۔ آپ سونا چاہتی ہیں تو سو جائیں، میں آپ کے پاس ہی ہوں" مسلسل گھبرائی سی ماہی کو دیکھتا عالم آخر خود ہی بات بنائے بولا اور ماہی تھکی سی ہاں کہے یہ بتا گئی تھی کہ وہ سونا چاہتی ہے۔

"سونا چاہتی ہوں" ماہی نے تھکی سی آواز میں کہا اور عالم نے اسے سر ہلائے لیٹ جانے کا اشارہ کیے اسکا تکیہ بھی نیچے کیا جس پر ماہی لیٹ کر سر رکھتے ہی آنکھیں موند گئی مگر اپنی پیشانی پر عالم کے ہونٹوں کی حدت محسوس کیے وہ آنکھیں کھول کر ہونق زدہ ہوئی، عالم محبت سے بھری نگاہوں سے اس پر بے حد مہربان تھا۔

"سو جائیں، شب بخیر" عالم نے مسکرا کر کہا اور خود بھی اسکے ساتھ ہی لیٹ گیا، ماہی کا دل بری طرح کانپ رہا تھا۔ نیند تو اسکی زندگی سے خارج تھی مگر اس وقت اسے لگا اسکی ہر رہی سہی آسانی بھی خارج ہو چکی ہے، عالم اسکی سانسوں کی سمت قریب ہو رہا تھا اور وہ قریب نہ ہونے کی دعا کر کے سخت ذہنی دباؤ میں مبتلا تھی۔

"ع۔۔۔۔۔ عالم" ان ہونٹوں پر عالم کو پیار آیا جن سے اسکا نام ادا ہوا، بھلے یہ اسکا اپنا نام نہ سہی مگر اس وقت عالم نام ہی اسے بے نام ہونے کی اذیت سے بچائے ہوئے تھا۔

یہ شناخت بھی پرانی سہی مگر اسے وقتی پہچان دینے کا موجب تھی، کیونکہ وہ ایک ایسا انسان تھا جس سے اسکی پہچان کے ساتھ ساتھ اسکا حافظہ بھی لے لیا گیا تھا۔

آزمائش کی حد بہت زیادہ تھی، مگر تخیل میں اسکے ذہن میں ماہی بستی تھی، کیوں؟ آخر کیوں وہ سب فراموش کیے بھی اس بے جان لڑکی کو اپنی رگ جان تصور کر رہا تھا؟ کیا رشتہ تھا اسکا ماہی سے؟

Posted on Kitab Nagri

خود پر جھکتے عالم کی بے خودی میں بری طرح حائل ہوتی ماہی اسکی بے باک پیش رفت ستم ظریفی اور جبر زدہ ہوئے روک گئی۔ عالم خفا ہونے کے بجائے مسکرا کر اسکی گال پر انگلی پھیرے دلفریب ہوا۔

اسکی گرم سانسیں ماہی کو جلانے کے بجائے مائل کر رہی تھیں اور وہ اس لمس کو جائز محسوس کرتی خود کو منافق اور برا محسوس کر رہی تھی، یک لخت یہ سب اسکی ہمت سے بہت زیادہ تھا۔

"مطلب بالکل بھی قریب آنے نہیں دیں گی آج، چلیں جیسا آپ چاہیں۔ ویسے بھی طبیعت ان فٹ ہو تو ایسا سب کرنے کا دل نہیں چاہتا۔ آپ ریلکس ہو کر سو جائیں میں آج قریب نہیں آؤں گا" عالم کی مدھم سی مگر اس دل دہلائی 'آج' سے جڑی بات پر ماہی نے بمشکل اپنے آنسو روکے۔

ابھی وہ اسے نہ روکتی تو شاید وہ جو کرنے والا تھا اسکے بعد ماہی کی تکلیف ظاہر ہونا طے تھا، اپنی نم آنکھیں چرائے وہ کروٹ بدل گئی تھی۔

عالم نے بھی اپنے کہے پر ایمانداری سے عمل کیا اور اپنے اور مائی پر بلیںکٹ اوڑھنے کے بعد لیمپ بجھا دیا۔

ماہی کی آنکھیں سلین زدہ نمی سے بھر گئی تھیں۔ آج تو وہ بچ گئی تھی مگر اسکی ہستی تباہ ہونا طے تھا جس سے وہ زیادہ بھاگ نہیں سکتی تھی۔



Posted on Kitab Nagri

وہ مر گیا تھا، کئی سالوں سے اپنی موت مانگنے والا ٹرک کے نیچے آکر کچلا گیا تھا۔

محلے والوں نے مل کر اسکا کفن دفن کروایا اور حسنین زندہ لاش بنے لوگوں کے جانے کے بعد اپنے ہاتھ میں تھمائے جاتے خط کے ساتھ اس قبر پر گھٹنوں کے بل گر پڑا۔

بلال تک کو اس نے خبر نہ کی کہ وہ کہاں ہے اور کس کی قبر پر کھڑا ماتم میں ہے۔

اسکی آنکھیں درد و کرب سے سرخ شعلہ تھیں۔

قبرستان کی وہشت حسنین کو کچھ نہ کہہ رہی تھیں۔

اپنے کانپتے ہاتھوں سے وہ ایک دلخراش نگاہ قبر پر ڈالنے کے بعد وہ خط پڑھنے کی ہمت کر بیٹھا۔

"میں موت کا طالب ہوں اور موت مجھ پر ہنستی ہے، ایک بیٹے کو خود مروادیا اور دوسرے کی زندگی موت سے بدتر کی۔ تم نے سہی کیا حسنین میرے منہ پر تھوکتے تب بھی حق تھا۔ میں نے دائم کے ساتھ بہت برا کیا، اس کو اذیتیں دیں۔ اسکی کمزوریوں پر اسے تکلیف دی۔ تمہیں مہرہ بنایا، میں فرعون تھا اور دیکھنا ایک دن بے موت مارا بھی جاؤں گا۔ کبھی دائم واپس آگیا تو اسے کہنا مجھے معاف کرنے کا سوچے، میں نے اپنے ہاتھ سے اپنی جنت تباہ کی۔ موت نے بارہا مجھ پر قہقہے لگائے۔ ماہی سے بھی معافی دلوانا، میں نے ان دو کی زندگی تباہ کی۔ حسنین میں تمہیں دیکھنے کو ترس رہا ہوں اور تمہارے رابطے کا میسر ہونا بھی کارآمد نہیں۔ میرے ہاتھ تمہارا نمبر ملاتے ہوئے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں، مجھے تڑپاتے ہو ٹھیک کرتے ہو۔ لیکن اگر میں بے موت مارا جاؤں تو قبر پر کبھی

Posted on Kitab Nagri

کبھار آجانا، جانتا ہوں مجھ سے قبر کے مستحق نہیں ہوتے پر تم میری قبر بنا دینا۔ اس پر بڑے بڑے حروف سے فرعون لکھوانا، تاکہ لوگ عبرت لیں۔ میری زندگی موت سے بڑھ کر ہے۔ میں یہ خط لکھ کر پاس رکھ رہا ہوں اور اپنی موت مانگنے کی آخری التجاء کرنے لگا ہوں۔ کاش یہ خط کسی طور تم تک پہنچ جائے۔ ہو سکے تو مجھ بے رحم باپ کو معاف کر دینا۔ ان غنڈوں موالیوں کے پاس تمہیں بیچنے والا بھی تمہارا یہ بے رحم باپ تھا، دائم کی کار کا حادثہ بھی میں نے کروایا "حسنین کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا، بھلے وہ درندہ تھا مگر سر پر باپ کا سایہ بڑا حوصلہ تھا۔ آج بالکل یتیم ہو گیا تھا وہ، درد کی انتہا میں ڈوبا حسنین پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا۔

اپنی سراپا عبرت زندگی پر، اپنے سگے باپ کے انجام پر اور اپنے انمول بھائی کے کھوجانے پر۔

وہ مرد ہو کر بھی دلخراش رو رہا تھا، بالکل دو سال کے بچے کی طرح جس سے اس کا سب چھین لیا گیا ہو۔

"مر جاو سب، تم لوگوں کو میری کیا پرواہ۔ حسنین چاہے مرے یا جیے۔ سب جھوٹے اور فریبی ہو۔ سب برے ہو، خدا تم جیسا باپ کسی دشمن کو بھی نہ دے شیخ ہارون منصور۔ اور خدا کسی کو حسنین منصور نہ بنائے" لہجے میں آنسوؤں کی آمیزش لیے وہ متورم آنکھوں کے سنگ وہ خط وہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے حقارت سے قبر پر پھیلا گیا۔

حلق کے بل چلانے پر اسکی آواز فلک بوس کی دیواروں سے ٹکرائی، وہ بالکل ٹھیک نہ تھا۔

قبرستان سے نکل کر وہ بے خیالی میں چل رہا تھا، اسکی گردن جھکی تھی اور چال میں سخت درد پنہاں تھا۔

Posted on Kitab Nagri



ماہی جو دوا کے باعث رات نیند میں اتر گئی تھی، صبح تک پر سکون سوئی رہی۔

عالم اس سے بہت پہلے جاگ کر اسے بھینی سی مسکان سجائے محویت کے سنگ دیکھ رہا تھا، یہ لڑکی اسکے دل کو بہت راس لگی تھی۔

وہ ماہی کے ہر نقش پر کئی کئی لمحے ٹھہر کر اپنے تخیل سے الجھ رہا تھا، یوں لگ رہا تھا یہ چہرہ اسکے ذہن و دل کے گنبد میں بازگشت کی مانند گردش کر رہا ہے۔

www.kitabnagri.com

اسکا ماہی سے جو تعلق تھا وہ اسکی یادداشت میں بہت دھندلا سہی پر اسکا لاشعور اسے یہ واقع بتا رہا تھا کہ یہ غیر نہیں اپنی سی ہے۔

اس وقت وہ سوئی ہوئی ہو کر عالم کو اپنی سمت مائل کر رہی تھی، وہ اسکی پیشانی پر جھک کر لب رکھتا اسکی گال پر بوسہ دے رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

ایک بازو اس نے ماہی کے سر کے نیچے دھری تھی اور دوسرے ہاتھ سے وہ اسکے ریشمی بال کان کے پیچھے کیے گال پر انگلیوں کی پشت سہلا رہا تھا۔

"سمندر نے اپنے سینے میں دھرایہ سیپ کاموتی مجھے سونپا ہے، میں جوہری ہوں تمہیں تراش لوں گا ماہی۔ سمندر اپنے ساحل پر ریت کی جگہ موتیوں کو نہیں دے سکتا کیونکہ وہ دیر تک پڑے نہیں رہ سکتے۔ میرے پاس آتے ہی بہت پیاری ہو گئی ہو تم ماہی، مجھ لا علاج مریض کا تم واحد علاج ہو" مدھر سے جذبات میں ڈوبا عالم بکھری اور خمار آلود آنکھوں سے ماہی کا حسن نزدیکی سے اور تفصیل سے دیکھ رہا تھا۔

"ابھی بھی فیور ہے، تمہارے وجود سے ہر تپش ہٹا دوں گا۔ یہ عالم تمہاری اب کسی اداسی اور تکلیف پر راضی نہیں" نازک سی وہ آنکھیں عالم کو عزیز تھیں جو اسے الجھا چکی تھیں تبھی وہ اب اسکی بند آنکھوں پر باری باری لب رکھے اپنے اندر اترتے سکون سے پہلی بار متعارف ہوا۔

وہ پلکیں لرزیں تو عالم نے اسکی گال سے ہتھیلی جوڑی، نیند سے بیدار ہوتے ہی خود پر قابض عالم کو دیکھنا ماہی کے ہوش اڑا گیا۔

www.kitabnagri.com

اس سے پہلے کے وہ تڑپ کر اسکی گرفت سے نکلتی، عالم اسے کچھ اوپر اٹھائے جذباتیت کے سنگ سینے سے لگا گیا اور شدت ایسی تھی کہ وہ بھی لہراتی شاخ کی مانند عالم کی مضبوط گرفت میں چنوا دی گئی۔

Posted on Kitab Nagri

"رات گزر چکی ہے ماہی، آپ سے دور رہنے کا وعدہ رات تک تھا" اپنی سماعت میں عالم کی سرگوشی ماہی کے وجود میں کرنٹ دوڑا گئی اور وہ اسکے وجود کو کانپتا پا کر اسے رہائی دے کر اب اپنی ساری توجہ جھک کر ماہی کے سرخ ہوتے چہرے پر ٹکا چکا تھا جو دم سادھے ہوئے ہر اسماں تھی۔

یہ شخص کیوں اتنا اپنا تھا، حالانکہ اسکا ہر لمس ماہی کو کسیلا لگنا چاہیے تھا۔ مگر وہ اسے سکون اور بے سکونی کے بیچ لا کھڑا کرتا جنہجھلا گیا۔ وہ آنکھیں اسے ہر ارہی تھیں، رات کی بہ نسبت اس وقت وہ آنکھیں زیادہ دل تک گڑھ رہی تھیں۔

اس سے پہلے کہ وہ عالم کی سمت سے حد ٹوڑتی جبرزدہ قربت سہہ کر ہلکان ہوتی، ایک بار پھر عالم کے جذبات کی سطروں کو لکھنے سے پہلے کتر کر آنکھیں چراتی اس لکھاری چہرے سے قلم چھین گئی۔

"مجھے ب۔۔۔ بھوک لگ رہی ہے" ماہی کو جب کوئی راہ فرار نہ سمجھ آئی تو وہ یہی بول پائی، اسکے چہرے کی سلوٹیں گھبراہٹ اور خوف کا استعارہ تھیں۔

عالم نے اسکے ہر رنگ کو تسلی سے جانچا اور اس پر سے بنا کوئی حد توڑے واپس اٹھا اور ماہی نے بھی سانس لیے دھڑکن بحال کی اور بوکھلائی سی اٹھ کر بیٹھی۔

"آپ کی طبیعت بہتر نہیں، ناشتہ یہیں آجائے گا۔ جائیں فریش ہوں میں کہتا ہوں ناشتے کے لیے" عالم ناصر ف بیڈ سے اٹھا بلکہ فوری سنجیدگی مگر نرمی سے کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

ماہی نے گھبراہٹ سے نم ہوتے ماتھے اور چہرے کو خشک کیا۔

Posted on Kitab Nagri

ماہی کی طبیعت کا سن کر عیشہ اور آغا جان بھی فکر مندی سے عالم کے ساتھ ہی آئے جس پر بابا نے ماہی کا ٹمپرچر بھی چیک کیا اور رات عالم کی میڈیسن دینے سے وہ اب بہتر تھی مگر پھر بھی پورا دن اسے آرام کروایا گیا۔

شام ولیمہ ضروری تھا لہذا عالم کے لاکھ کہنے کے باوجود وہ تیار تھی کہ مزید آرام نہیں کرنا۔

ولیمہ کے بعد وہ دونوں ہی جہانگیر صاحب کے ساتھ انکی طرف گئے تھے اور بقول آغا جان آج وہ دونوں وہیں رکیں۔

دوسرا خود عالم بھی یہی سچیسکٹ کر رہا تھا کہ شاید ماہی بابا سے گھبرا گئی ہے تبھی وہ دونوں ہی رات رکنے والے تھے۔



عالم اور ماہی جہانگیر کی طرف گئے تو عیشہ بھی شام کو کیفے نکل گئی۔

نجانے کیوں اسکا دھیان حسنین ہی کی طرف لگ گیا تھا، شاید وہ اسے متاثر کر گیا تھا۔

اسکی ذات کی پراسراری کھلنے کا تجسس اس پیاری سی عیشہ کو یک لخت لاحق ہوا۔

Posted on Kitab Nagri

کیفے جا کر عیشہ نے آج پیسٹری کو آرڈر کیا اور وہ اس دوران مسلسل اپنی نگاہیں حسنین کو تلاشنے میں لگائے ہوئے تھیں۔

کافی دیر تک وہ اسے کہیں نہ دیکھائی دیا، اپنی پیسٹری کھانے کے بعد وہ کاؤنٹر کی سمت بڑھی اور وہاں کھڑے بلال کو مخاطب کیا جو کسٹمر کی سمت پوری توجہ مبذول کر چکا تھا۔

"اسلام و علیکم بھائی، کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں آپکے وہ مسٹر حسنین نام کے ویٹر کہاں ہیں" آج تک کسی نے حسنین کے لیے ایسا سوال نہ کیا تھا خاص کر لڑکی تبھی بلال خاصا حیرت زدہ ہوا۔

وہ لڑکی اسے خاصی فکر مند لگ رہی تھی مگر کل سے اس نے خود بھی حسنین کو نہیں دیکھا تھا لہذا یہی سوچ رہا تھا کہ کیا جواب دوں۔

"وہ آج نہیں آئے، کیا آپ کمپلین والوں میں سے ہیں۔ میں نے اسے سمجھا دیا تھا آگے سے وہ شکایت کا موقع نہیں دے گا" بلال جو عیشہ کو اسکی کمپلین کرنے والی کسٹمر سمجھ رہا تھا کافی معذرت زدہ انداز سے یقین دلاتے بولا مگر عیشہ کی باری اب حیرت زدہ ہونے کی تھی۔

"نہیں وہ، اچھا تھینک یو بھائی" پہلے تو عیشہ انکار کرنے کو فوراً سے بیشتر بولی مگر پھر آکورد فیل کیے شکریہ ادا کرتی پلٹ گئی۔

بلال کو خود اب حسنین کی فکر تھی کیونکہ وہ رات گھر بھی نہیں آیا تھا۔

عیشہ اداس سی کیفے سے باہر آئی اور گاڑی میں جا بیٹھی۔

Posted on Kitab Nagri

ناجانے کیوں اسے اس کھڑوس انسان کے لیے بے چینی سی ہو رہی تھی۔

ڈارک نیوی بلوٹاپ اور وائیٹ جینز کے سنگ کھلے بال لہرائے وہ ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھتی گاڑی سٹارٹ کر گئی۔

رہ رہ کر اسکے دماغ میں حسنین تھا، عیشہ کے نازک سے دل میں اس الجھے سے لڑکے کے لیے یک لخت پھوٹا احساس بہت ہی خاص تھا۔

وہ اپنے انہی خیالوں میں تھی جب کسی دھاڑ پر عیشہ کی چلتی کائنات رک گئی، کوئی اسکی گاڑی سے بری طرح ٹکرایا تھا۔

عیشہ پہلے تو خوف سے کانپ اٹھی مگر فوراً سے پہلے باہر لپک کر نکلی اور اسی دوران ارد گرد کے لوگ بھی جمع ہو چکے تھے۔

وہ کوئی اور نہیں حسنین ہی تھا، عیشہ نے پتھر اکر چینیخ روکنے کو منہ پر ہاتھ جکڑا۔

www.kitabnagri.com

اسکے سر سے خون بہہ رہا تھا اور وہ بیہوش تھا۔

"اوہ مائی گارڈ، پلیز ہٹیں۔ انکو کوئی اٹھا کر میری گاڑی میں لٹا دے پلیز ہی ازان ڈینجر" عیشہ تماشائی بن کر افسوس کرتے لوگوں کی بے حسی پر پھٹ پڑی اور اسی وجہ سے دو تین لوگوں نے زمین پر بے سدھ پڑے حسنین کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور عیشہ تیزی سے ماتھے پر آئی نمی صاف کرتی انکا شکریہ ادا کیے تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہی ایک ہر اسماں نظر پیچھے ڈالتی گاڑی اسٹارٹ کر گئی۔

Posted on Kitab Nagri

یہ تو اللہ کا کرم تھا کہ کچھ دور ہی ہو سہیل تھا، عیشہ نے فوری پہنچ کر وہیں سے کچھ وارڈن کو خوفزدہ ہوتے حسنین کا بتایا جس پر وہ تیزی سے عیشہ کی گاڑی کی سمت لپکے اور بروقت اسے اندر لے جایا گیا۔

عیشہ کا تو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے تھا، پہلی بار اس کی گاڑی سے ایسا ناخوشگوار واقعہ پیش آیا اور وہ جانتی تھی غلطی اسکی نہیں ہے وہ تو بہت دھیان سے چلاتی تھی۔

دوسری پریشانی اس انسان کا حسنین ہونا تھا، عیشہ کو ڈاکٹر نے پہلے ہی ایکسیڈنٹ کے نارمل ہونے کا کہہ کر تسلی دے دی تھی مگر وہ سخت پریشان اور نڈھال تھی۔

اس وقت وہ بھیا کو ڈسٹرب نہیں کر سکتی تھی اور بابا بھی شام کو ہی اپنی ایک اہم سرجری کے لیے گئے تھے تبھی وہ سارا معاملہ خود ہی ہینڈل کر رہی تھی۔

ایک گھنٹے تک ڈاکٹر باہر آئے تو عیشہ بیتابی سے انکی سمت لپکی۔

"ہی از او کے ناو مگر بہت منٹلی ڈپریسڈ کنڈیشن ہے انکی اور مے بھی ایکسیڈنٹ بھی تبھی ہوا۔ سر کامائز زخم ہے جلد ٹھیک ہو جائے گا اور صبح تک ہوش بھی آجائے گا" نوجوان ڈاکٹر نے پر امید ہو کر پیشہ ورانہ انداز میں آگاہ کیا اور چلا گیا، عیشہ نے شکر ادا کرتے ہوئے اپنے قدم آئی سی یو کی طرف بڑھائے جہاں وہ سر پر بندھی پٹی کے سنگ بیہوش پڑا تھا۔

کچھ تو تھا جو وہ چھوٹی سی پگلی عیشہ اسکی سمت کھچ رہی تھی، اوریوں اسے تکلیف میں دیکھ کر اسے بہت برا اور عجیب سالک رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"ناجانے کیا ہوا ہے انھیں، اس دنیا میں بہت دکھی لوگ ہیں عیشو کیا تم سب کی ایسی ہی مسیحا کی کرو گی" عیشہ کا دماغ اسے صاف صاف ڈپٹ رہا تھا مگر وہ افسردہ سی دل کی مان کر آئی سی یو سے لگی بس حسنین کو دیکھ رہی تھی۔

"اللہ آپکو صحت دے، میری وجہ سے اتنا سارا زخم آگیا" عیشہ نے بھرائی سی آواز کے سنگ حسنین کے بے جان وجود کی سمت نگاہیں ٹکا کر کہا اور تھکے قدموں سے کرسی پر رکھا اپنا بیگ اٹھایا اور بیرونی سمت جاتے کو ریڈور کی سمت بڑھ گئی۔

پیمنٹ کے ساتھ اس نے حسنین کا والٹ اور بند موبائیل جو نرس اسے دے گئی تھی اور اپنا نمبر وہاں کسی بھی ضروری معلومات کے لیے دیتی وہ ہو اسپتال سے باہر نکل آئی۔

گھرتک کا سفر عیشو نے ہنوز ادا سی اور غائب دماغی سے طے کیا، اسکا دھیان ہو اسپتال ہی رہا تھا۔

رات جہاں حسنین آئی سی یوروم میں خود سے بیگانہ رہا وہیں بستر پر کروٹیں بدلتی عیشہ بہت بڑی جھنجھلاہٹ میں مبتلا محسوس ہوئی۔ کوئی واردات چپکے سے دل میں ہو گئی تھی خدا خیر کرے۔

www.kitabnagri.com



Posted on Kitab Nagri

"بھئی میری تو دعا ہے اللہ میرے بچوں کو تا عمر ساتھ رکھے، بس کبھی بابا سے الگ نہیں ہوئی اسی وجہ سے ہلکان ہو گئی ہے۔ اسکا دھیان رکھنا عالم بچے میری ماہی اپنی کوئی تکلیف نہیں کہہ پاتی" لہجے میں خفیف سی اداسی سموئے جہانگیر نے اپنے ساتھ بیٹھے عالم کو تاکید کی جسکے ہونٹوں پر دلنشین تبسم ابھرا تھا۔

وہ رات کے کھانے کے بعد صحن میں جہانگیر انکل کے ساتھ لکڑی کے نرم تخت پر بیٹھا تھا جبکہ ماہی اب کچن میں چائے کے برتن دھو رہی تھی۔

چلو جہانگیر کو اتنا تو پتا تھا کہ ماہی تکلیف نہیں کہہ پاتی اور اسکی طبیعت کی خرابی کو وہ خود سے جدائی کا سبب سمجھ رہے تھے۔

عالم مدھم سی آسودگی کے سنگ کچی مٹی پر اگے پھول دیکھ رہا تھا۔

"آپ بے فکر رہیں، خود سے اول رکھوں گا اسے۔ لیکن آپ یہاں اکیلے ہیں انکل مجھے اور ماہی کو آپکی فکر رہے گی" عالم مودب سا ہوئے انکے ضعیف ہاتھ پر دباؤ ڈالے تاسف سے بولا مگر وہ بادشاہ جیسی مسکراہٹ دے کر عالم کا کندھا تھپکا گئے۔

www.kitabnagri.com

"نہیں میرے بچے میں اکیلا نہیں ہوں، اس گھر میں جگہ جگہ ماہی کے اور اسکی ماں کے عکس بکھرے ہیں۔ باقی میرا شاگرد ہے ناں کمالا، دن میں سو چکر لگاتا ہے۔ یہاں تک کے کھانا تک خود دے کر جاتا ہے تو بھلا مجھے اور کیا چاہیے۔ میری ماہی تمہارے ساتھ آباد رہے بس میرا سکھ یہی ہے" وہ بہت پیار سے عالم کو سمجھا رہے تھے اور واقعی انکا شاگرد ان کو بابا سے زیادہ درجہ دیتا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

عالم کو کچھ تسلی تو ہو گئی مگر وہ جانتا تھا ماہی کی پریشانی وہ کبھی نہیں ہٹا پائے گا۔

"یہ تو بہت اچھا ہے، لیکن ہم روز نہ سہی ویک اینڈ پر آپ کے پاس آ جایا کریں گے۔ آپ کا اور آغا جان کا سایہ ہم سب بچوں پر سلامت رہے" کبھی کبھی تو جہانگیر کو رشک آتا کہ مقصود نے اپنے بچوں کی تربیت میں حقیقی نگینے پر دیے تھے اور اب عالم کی سمت سے اتنی اپنائیت پا کر انکی ماہی کو لے کر ہر فکر دور ہو گئی تھی۔

"آمین میرے بچے، چلو اب تم دونوں بھی آرام کرو میں بھی دوا لے کر سوتا ہوں۔ ماہی کو بھیجتا ہوں" عمو ماوہ اس وقت تک اپنی نیند کی اور دل کی دوا لے کر سو جاتے تھے مگر آج دونوں بچوں کے ساتھ وہ بھی جاگ رہے تھے۔

عالم نے جی جان سے مسکرا کر فرما برداری سے سر ہلایا اور خود انکو کمرے تک لے کر گیا۔

مکمل بلیک قمیص شلوار میں جناب خاصے آفت لگ رہے تھے، جہانگیر انکل کو کمرے کی سمت جاتا دیکھنے کے بعد وہ متلاشی نگاہوں سے ماہی کو تلاش رہا تھا جو ناجانے کہاں تھی۔

عالم واپس چلتا ہوا پھولوں تک آیا مگر آہٹ پر پلٹا تو نظریں شریں ہوئیں۔

ہلکے گلابی اور سفید فراک میں آنچل کو شانوں پر ڈھلکائے کھلے بالوں کے سنگ میٹھے اداس چہرے والی ماہی اسکی سمت دیکھ رہی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

"آپ کو نیند آئی ہے تو میں کمرہ دیکھا دیتی ہوں، آجائیں" ماہی کا بخار بھلے بہت کم تھا مگر وہ سست سی ہو گئی تھی اور جب سے وہ آئے تھے اسے ماہی دیکھنے تک کو نہ ملی تھی وہ مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھتا ہوا قریب آیا اور ماہی کا ہاتھ پکڑے وہیں خود بھی بیٹھا اور ماہی بھی جھجکتے ہوئے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

وہ مسلسل نظر چرا رہی تھی مگر عالم کی اس پر جمی نگاہیں دلفریبی کے اونچے مسند پر فائز تھیں۔

شاید ماہی جب بھی عالم کو دیکھتی تو اسے دائم یاد آتا تھی وہ اب اسکی سمت کم کم دیکھنا چاہتی تھی مگر وہ جب چھوٹا تھا وہی میٹھی سی چھن ماہی کے پورے وجود کو حصار لیتی تھی۔

"نیند آپ کے لیے قربان کر دی ہے، آپ کے ساتھ وقت گزارنے سے زیادہ پرسکون لمحے نہیں ہیں" عالم کی اتنی محبت پر ماہی مزید زمین میں گڑھ جانا چاہتی تھی کیونکہ وہ خود کو اس محبت کے رتی برابر قابل نہیں سمجھتی تھی۔

ماہی نے بوکھلا کر اپنے ہاتھ کی سمت دیکھا جسے عالم اپنے ہونٹوں سے جوڑے ہوئے اسی کو دل ٹھنڈا کرنے کے انداز میں دیکھ رہا تھا۔

www.kitabnagri.com

"طبعیت کیسی ہے اب، حدت ابھی بھی برقرار ہے" عالم اسکے چہرے پر بہت گہرائی سے نگاہیں مرکوز کرتے بات کر رہا تھا اور ماہی کو کوئی لفظ نہ مل پارہا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں" ماہی نے نگاہیں چرائے یقین دہانی سی کروائی، عالم کو وہ اس وقت بہت حسین معلوم ہو رہی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

"آپ مجھ سے شرماتی ہیں یا میرے ساتھ پرناخوشی ہیں۔ میری غلط فہمی یا خوش فہمی کسی ایک کو رائج کریں
ماہی "عالم کی یک لخت سنجیدہ ہو کر پوچھی سوالیہ بات پر ماہی بے اختیار خالی آنکھوں سے عالم کی صورت دیکھنے
لگی۔

"وہ، دراصل۔" ماہی سے گھبراتے ہوئے بات نہ بن پائی اور عالم اسے سمجھنے کی گہری کوشش میں اسکے چہرے کو
تفصیلی جانچ رہا تھا۔

"مردہوں میں بھی ایک، جتنا بھی نرم ہو جاؤں مگر آپکے ایسے رویے کی شکایت ہو سکتی ہے مجھے۔ مجھ سے کیوں
گھبراتی ہیں، کیا بہت ڈروانا ہوں۔ یار یہ سیاہ رنگ مجھے پسند ہی اتنا ہے کہ روز روز آپکو مجھے کالا سیاہ بنادیکھنا اور
برداشت کرنا ہوگا۔ مجھ سے باتیں کریں ماہی، وہ سب جو آپ کسی سے نہیں کہہ سکتیں "عالم اسکی گال کی سمت
جھکے لب رکھتا بے خودی میں مبتلا ہوئے بول رہا تھا اور ماہی اسکے قریب آنے پر بے چین ہو رہی تھی۔ اسکی بے
ربط سانس عالم بھی دیکھ رہا تھا مگر وہ اس پر بھی کچھ بولنے کو جمع نہ کر پائی۔

ماہی کیا بتاتی کے باتیں ہی تو اسے نہیں آتیں، وہ سب کچھ بھول چکی ہے۔ ہر لمس اسے کسیلا اور بے رنگ لگتا ہے،
پھول دلکشی کھو چکے ہیں، چاند کی راعنائی اب اسے متوجہ نہیں کرتی۔

"میں کم گو ہوں، اور کوئی بات نہیں "ماہی نے اپنی چپ توڑ کر سنجیدہ سی نرم آواز میں کہا اور دونوں نے ایک
دوسرے کی آنکھیں دیکھیں جہاں بہت سی قدیم کہانیاں درج تھیں۔

Posted on Kitab Nagri

ماہی کو اسکی آنکھیں جھٹکا دے رہی تھیں، پاس بلاتی تھیں اور اسے خوف تھا وہ ان آنکھوں کی پکار پر لپک نہ پڑے تبھی چہرہ جھکا گئی۔

"میں بھی، لیکن آپ سے باتیں کرنا چاہتا ہوں بہت سی۔ ماہی میرے ساتھ پرنا خوش کیوں ہیں آپ، یہ حدت بابا سے جدائی کی نہیں لگتی مجھے۔ نجانے آپ کیا سوچیں گی مگر میرا دل مجھے کہتا ہے آپ کا دل ٹھیک نہیں ہے" عالم کی یہ باتیں ماہی کی چلتی کائنات ساکت کر گئیں اور وہ ہونق بنی عالم کو دیکھنے لگی جو خود اسے ہی محبت کے سنگ ادا سی بھرے انداز میں دیکھ رہا تھا۔

"آپ کی آنکھیں" ماہی کے چہرے پر سفیدی تھی اور وہ بدحواس سی اسکا جواب دیے بڑبڑا اٹھی، عالم نے ادا سی چھوڑ کر مسکان ہونٹوں پر سجا کر تجسس چہرے پر لائے اپنے اور ماہی کے بیچ کا فاصلہ مٹایا۔

"کیا کچھ کہا ہے ان آنکھوں نے؟" عالم نے پس لب شرارت مخفی رکھے استفسار کیا اور ماہی کا بچوں سا سر ہلانا بہت حسین تھا۔

"نن۔۔۔ نہیں وہ ک۔۔۔ کچھ بھی نہیں" ماہی نے اسکی گرم سانسوں کو اپنے چہرے پر پھیلنے ہی اپنا ہوش قائم کیا اور سخت گڑبڑائی سی رخ موڑ گئی۔ عالم کی نظر اسکی گردن پر کل کے زخم سے بنی خراش تک گئی اور اس نے اس کو دیکھا اور ماہی کو کمر تک حصار میں لیے قریب ہوتے ہی وہاں اپنے لب رکھے، عالم کے ایسا کرنے پر ہلکے سے درد پر وہ کراہ اٹھی مگر عالم کی ایسی بے خودی پر اگلے ہی پل نجل ہوئے سرخ پڑھ گئی۔

Posted on Kitab Nagri

رنگ بدلتے حسن کار قص اخیر دل پسند تھا، عالم نے جھر جھری لی۔ اسے لگا وہ زیادہ دیر ماہی سے دور نہیں رہ پائے گا، وہ سراپا امرت سی اسے بھلی ترین لگنے لگی تھی۔

"سوری جذباتی ہو گیا تھا، خیر دیکھائیں کمرہ سوتے ہیں" عالم نے شرارت سے کہہ کر ملبہ جذبات پر لادے اٹھ کر آخر کار آرام کی حاجت محسوس کی جس پر ماہی بھی ربورٹ سی بنی شرم سے آنکھیں جھکائے اسے لیے کمرے کی طرف بڑھی۔

ماہی کا کمرہ اور اسکے درمیانے سائز بیڈ کو دیکھ کر عالم نے گد گدی دیتے تبسم کے سنگ فکر مند سی ماہی کو دیکھا جو اس بیڈ کی لمبائی شاید عالم کے لیے امیجن کر رہی تھی، ماہی کو ہلکان سا معصوم منہ بنائے دیکھ کر عالم بھی مسکراتے ہوئے ریلکس انداز میں بیڈ پر جالیٹا اور ماہی نے اسکے ایک دم بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹنے پر چونک کر دیکھا اور اس سے پہلے کے وہ اسے مڑ کر الماری سے بلینٹ نکال کر دیتی، عالم نے اسکی کلائی پکڑ کر اپنی طرف کھینچی جس پر وہ توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے اس پر جا گری۔

دونوں اس حسین گرفت میں پیوست کتنی ہی دیر خطرناک سی گلال سنجیدگی میں لپٹے رہے اور پھر خود ماہی نے سخت روئی سی صورت بنائے اٹھنا چاہا۔

"آپ میرے پاس ہی سوئیں، یہیں میرے قریب۔ کچھ نہیں کروں گا آپکی رضا کے بنا بس آپکا پاس ہونا چاہیے" بہت ملائم پن سے وہ ماہی کی پیشانی سے ہونٹ جوڑے کروٹ بدل گیا جس کے باعث اب ماہی اسکے ساتھ بازو سے لگی بیڈ پر لیٹ چکی تھی اور سخت نڈھال بھی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

عالم کا دیکھنا اسکی الگ جان نکال رہا تھا۔

"جی" ماہی نے نگاہیں جھکا کر بمشکل حلق سے لفظ نکالا اور عالم اتنے سے پر بھی آسودہ تھا، ایک اور بار وہ اسکی پیشانی پر بوسہ دیے ماہی کی کمر کے گرد حائل بازو کی گرفت جکڑے آنکھیں موند گیا اور ماہی کا دل جو بہت بری طرح کانپ رہا تھا، نگاہ اٹھائے اس انسان کو دیکھنے لگی جو یوں تھا کہ اسے ماہی نہ ملتی تو ناجانے کیا ہو جاتا۔
کتنی ہی دیروہ اپنی قسمت پر ماتم کرتی رہی اور تھک ہار کر آنکھیں بند کر گئی۔



دیر رات تک دواؤں کا اثر زائل ہوتے ہی سر میں اٹھتی ٹھیس کے باعث حسنین کو ہوش کی دنیا میں آنا پڑا،
موندی سی آنکھیں درد کے باعث کھولنا محال تھا مگر پھر بھی وہ یہ اخیر ظالم کو شش کر چکا تھا۔
www.kitabnagri.com
خود کو ہوسپٹل کے آئی سی یوروم میں دیکھ کر اسکے ذہن میں سب واقع ہوا، اک دلخراش بے بسی نے حسنین کی
آنکھیں نم کیں۔

موت بہت قریب تھی اور پھر بھی وہ زندہ بچ گیا یہ دکھ اسکی آنکھوں میں سلگ رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

نقاہت کے باوجود اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر روم میں داخل ہوتی نرس نے فوری اندر پہنچ کر حسنین تک کا فاصلہ طے کیا اور آہستگی سے تکیہ دراز کر کے اٹھے بیڈ کراون سے ٹیک لگوائی۔

"آپ کو ابھی آرام کی ضرورت ہے، کچھ دیر میں روم میں شفٹ کر دیں گے۔ میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں" نرس نے شفقت کے سنگ اسے بتایا اور باہر نکل گئی۔

حسنین کی آنکھیں شعلہ تھیں، درد سہہ سہہ کروہ بہت تھک چکا تھا۔

اس بے کار زندگی سے بہتر اسے موت لگتی تھی۔

کچھ دیر میں ڈاکٹر صاحب آئے اور اسکی سٹیبل کنڈیشن پر اسے روم میں شفٹ کیا گیا اور دودن ہو سپیٹل سٹے بھی ریکمنڈ کیا۔

"مجھے یہاں کون لایا تھا" سپاٹ سے چہرے کے سنگ اس نے جاتے ہوئے ڈاکٹر سے پوچھا۔

"مس عیشہ لائی تھیں، انہی کی گاڑی سے آپکا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ خیر یہ آپکا والٹ اور فون ہے آپ اپنی فیملی کو بتا دیں۔ ٹیک کنیر" ڈاکٹر نے نرس کے ہاتھ سے اسکا والٹ اور فون تھما کر نرمی سے کہا اور باہر نکل گئے۔

عیشہ کا نام جان کر حسنین کے چہرے پر روافع شکنیں ابھریں اور ماتھے اور گردن کی رگیں بھی تن گئیں۔

فون اور والٹ بے دردی سے سائیڈ ٹیبل پر پٹخ کر وہ آنکھیں موند گیا، اسکی کوئی فیملی ہوتی تو اطلاع کرتا۔ کرب اور تکلیف میں جلنا ہی مقدر تھا۔

Posted on Kitab Nagri

صبح تک اسے ہوش نہ رہی کہ وہ کب جاگا مگر کسی مسکراتی آواز میں صبح کے سلام پر حسنین نے اپنی درد سے بھاری آنکھیں کھولیں۔

"ہائے کھڑوس مین، کیسے ہیں آپ۔ میں صبح نازل ہونے کی معذرت چاہتی پر سوچا ہوش میں آتے ہی اپنا تھینک یولیتی آؤں۔ آفٹر آل عیشہ خان نے آپکو بروقت یہاں لا کر آپکی جان بچائی ہے" اپنے سامنے زندگی سے بھری کھڑی عیشہ اسے اتنی ہی بری لگی جتنی اس وقت زندگی اور اسے دیکھ اور اسکی بات سن کر ایک ہی پل میں حسنین کا میٹر گھوما جس پر وہ جبرے بھیج کر ایک ہی جھٹکے سے اپنی ڈرپ کھینچ کر اتار کر اٹھنے لگا مگر سر میں اٹھتی ٹھیس پر واپس گرنے کے انداز میں بیٹھا، خود عیشہ اسکی ایسی بے حسی پر شرارت بھولے ہر اسماں ہوئی۔

حسنین کے ہاتھ کی پشت سے خون نکل رہا تھا مگر وہ بس کسی طرح یہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا۔

"آئی ایم سوری، پلیز آپ خود کو ہرٹ نہ کریں۔ آپکو ابھی ریسٹ۔۔۔۔۔" عیشہ جو اسکی پہلے ہی ڈرپ بے دردی سے اتارنے پر سہم گئی، ڈرتے ڈرتے بولی مگر حسنین کی ایک ہی خون آشام نگاہ اسے مکمل چپ کروا گئی۔

"جاو یہاں سے، اور دوبارہ مت آنا۔ سنا نہیں تم نے گیٹ آؤٹ فرام ہیر۔ تم نے میری زندگی بچا کر اچھا نہیں کیا عیشہ۔ تم جارہی ہو یا میں جاؤں" حسنین کو شاید پھر سے ڈپریشن اٹیک ہوا تبھی وہ ہتک آمیزی اور زہر خند انداز سے پوری قوت سے چلایا تھا، عیشہ کا گلاب چہرہ پل بھر میں مرجھا گیا اور اس شخص کی بے رحمی پر اسکی آنکھیں نمی زدہ ہوئیں۔

Posted on Kitab Nagri

وہ اسے انسان کہیں سے نہ لگا، انسان ایسے تھوڑی ہوتے ہیں۔ یہ شخص تو ہاتھ میں ہنٹر لے کر گھومتا جانوروں کو ٹرین کرتا کوئی پاگل خطبی لگتا تھا اور وہ دوسروں کے زندہ جذبات کو اپنے مردہ جذبات کی مانند بنا کر دم لیتا تھا۔
زرا جو وہ لحاظ کر جاتا، اسے آنکھوں سے جلادیتے انداز میں وہ اسے پھر سے عتاب زدہ گھورا۔

"ٹھیک ہے جارہی ہوں، لیکن میں نے تو صرف اپنا فرض پورا کیا تھا۔ آپکو ہرٹ کرنا مقصد نہیں تھا، پلیز آپ مجھ پر ایسے غصہ مت ہوں" عیشہ کا دل بہت نازک تھا تبھی تو وہ اس پتھر کا سوچ سوچ ہلکان تھی مگر آج اس نے ثابت کر دیا تھا کہ کچھ لوگ احساس تک کے قابل نہیں ہوتے۔

عیشہ بھرائی سی آواز میں کہہ کر مڑی ہی جب اپنی کلائی پر کسی گرفت پر کرنٹ کھائے مڑی، آگ کی طرح دکھتا حسنین کا مضبوط ہاتھ اسے روک چکا تھا، دل میں یو نہی احساس نمودار ہوا کہ شاید وہ انسان اپنے کہے پر پچھتا رہا ہے مگر ایسا صرف عیشہ نے سوچا۔

"اپنا احسان لیتی جاو" کراہتے ہوئے حسنین نے اپنے والٹ سے تقریباً فی الحال موجود سارے پیسے سلگتے ہوئے انداز میں اسکی ہتھیلی میں رکھے اور عیشہ تو ورطہ حیرت میں تھی کہ یہ انسان کیا چیز ہے۔

"احسان نہیں تھا وہ، اور میں ایک روپیہ نہیں لوں گی سن لیں۔ اتنا شوق ہے احسان اتارنے کا تو کسی مفلس کو کھانا کھلا دیجئے گا۔ بائے بے حس انسان" عیشہ کو اسکی یہ ایکسٹرفیڈ پو شی زرا نہ بھائی تبھی وہ بھی تمام دکھ ضبط کیے غصے سے اپنے ہاتھ میں تھمائے پیسے واپس اسکی مضبوط ہتھیلی میں گھسائے ایک افسردہ نظر ڈالتی فوری باہر نکل گئی۔

Posted on Kitab Nagri

حسنین نے ایک نظر اپنے ہاتھ میں پیسوں پر ڈالی اور دوسری ہاتھ کی پشت سے نکلتے خون پر اور سخت کوفت زدہ ہوئے پیسے واپس والٹ میں ڈالے فون اور والٹ دونوں اٹھائے جبراً اٹھ کر روم سے باہر نکلا۔
ڈاکٹرز نے اور نرسوں نے بھی بہت روکا مگر وہ اسی لمحے کسی کو کوئی جواب نہ دیتا وہاں سے نکل گیا۔



صبح ناشتہ ماہی، عالم اور جہانگیر نے ساتھ کیا، ہلکی پھلکی بات چیت اور مسکراتے ماحول نے ماہی کی بظاہر طبعیت بہتر کر دی تھی مگر عالم کے وقت بے وقت قریب آنے کے انداز اب ماہی کو مزید خوفزدہ کر رہے تھے۔
یہ شخص ناجانے جتنا اسے پہلے عجیب لگتا تھا اب کیوں اس شدت میں کمی آرہی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

خاص کر عالم کے چھونے پر ماہی سلگ تو جاتی مگر پھر ایسا لگتا خاک ہو جاتی ہے۔

وہ آنکھیں جو اسے کمزور کر دینے کا سب سے بڑا ہتھیار تھیں، ماہی اس رشتے سے دور اتوں میں ہی تھک گئی اور مزید سوچ کر ہی اسکی روح اسکے وجود سے سرکنے لگتی۔

بابا کے چہرے کی بہار پہلی بار اس قدر روشن تھی اور وہ اس وقت بھی ان دو کو مسکراتا اور آسودہ دیکھ کر اپنی اسیری پر افسوس کر رہی تھی۔

مگر ایک بات بہت عجیب تھی، جب وہ عالم کے ساتھ ہوتی تو اسے دائم کی کمی تو دور اسکا خیال تک نہ آتا۔ دل الگ ہی ہر اسماں تھا جسے بے وفائی کا غم کاٹ رہا تھا، بھلے عالم کی اسکی سمت بڑھتی پیش رفت روکنے پر وہ ہرگز قادر نہ تھی مگر دل اس منافقت پر لہو لہان تھا۔

آخر کیسے دل میں دائم کو بسا کر وہ اس شخص کے ساتھ زندگی جیے گی، اور کیسے اس شخص کو ساری عمر دھوکہ دے گی جو اس سے اس والہانہ انداز سے چاہت باندھ چکا تھا۔

خود کو وہ اس وقت نہ دائم کے لائق سمجھتی تھی نہ عالم کے، اسے ہر وقت یہی لگتا کہ وہ جائز رشتے کے باوجود کچھ برا اور غلط کر رہی ہے۔

یہی سوہان روح سوچیں ہی ماہی کا وجود از سر نو دہکار ہی تھیں۔

واپسی پر بھی عالم نے اسکی خاموشی کا بہت گہرائی سے جائزہ لیا مگر فی الحال وہ اسکی خاموشی پر راضی تھا۔

Posted on Kitab Nagri



"کہاں تھا تو، اوئے یہ کیا کروالیا ہے سر پر۔ یا میرے اللہ حسنین آجا آرام سے" بلال جو کیفے جانے کے لیے بالکل ریڈی تھا، دروازے پر حسنین کو ایسی زخمی حالت میں دیکھ کر اسے پریشانی سے تھامے سرعت سے دروازہ بند کیے احتیاط سے اندر لایا اور بیڈ پر بیٹھایا۔

"ابھی مجھے سونے دے رات کو بات کروں گا۔ جا ابھی" بلال کی منتظر صورت کو چنداں اہمیت نہ دیتا وہ ضدی پن میں تنبیہی لہر ملائے بولا اور وہیں بستر پر گر گیا۔

بلال جو اسکی ایسی حرکتیں کئی سال سے دیکھ رہا تھا اب سخت عاجز ہو کر تاسف بھرے انداز میں ماتھا سہلائے ایک نظر حسنین پر ڈالی اور اپنی گاڑی کی چابی اور فون لیے باہر نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی حسنین نے سخت کرب سے اپنا ہاتھ مسلا جہاں خون اب اسکی ہتھیلی تک اتر آیا تھا۔

اسے ہو سپٹل میں عیشہ پر دھاڑنا اب پشیمان کر رہا تھا مگر وہ یہ سب جان کر نہیں کرتا تھا۔

اسکے اندر کی آگ جب پھٹ کر باہر نکلتی تھی تو حسنین اپنے مضبوط اعصاب کے باوجود ناکام ہو جاتا تھا۔

عیشہ بھی واپس گھر آ کر یونہی لان میں گھوم رہی تھی، رہ رہ اسے اپنی ہمدردی پر اب غضب چڑھ رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"سمجھتے کیا ہو تم خود کو اکڑو کہیں کے، ایک تو میں نے تمہاری جان بچائی دوسرا مجھے ہی جھاڑ دیا۔ آئندہ میری توبہ جو کسی پر رحم دلی دکھا گئی۔ دنیا کے سب سے بد لحاظ انسان ہو تم" کو مل صورت بجھ کر رہ گئی تھی، اسے بس بھیاکا انتظار تھا تاکہ وہ یہ سب ان سے ڈسکس کرتی۔

جوتے کے کونے سے وہ گھاس اکھاڑتی ہوئی یک لخت حسنین کی دھاڑ یاد کرتے چو نکئی۔

"جاو یہاں سے، اور دوبارہ مت آنا۔ سنا نہیں تم نے گیٹ آؤٹ فرام ہیر۔ تم نے میری زندگی بچا کر اچھا نہیں کیا عیشہ۔ تم جارہی ہو یا میں جاؤں" عیشہ ناچاہتے ہوئے بھی اسی کے گرد ٹھہر سی گئی تھی اور تبھی اسکا ہر دم مسکراتا چہرہ بھی اس وقت بجھا لگ رہا تھا۔



Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

"اوہ، یہ سب تم نے اکیلے ہینڈل کیا میرے بچے۔ مجھے بتاتی ناں۔ تم تو ٹھیک ہوناں" ڈنڑ کے بعد ہی عیشہ خود بھی لاونچ میں لیپ ٹاپ کھول کر کام کرتے عالم تک آئی اور ساری بات اے تو ذی بتائی۔

مقصود صاحب آج رات ہو سپٹل ہی رکنے والے تھے کیونکہ انکا کام اکثر و بیشتر ایسا ہی تھا جبکہ ماہی کچن میں منع کرنے کے باوجود کافی بنانے چلی گئی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

فارغ رہنے سے بہتر اسے یہی لگا کہ کام سنبھال لے، جاب سے اس نے ہفتہ لیو لے رکھی تھی اور یہ ہفتہ گزارنا اسے ابھی سے صدی لگ رہا تھا۔

عالم کے کندھے سے لگی اسکی بو جھل پری بھیا کے فکر سے ہلکان ہو کر پوچھنے پر روہانسی سی ہوئی جس پر عالم نے سر جھکا کر عیشہ کی افسردگی دیکھی اور لاڈ سے پیشانی چومی۔

"میں ٹھیک ہوں بھیا جانو مگر وہ ٹھیک نہیں ہے، آپکو پتا ہے اس نے مجھے اتنا بُرا ڈانٹا کہ میں نے اسکی زندگی کیوں بچائی۔ بھلا یہ کیا بات ہوئی "عیشہ کا اس معاملے میں کچھ زیادہ انوالو ہونا اس وقت عالم کو بھی تشویش ناک لگا تبھی وہ کسی سوچ میں ڈوبا لگا، عیشہ کا اسے علم تھا وہ بہت زیادہ حساس ہے تبھی وہ فکر مند لگ رہا تھا۔

"اچھا عجیب بات ہے، میری گڑیا اداس نہ ہو۔ ہم ایسا کریں گے کسی دن مل کر اسکے کیفے جائیں گے میں بھی مل لوں گا۔ اتنا مت سوچو، سب کی اپنی اپنی تلخیاں ہوتی ہیں بچے اور سب کے پاس تمہارے جیسی سمائیل میڈیسن بھی نہیں ہوتی جیسی عالم کے پاس ہے "بہت پیار سے وہ عیشہ کے بال سہلائے مان سے اسکی اداسی ہٹاتے بولا اور وہ اپنی اس اہمیت پر کمال اداسے اترائی کہ اسکا شرارتی چہرہ لوٹ آنے پر عالم بھی مسکا دیا۔

"آپ کے پاس تو سمائیل میڈیسن کی کٹ آچکی ہے مسٹر چلاکو، اچھا کیا گفٹ دیا آپ نے ماہی کو "پہلی بات رشک اور دوسری رازدانہ سے تجسس سے پوچھتی عیشہ اس وقت عالم کو دو سال کی بچی لگی اور وہ تبھی اسکی گال سہلائے جی جان سے مسکرایا تھا۔

کیا بتاتا کہ دو دن تو منہ دیکھائی کا موقع ہی نہ تھا، آج وہ ماہی کو اسکا گفٹ دینے کا سوچ چکا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"ایک بہت پیارا پینڈٹ ہے، لیکن آج دوں گا۔ تمہیں تو پتا ہے اسکی طبعیت ہی آج جا کر سنبھلی ہے۔ آج دوں گا" عیشہ شیر سی ہوئے بھیا جان کی ایکسائٹمنٹ دیکھ کر منہ پر ہاتھ رکھے ہنس دی اور ماہی جو کافی کے دوپ اور شیک بنا کر لائی تھی دونوں کا پیار دیکھ کر مسکراتی وہیں آگئی۔

عیشہ نے ملک شیک کی فرمائش کی تھی لہذا اسکا ملک شیک بھی موجود تھا۔

"تھینک یو ماہی آپ نے بہت ہی بنایا، چلیں مجھے صبح یونی جانا ہے آپ دونوں کافی انجوائے کریں۔ بائے بھیا جانو، بائے ماہی" پہلا ہی سیپ بھرے اپنے ٹیسٹ کے مطابق پا کر وہ چمکتی آنکھیں لیے ماہی کو بھی مسکان دے کر جانے کو اٹھ کھڑی ہوئی۔

"گڈ نائٹ بچے" عالم نے شفیق سی انداز میں عیشو کو شمار ہوتے کہا اور وہ دونوں کو ایک ساتھ پیار بھری نظروں میں سما کر دیکھتی اپنا شیک کا گلاس لیے اپنے روم کی طرف چلی گئی جبکہ عالم نے بھی اپنی ہوش ربا ماہی پر نظریں جمائے کافی کا مگ اٹھایا اور پہلے ہی سیپ پر نئے زائقے کی فرحت محسوس کی۔

ماہی تو سنجیدہ سی اسے ربورٹ ہی لگتی تھی۔
www.kitabnagri.com

"بہت اچھی کافی بنائی ہے آپ نے، لگتا ہے اب ہمیں خوش زائقہ پکوان بھی جلد ملیں گے" اپنی سمت مائل آنکھیں دیکھتی ماہی اسکی بات پر موہوم سا مسکرا کر سر ہلا گئی تھی اور دونوں خاصے چپ چپ اور سنجیدہ سے ایک دوسرے کی موجودگی سے متاثر لگ رہے تھے۔

Posted on Kitab Nagri



"کیوں تکلیف دیتا ہے خود کو بھی اور مجھے بھی، صبر کر میرے شہزادے۔ اللہ کو یہی منظور تھا" حسنین کے بابا کی موت کا سارا قصہ سننا بلال تک کو بدحواس کر گیا، کتنی دیر تو وہ کھڑے رونگٹوں کے سنگ اس انکشاف پر پتھر بنا رہا۔

"نہیں یہ سب میری بد تہذیبیوں کی سزا ہے جو میں نے کیں، ستم کی حد ہے کہ موت بھی ہاتھ جوڑ لیتی ہے میرے آگے۔ میں مر رہا ہوں اور موت بھی نہیں آتی۔ اس شخص نے میرے بھائی کو مروایا اور مجھے ان درندوں کے آگے ڈالنے والا کوئی اور نہیں میرا سگا باپ ہے۔ کس کے لیے جیوں، کون ہے اب میرا" حسنین کی حالت اس وقت شدید ابتر اور مخدوش تھی، خود بلال درودیتے تاثر کے سنگ اسے دیکھ کر بے جان سا تھا۔

"ناامیدی گناہ ہے حسنین، میرے شہزادے خود کو یوں بے مول مت کر۔" زندگی یوں ضائع کرنے کی چیز نہیں ہے، میں ہوں ناں تیرا یا۔ چل میرے لیے ہی جی لے، میرا بھی کون ہے تیرے سوا۔ اس تکلیف کو اپنی مضبوطی بنا، اور کیا پتا تیری بچ جانے والی زندگی کا آمد ہو جائے" وہ اسے سمجھانے کی بھرپور سعی کر رہا تھا مگر حسنین سا پتھر اتنی آسانی سے نہیں پگھل سکتا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

درد سے چور ہو کر بھی اسکے چہرے پر حقارت زیادہ اور رنج کم درج تھا۔

استہزایہ سا ہنس کر وہ بلال کا دل بھی جلا چکا تھا۔

"مجھے زندگی کی طرف مائل کرنے کی بیکار کوشش مت کر، میں اس دنیا کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ کوئی میری تکلیف جاننے والا نہیں ہے، مجھ پر سے ہر خیر تو دائم بھائی کے جاتے ہی اٹھ گئی تھی اور رہی سہی باپ کی موت اور مجھ پر بجلی کی طرح گرتی حقیقوں نے پوری کر دی " یاس و ناامیدی سے چور وہ کسی صورت جینے پر رضامند نہ تھا، بلال کو یونہی وہ لڑکی یاد آئی۔

"ہم تیرا پوچھنے کوئی لڑکی آئی تھی کل، عیشہ نام تھا۔ کیا تو جانتا ہے اسے "بلال جو اسکی بے رونق پر افسردہ تھا یک لخت عیشہ کے نام پر حسنین کے چہرے پر امڈتی خفگی دیکھ کر حیرت زدہ ہوا جواب اکتا کر بس اسے جانے کا کہنے والا دیکھائی دے رہا تھا۔

"میں نہیں جانتا، مجھے کچھ نہیں کہنا سننا مزید۔ جایار چھوڑ دے مجھے "جان سے اتار تا انداز بلال کو مشکوک سا کر گیا تھا مگر یہ ٹیڑھی ہڈی اتنی جلدی ہار مان لیتا تو نئی تاریخ نہ رقم ہو جاتی۔

کھانا اس نے حسنین کو زبردستی کھلاتا تو دیا تھا مگر اب وہ اسکے زخموں کے لیے فکر مت تھا، ایک تو سر پر چوٹ دوسرا اسکا ہاتھ بھی اب تھوڑا نیل زدہ ہو کر سو جھ چکا تھا۔

بلال نے بھی پھر مزید اسے نہ چھیڑا اور اسے آرام کا کہتا باہر نکل گیا البتہ یہ عیشہ نامہ وہ مزید سننے سے پہلے اپنی سماعت کا بے کار ہو جانا زیادہ بہتر جان رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

منہ بسورے کروٹ لیتا وہ بلاشبہ تکلیف میں تھا مگر ضد بھی اس جیسی کوئی ماں کالال دیکھا دیتا تو دنیا مان جاتی۔



کھڑکی سے لگی ماہی اپنی شکستہ ہستی پر سوچ بچار کر رہی تھی، خنک زدہ فضا اور ہوا اسکے کھلے بالوں سے اٹکیلیاں کر رہی تھی مگر اس قدر آسودہ ماحول بھی ماہی کو سکون نہیں دے رہا تھا۔

اپنی کمر کے گرد خاموشی سے عالم کو بازو جمائل کرتا پا کر وہ بری طرح کانپ اٹھی، اور وہ اسکی ایسی بو کھلاہٹ پر اسے مزید جکڑ کر ماہی کا امتحان بنا۔

"اس کمرے میں آپ کے قریب آنے کی ایسی جرت صرف یہ عالم ہی کر سکتا ہے، ڈرامت کریں" اپنے پیٹ پر عالم کے بندھے ہاتھوں کو پکڑے وہ اپنی سماعت کو چومتے عالم کے الفاظ پر سمٹ کر رہ گئی۔

بہت ضبط سے وہ عالم کی قربت سے خود کو بکھرنے سے بچا رہی تھی۔

"ماہی" ماہی کی بے چینی اسکے جسم کی کپکپی سے عیاں تھی تبھی عالم اسے بہت نرمی سے باہوں کے دائرے سے آزاد کیے رو برو لایا اور وہ پلکیں تک اٹھانہ پائی۔

Posted on Kitab Nagri

"بولتی کیوں نہیں ہیں یار، میں اکیلا بول کر تھک گیا ہوں۔ خیر پہلے آپ کی منہ دیکھائی" عالم اسکے سمٹے سے ہر اسماں رویے پر کچھ تلخ سا ہوا مگر ماہی کے اداس چہرے کو دیکھ کر خود ہی نرمی سے بات بدل کر بیڈ کے ساتھ ٹیبل پر پڑے باکس کو جھک کر اٹھائے روبرو ہوا۔

ماہی کے دل میں کوئی ارمان نہ تھا، پھر بھی وہ اپنی توجہ حاضر رکھنے کی پوری کوشش میں تھی۔

"آپکے لیے لیا تھا، پہنا دوں؟" عالم نے پر شوق نگاہیں ماہی کے سراپے پر ٹکائے مان سے فرمائش کی تو ماہی بھی منع نہ کر پائی تبھی سر ہلا کر اسے اجازت دی۔

عالم نے آہستگی سے باکس کھول کر پینڈٹ نکالا اور پورے حق سے ماہی کی گردن میں پہنایا اور اسے روبرو لا کر ستائشی انداز سے اک نگاہ ڈالی۔

ماہی نے جبراً چہرے پر مسکان لائی جو عالم کو بہلا تو نہ پائی البتہ مزید پریشان ضرور کر گئی تھی۔

"تھینک یو، پیارا ہے" ماہی نے نازک سی مخروطی انگلیوں کی پوروں سے پینڈٹ چھو کر نگاہ عالم کے چہرے پر ڈال کر کہا اور وہ مسکرا کر ماہی کی گال پر اپنے ہاتھ کی پشت سہلائے قرین ہوا۔

پیچھے کھڑکی سے ملحقہ دیوار کے باعث وہ اسکے قرین آکر جم گیا تھا اور ماہی کو لگا اس شخص کو وہ اب روک نہ پائے گی۔

ریڑھ کی ہڈی میں ہوتی سنسناہٹ عالم کے ہاتھ کا ماہی کی کمر پر پکڑ پانے کے باعث تھی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی سمت دو مختلف انداز سے دیکھ رہے تھے، ایک اقرار لیے اور دوسرا انکار۔

Posted on Kitab Nagri

"میں نہیں جانتا آپ سے میرا اس رشتے کے سوا اور کیا ناطہ ہے ماہی مگر یقین کریں آپ مجھے بہت اپنی لگتی ہیں، ناجانے یہ دسترس کی برائی ہے یا آپکے پاس کوئی جادوئی طلسم ہے کہ میں یہ طلب و محبت جیسی بے اختیار یوں سے یکسر بے نیاز شخص آپکی سمت مائل ہونے لگتا ہوں" ماہی کا دل بے ہنگم دھڑکا اور سختی سے ہونٹ بھیچے وہ عالم کا قریب تر ہو تا انداز بھانپ کا صاف ڈری لگی۔

دل کے اندر قہر برپا تھا مگر وہ کسی دیوار میں چنوا دی گئی تھی تبھی جنبش تک پر قادر نہ تھی۔

"آپ ک۔۔۔ کیا" پیش رفت روکنے کی سعی میں ہونٹوں سے نکلی بات کرتے سے ماہی کے ہونٹ کپکپا اٹھے جب وہ پہاڑ سا شخص اسکے نازک وجود میں کوئی سرائے تلاشتا ہوا بھٹکا۔

عالم خود نہ سمجھ پایا کہ وہ یوں یک لخت بے قابو سا کس لیے ہو رہا ہے، دل پر ہاتھ پڑھ رہا تھا۔

ماہی کو وجود میں سموئے وہ اسکے سوال پر اس ہلکان ماہی کے روبرو ہوا جہاں بے بسی درج تھی۔

"آپ مجھے اپنی اداسی کہیں ماہی، کیا بات ہے آپ ایسی منتشر سی کیوں ہیں۔ یہاں آئیں میرے پاس بیٹھیں اور بتائیں کیا مسئلہ ہے" عالم کا ہر بڑھتے قدم کو آج بھی جھٹک گئی اور سخت بے قرار بھی لگی تبھی عالم نے برا منانے کے بجائے اسے تھام کر بیڈ پر بیٹھایا اور خود بھی اسکا ہاتھ جکڑے ساتھ بیٹھا۔

اتنے پیار سے تو کوئی ماہی سے جان مانگتا وہ بھی دے دیتی، ناچاہتے ہوئے بھی اسکی آنکھیں نمی زدہ ہو گئیں مگر یوں عالم کے سامنے وہ کم از کم چپ تو رہ سکتی تھی پر رو نہیں سکتی تھی تبھی کسی خدشے کے باعث اپنے آنسو اندر اتار کر نفی میں گردن ہلا گئی۔ عالم اسکے چہرے کی اداسی بند آنکھوں سے بھی دیکھ سکتا تھا۔

Posted on Kitab Nagri

"بس فیور کی وجہ سے ایسا موڈ ہو رہا عجیب اکتایا ہوا سا، اور کوئی بات نہیں" ماہی اسکی نگاہوں کے زیر سایہ بمشکل بولی مگر عالم کچھ خاص مطمئن نہ ہوا تبھی اسے پکڑ کر مزید قریب کیے پیشانی پر لب رکھے سنجیدہ ہوا۔

"آپ میری جگہ اس فیور کو پیاری ہو گئی ہیں بہت غلط بات ہے، مجھے اسکا علاج کرنا ہی ہو گا" عالم کی دل دہلاتی بات پر ماہی نے خوفزدہ ہوئے دیکھا جو بالکل سنجیدہ نہ تھا۔

"ک۔۔۔ کیسا علاج" ماہی آنکھیں پھاڑے استفسار کیے بولی اور عالم کے چہرے پر تھوڑی شگفتگی در آئی۔

"آپ کے قریب آ کر کروں گا علاج، اجازت دیں" عالم اسکی سن ہوئی سماعت پر مزید قہر برساتا اسکی ہتھیلی چومے آنکھوں میں چمک بھرے جتاتے بولا۔

"ن۔۔۔ نہیں وہ میری طبیعت کچھ بہتر نہیں ہے۔ تھکن ہو رہی ہے، آنکھیں بھی جل رہی ہیں سو جاؤں کیا" ماہی آنکھ چراتی جو منہ میں آیا بولتی گئی اور عالم اسکی یہی بدحواسی دیکھ کر اپنے شک کو یقین میں بدلے تھوڑا خفا سا اسکے جھکے چہرے کو اوپر کیے دیکھنے لگا۔

"آپ طبیعت بہتر کروانا ہی نہیں چاہتیں چلیں ایک دن مزید دیکھ لیتے ہیں، لیٹ جائیں اور سونے کی کوشش کریں" عالم کی سمت سے اتنی جلد چھٹکارہ وہ امید تو نہ کر رہی تھی مگر وہ اسے بہت گہرائی سے جانچ رہا تھا تبھی اسے اس وقت اجازت دیے لٹا گیا اور جھک کر اسکی دونوں آنکھوں پر لب رکھے خود بھی ساتھ لیٹتے ہی لمبا سا سانس لیے آنکھیں موند گیا۔

Posted on Kitab Nagri

"یا اللہ مجھے صبر دیں" اپنے پیٹ پر دھرے ہاتھ میں عالم کی انگلیاں جکڑنے پر ماہی کا دل دھڑک کر سلگا۔ وہ بھی بظاہر آنکھیں موند گیا مگر اسکا اتنے پاس ہونا ماہی کی آنکھوں سے رہی سہی نیند بھی نوچ لیتا اور اسکے یہ جگ راتے اسکی آنکھوں میں عنقریب نہ ختم ہونے والی سرخی لانے کو تھے۔

کئی لمحے گزر گئے، وہ چاہتا تھا وہ سکون پائے مگر وہ بے چین روح اور ہستی والی اسکی ہر مسیجائی سے انکاری تھی۔
"تم دریا کا ٹیلا پانی ہو اور میں کنارے کی مٹی ہوں۔"

تمہارے بہاو کے خمیدہ راستوں کے ساتھ میری مستقل پیاس بہتی ہے۔ تمہاری پیشانی، اس آنگن کی طرح ہے جس کے ایک کونے میں میری خواہشوں کی ننھی ننھی چڑیاں تمہاری پلکوں کی ٹہنیوں پر صبح سویرے شور مچاتی ہیں "عالم نے اپنے بے حد قرین مگر بہت دور دیکھائی دیتی منعام کی سمت نگاہیں جمائے دل میں سوچا، یوں لگا اسکے تخیل میں کوئی بے چینی پھوٹی ہو۔ کوئی پرانا ناٹھ ہیولوں کی شکل میں اسکے ذہن میں نمودار ہوا تھا۔

Kitab Nagri

"تمہاری بے خیال نظریں مدہم اداس آواز میں اس چہچہاتے ہوئے شور کو اپنی جادوئی آنکھوں میں حنوط کر لیتی ہیں تمہاری جفاکش آنکھیں دکھوں کو کھوجتی ہیں اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک خوبصورت گھر بنا کر دکھوں کے دکھ میں رور و کر اک عمر بھو گتی ہیں اور پھر کسی ویران پہاڑی راستے کی طرح ان قدموں کا انتظار کرتی ہیں جن کی آہٹ آبلوں سے بھری ہوتی ہے" وہ الجھ رہا تھا، اسکے ذہن میں دو شخصیات کا تصادم تھا، وہ ماہی کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ کتنا بے نام ہے مگر ماہی ابھی تک اسے سمجھ نہیں پارہی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

بظاہر سوئی ہوئی یہ لڑکی کچھ پل ہر تکلیف سے بیگانی لگنے لگتی تھی مگر اسکی آنکھیں کھلتے ہی عالم کو ان کہی تکلیفیں دیکھائی دیتی تھیں۔ وہ تکلیفیں جو اسکے لاشعور میں سسکتی تھیں۔

"تمہارے گال سرسبز چوٹیوں کی ڈھلانیں ہیں اور میں منڈلاتا ہوا اک بادل جو چیر کے درختوں اور جنگلی پھولوں سے سچی ہوئی ڈھلانون سے ٹکرانے کے لیے ہوا کا انتظار کرتا ہے لیکن ہوا کے سینے میں بھی دل ہوتا ہے جو دل ہی دل میں دھوپ کا انتظار کرتا ہے" عالم نے ماہی کے نازک سے بے جان ہاتھ کو اپنے چہرے سے جوڑے ماہی کی سمت نگاہیں مزید گہری کیں، وہ جاننا چاہتا تھا آخر یہ لڑکی کون ہے۔

"تمہارے ہونٹ لفظوں کی وہ کمان ہیں جن سے چلنے والے سب تیر

میٹھی امیدوں سے بنے ہیں اور میری اداسی شکار ہونے کی خواہش میں تمہارے مرمریں کانوں کی لووں میں ایک گھونسلا بناتی ہے" وہ رخ کے ساتھ کروٹ بھی بدل چکا تھا، وہ دیکھ رہا تھا ماہی نیند میں ہونے کے باوجود کسی انجان سے کرب میں سلگ رہی تھی۔

"تمہارا ہونا ہر چیز کو بھر دیتا ہے۔ وقت کو، مکانوں کو، گلیوں کو، بے نور آنکھوں کو، اپاہج خواہشوں کو اور تاریک غاروں جیسے دلوں کو اور خلا سے بھری ہوئی خاموشی کو" عالم اسکی تکلیف جاننا چاہتا تھا، وہ اسے کیوں نہیں بتاتی

Posted on Kitab Nagri

آخر اسے کونسا رنج جلا رہا ہے۔ عالم اسے دیکھ کر ممکن ہے اپنی شناخت کی پہیلی سلجھالیتا مگر اس سفر سے وہ تھک رہا تھا۔

"قدیم ملاکوں سا سحر لیے جب تم اپنی مسافر آنکھوں کے ساتھ

کسی سمت دیکھتی ہو تو تمھاری بانہوں میں بانہیں ڈال کر

تمھارے ساتھ چلنے کی آرزو لڑکھڑا کر زمین پر عین اس جگہ گر جاتی ہے جہاں سے تمھارا سایہ شروع ہوتا ہے" وہ مزید اسے دیکھ نہ پایا اور چہرے کے ساتھ رخ بھی موڑ گیا، محبت مبارک اور اس بہت دیر سے ہوئی تھی۔

بڑی کٹھور قسمت تھی ماہی کی، اسے یہ مقدر سمندر میں پٹج کر بھی مزید پیاسا رکھنے پر بضد تھا۔ آج بہت مدت بعد اس عالم کے ذہن نے بہتری کی سمت قدم بڑھایا تھا، ممکن تھا کچھ مزید قربت کے قرین لمحے دونوں کو ہی حقیقت سے جلد روشناس کروانے کا ارادہ کر چکے تھے۔

مٹی میں کشش جاگ چکی تھی، اب رو حیں ایک بالچل کی منتظر تھیں تاکہ ماہی جان لیتی کہ اس کا یہ انجان مہربان کوئی اور نہیں اسی کا ہم دم، اسی کا ہم نوا اور اسی کی محبت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Posted on Kitab Nagri

صبح حسب معمول عیشہ کی یونی میں کلاس تھی جسکی وجہ سے وہ ناشتہ کیے بنا نکل گئی مگر یونی گاڑی کی سمت موڑتے موڑتے اسے پھر سے حسنین کا خیال آیا جسکے باعث عیشہ نے اپنی گاڑی کا رخ ہو سپٹل کی سمت کیا۔ وہ اپنے بیگ کو کندھے پر ڈالے فون جینز کی جیب میں گھسائے تیزی سے راہداری عبور کرتی اندر داخل ہوئی اور ریسپشن پر کھڑی لڑکی کی آواز پر عیشہ حیرانگی سے مڑی اور اسکی سمت آئی۔

"آپ جس پیشنٹ کو لائی تھیں وہ کل ہی یہاں سے چلے گئے ہیں، سب نے بہت روکا مگر وہ کسی کی نہیں سن رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب خود پریشان ہو گئے تھے کیونکہ انکی کنڈیشن بہت خراب تھی" عیشہ کو وہ لڑکی یہ بتا کر صدمہ دے چکی تھی تبھی وہ سخت کوفت اور فکر سے اپنی پیشانی مسل کر اس بندے کی اس حرکت پر پتھر اسی گئی۔

Posted on Kitab Nagri

یہ کیسا بدمعاش انسان تھا جسکا سوچ کر عیشہ کو ہول اٹھ رہے تھے۔

بمشکل وہ تھکے قدموں کے ساتھ باہر گاڑی تک پہنچی اور ایک افسردہ نگاہ ہو سپٹل پر ڈالی۔

"یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے مجھے، کیوں اس بے حس انسان کی فکر ڈال دی آپ نے۔ اب کہاں ڈھونڈوں آپکو حسنین منصور، آپ جہاں ہوں خیریت سے ہوں" پہلے تو وہ خود کی اس بیوقوفی پر ہاری سی لگی اور اگلے ہی پل دل نے ساری دعائیں اس فرد کو سونپ دیں جو یقیناً تکلیف کے سب لیول پار کر چکا تھا۔

دل تو کچھ برا سوچ کر ہی تھم گیا تھا اور عیشہ کا مضطرب چہرہ دل کے ساتھ ہوتی کسی دلسوز واردات کی نمائندگی کر رہا تھا۔

کیسے بھی کر کے بے دلی سے عیشہ چلی تو گئی مگر وہ جانتی تھی اسکا دل سکون سے دستبردار ہو گیا ہے۔

اسے اس انسان کے لفظوں کی تکلیف ایفیکٹ کر گئی تھی۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

☆☆☆☆☆☆☆☆

Posted on Kitab Nagri

"ہاں سرجری سکسیفٹل رہی الحمد للہ، وہ لڑکی ایک حادثے میں جل گئی تھی۔ اسکا چہرہ شناخت کھو گیا تھا۔ اپنا چہرہ واپس پا کر اسکی آنکھوں میں آتی خوشی مسحور کن تھی" صبح ناشتے پر مقصود اپنی پیشینٹ کی بات کر رہے تھے اور یہ بتاتے ہوئے انکو بہت خوشی تھی اور یہ خوشی ناشتہ کرتے عالم اور ماہی کے چہرے پر بھی تھی۔

"جی بابا وہ خوشی دیدنی ہو گئی میں سمجھ سکتا ہوں۔ خیر عیشو والا معاملہ میں نے آپ سے ڈسکس کیا تھا" ماہی کو عالم کی بات سن کر ایک پل کو حیرت سی ہوئی مگر وہ پھر اپنا ناشتہ کرنے لگی۔

البتہ اب مقصود اور عالم سنجیدگی سے ایک دوسرے کی سمت متوجہ تھے۔

"ہاں اس وقت میرے پاس وقت نہئیں تھا، تم ایسا کرو ایک بار خود ملو اس لڑکے سے۔ عیشہ کا اس میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لینا کچھ اچھا نہیں، تم جانتے ہو وہ بہت حساس ہے" مقصود صاحب اور عالم بہت سنجیدگی سے باتیں کر رہے تھے اور ماہی کو فی الحال تو کچھ بھی سمجھ آنا مشکل تھا۔

"جی آغا جان میں بھی یہی سوچ رہا تھا، عیشہ کی باتوں سے لگتا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ سمتھنگ لائنک مینٹل ایشو۔ اگر ایسا ہے تو ممکن ہے آپکی کاؤنسلنگ اسکی مددگار ہو جائے" عالم کا لہجہ بہت پر امید اور دوستانہ تھا اور اب کی بار مقصود صاحب بھی اثبات میں سر ہلائے چائے کا کپ ہونٹوں سے لگا گئے۔

عالم نے رخ پھیرے ایک مسکراتی نظر ماہی پر ڈالی اور ان دو کو دیکھ کر مقصود صاحب بھی جی جان سے جی اٹھے۔

"اور میرا بچہ کیسا ہے، دل تو لگ گیا ہے ناں ماہی" اتنی ساری محبت کے سنگ مقصود صاحب کا ماہی سے پوچھنا خود اسے مسکان دے گیا جبکہ عالم کی نثار ہوتی نگاہیں تو اسکی ماہی پر ہی تھیں۔

Posted on Kitab Nagri

"جی ٹھیک ہوں بابا، جی دل لگ گیا ہے" بہت محتاط سی وہ کہہ کر انھیں مطمئن کر گئی البتہ عالم ضرور دل والی بات پر حسن تبسم منں مبتلا لگا، یہ دل تو اسے عالم سے لگانا تھا پر میڈم گھر سے لگا بیٹھی تھیں۔

ماہی سے تو عالم کی نگاہوں کے اثر میں ناشتہ کرنا بھی اب مشکل لگا۔

"اللہ میرے سب بچوں کو آباد رکھے، عالم اسے گھماؤ پھراویار یہ ہفتہ دونوں انجوائے کرو۔ میرے خیال سے مری ہو آؤ کچھ دن۔ ویسے بھی پھر کہاں وقت ملتا ہے یار، آگے سے تمہارا آفس شروع ہو جائے گا اور ماہی کی جاب" جب سے عالم اور ماہی کی شادی ہوئی تھی تب سے عالم کو بھی مینٹل اٹیک نہیں ہوا تھا اور اسکی سلجھی حالت بس ماہی تھی جسکا اندازہ مقصود صاحب کو تھا، تبھی وہ دونوں کو مزید ساتھ رہنے کی خوشی کے سنگ تلقین کر رہے تھے۔

ماہی تو سن کر ہی بہت متذبذب لگی اور عالم اسکی اس طرح بیقراری بھانپ کر بابا کو دیکھنے لگا جو خود بھی ماہی کے ہزار ضبط کے اسکے چہرے کے اڑے رنگ دیکھ سکتے تھے۔

"آغا جان سنا ہے وہاں بہت ٹھنڈ ہے، آپ جانتے ہیں مجھے ٹھنڈ سوٹ نہیں کرتی۔ اور دیکھیں اب تو میرے ساتھ مجھ سے بھی دو گنی نازک ماہی ہیں، میرا خیال ہے انہی سے پوچھ لیتے ہیں" عالم نے خود ہی معاملہ بہت نرمی اور پیار سے سلجھانے کو رخ ماہی کی سمت کیا اور خود کو اس ذمہ داری سے بری کرتے ہوئے ماہی کی سمت منتظر نگاہوں سے دیکھا جس پر مقصود صاحب بھی مسکرا کر ماہی کی سمت توجہ مبذول کر چکے تھے۔

Posted on Kitab Nagri

"ہاں یہ بہتر ہے، چلو ماہی بچے بتاؤ کیا کریں پھر" مقصود صاحب کے ملائم پن سے کیے سوال پر ماہی نے باری باری بے تاثر انداز میں دونوں کو دیکھا اور اسے سمجھ نہ آیا کہ کیا کہے۔

"جیسا آپ سب کو ٹھیک لگے لیکن ٹھنڈ مجھے بھی کچھ خاص سوٹ نہیں کرتی۔ ہم یہیں گھوم لیں گے بابا کیونکہ ان کی طبیعت کا بھی تو رسک نہیں لینا" ماہی نے جس طرح عالم کی فکر دیکھائی یہ اس نے اپنے پاؤں پے آپ کلہاڑی مار لی تھی، مقصود تو بچوں کی خوشی میں راضی تھے جیسی دلفریب راضی مسکان دے گئے البتہ ماہی کو عالم کا دیکھنا سخت کنفوز کر رہا تھا۔

ناشتے کے بعد کچھ دیر کے لیے عالم بھی آفس گیا تھا جبکہ مقصود صاحب دوپہر تک آرام کرنے کے بعد جانے والے تھے۔

عالم کے جاتے ہی ماہی دن کے لیے کچھ بنانے کچن میں آئی اور اسکا دل یونہی کیا کہ وہ آج کا کھانا بنائے جس پر ملازمہ اسکی مدد کے لیے ساتھ لگ چکی تھی۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

☆☆☆☆☆☆☆☆

حسنین سارا دن کمرے میں بھوکا پیاسا پڑا رہا، اسے اس وقت اپنا ماتم منانے کے سوا کچھ بھی عزیز نہ تھا۔

Posted on Kitab Nagri

اسکے سر کا زخم بھی پٹی پر خون خشک کر چکا تھا، پٹی صبح بلال نے بدل تو دی تھی مگر وہ بلال کی لاکھ منتوں پر بھی ناشتے سے صاف منکر ہوا۔

اسکا کہنا تھا کہ اسے کسی شے کی طلب نہیں۔

ایک خوبصورت اور جوان عمر کے باوجود حسنین منصور کے اندر ظالم وقت نے تلخیاں گاڑ دی تھیں، اسے محبت کا زائقہ اور تسلیوں کی تھپکی بے اثر لگتی۔

مدت گزر گئی تھی وہ ہشی بن اوڑھے، اور یوں تپتے صحرا میں وہ لڑکی بارش کا وہ قطرہ تھی جس سے وہ پیاسا شخص ضد میں گریزاں تھا۔

گریزاں لیے کہ اتنی دیر سے بارش نے برسنے کا فیصلہ کیوں کیا، یہ محبت اور رحم کی بارش اسکی بے رحم ذات پر اس دیر سے کیوں برسی۔

رینگ پر کھڑا سر پر سفید پٹی ہنوز بندھی تھی، کالی شرٹ اور نیلی جینز میں بالوں کا بکھرا انداز اور چہرے پر اگلی ہلکی شیوا سے ویران سا کھنڈر ثابت کر چکی تھی۔

اس لڑکی پر وہ کیوں چلا آیا تھا، یہ بات اسکے ذہن میں ہیجان کی طرح پھوٹتی جا رہی تھی۔

دوسری سمت وہ بھی پوری یونی میں بوکھلائی سی بدروح بنے پھرتی رہی، اسکا دھیان ہر شے سے ہٹ کر حسنین کی سمت جا اٹکا تھا۔

"سنا ہے وہ ادا اس ہے"

Posted on Kitab Nagri

اسے کہو کبھی بھی تیرگی میں ڈوبنے لگے، کبھی بھی ٹوٹ کر گرے، کبھی بھی ہار کر گرے، تو میری یاد گلے لگالیا کرے۔

کہ اس میں زندگی کے عام دکھ تو کیا یہ رائیگانی حیات بھی کبھی کسی کو رائیگاں نہیں ملی۔

اسے کہو کہ روچکے تو دیکھ لے، میری نظر سے کائنات کے فسوں کو کھوج لے تو سوچ لے کہ منظروں کو کیا ہوا۔ کسی نے اس کے نام پر زماں مکاں پلٹ دیے، فلاسفہ کے ذہن میں بنے قدیم زاویوں کے نقش تک الٹ دیے۔ کسی نے ان فضاؤں میں خلا میں کہکشاؤں میں مہیب راستوں کے سورجوں پہ اس کا نام ثبت کر دیا۔ کسی نے اس کے راستوں میں سرخ پھول بھر دیے اور کسی نے اس کے نام کے دیے جلا کے طاقچوں میں رکھ دیے۔

ابھی بھی وہ اداس ہے، اسے کہو کہ اب بھی تیرگی میں ڈوبنے لگے

ابھی بھی ٹوٹ کر گرے، ابھی بھی ہار کر گرے تو میری یاد گلے لگالیا کرے"

www.kitabnagri.com

محبت کا کیا ہے کبھی بھی کہیں بھی کسی سے بھی ہو جاتی ہے، اس بے رحم کو اس بات سے کیا مطلب کے وہ کتنوں کا سکون تباہ کرنے کو ہے۔



Posted on Kitab Nagri

رات کھانے پر عیشہ چپ ہونے کے باوجود ہلکی پھلکی باتوں کو کرنے کی کوشش میں تھی، رات کے لیے ماہی نے بہت کچھ بنالیا تھا اور بحیثیت بہو اسے یہ سب کرنا ہی تھا مگر مقصود صاحب، عیشہ اور عالم کی سمت سے محبت کا بڑھ چڑھ کر ملنا بھی اسے خوشی نہ دیتا۔

وہ سب کو جب خود کے ساتھ سچی وابستگی سے جڑا دیکھتی تو اسکی تکلیف بڑھنے لگتی، اک نامعلوم سا احساس جرم اسے جکڑنے لگتا تھا۔

عالم کو دیکھتی تو اپنی قسمت پر ماتم کرنے لگتی، اسکی خود سے باندھی امیدیں ماہی کا دم گھوٹ رہی تھیں۔

عیشہ فی الحال اپنی الجھن چھپانے میں لگی تھی، وہ کچھ دن چپ چاپ رہنا چاہتی تھی کیونکہ اس انسان نے اسے جانے کو کہا تھا تو پہل کرتے ہوئے عیشہ کو کچھ بہتر محسوس نہ ہو رہا تھا۔

وہ چاہتی تھی کہ وہ کچھ دن اپنی کیفیت کو پرکھے، وہ جو اسکے اندر رحم دلی کے سوا پنپ رہی تھی۔

مقصود صاحب کے دل کو سکون تھا، ایک خوشگوار فیملی اور اسکا سکھ مدت بعد ملا تھا مگر انکے اندر بھی پلتا غم ہر روز نئے سرے سے جوان ہو رہا تھا۔

Posted on Kitab Nagri



عالم کو کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر ماہی نے اپنی توجہ اپنے بالوں کو بنانے پر مرکوز رکھی، وہ اسکے کمر تک لہراتے بالوں کو دیکھ کر مبہم سی مسکان سے ہونٹوں کو سجائے اس تک پہنچا اور آئینے میں تسلی اور تفصیل سے ماہی کو سرتا پادیکھا۔

وہ ڈھیلے سے بال باندھتی عالم کے قریب ہونے پر جانے کو مڑی مگر اسکی کلائی عالم کی گرفت میں آکر اسکے فرار کو ناکام بنا گئی۔

آج تو ماہی کا جسم ہر حدت چھوڑ کر الٹا سر دسا پڑھ گیا اور عالم کی نگاہیں اسکی جان الگ لے رہی تھیں۔

"بہو تو آج آپ فائنلی بن گئیں، اب مسز عالم بھی بن جائیں" عالم اس سے کوئی بے جا تقاضا نہیں کر رہا تھا مگر ماہی کے اعصاب ضرور اس مانگ پر شل ہوئے۔

ماہی کی آنکھیں قطعیت لیے انہونے خوف نے نم سی کیں اور عالم سمجھ نہ پایا اب آخر ماہی کیا چاہتی ہیں۔

"ماہی میری جان، کیا بات ہے۔ آپ مجھے کھل کر بتادیں مجھے سمجھا دیں یوں مجھے پریشان تو مت کریں" عالم اسکی نم آنکھیں دیکھ کر بہت فکر سے چور اسکا نازک چہرہ ہاتھوں میں بھرے اس قدر نرمی سے پیشانی چومتے روبرو ہوئے بولا کہ ماہی کو لگا کہ کاش وہ اس نکاح کے بجائے زندہ زمین میں دفن ہو جاتی۔

نہ خود اذیت سے گزرتی مزید نہ اس انسان کو یوں ہلکان کرتی۔

Posted on Kitab Nagri

"آپ میرے نکاح میں ہیں، یہ رشتہ بہت قریبی ہے ماہی۔ آپ مجھ سے دل کی ہر بات بھی کر سکتی ہیں، آپ عام لڑکیوں کی طرح شوہر کے قریب آنے پر شرمانے کے بجائے پریشان ہونے لگتی ہیں، بات بھی نہیں کرتیں۔ کیا میں آپ کو اچھا نہیں لگتا؟" عالم خود اب الجھ سا گیا اور مجبوراً وہ ماہی کے گریز پر یہ سوال اٹھا چکا تھا اور ماہی اب بھی جواب نہ دیتی تو یقیناً اپنی کوتاہیوں سے کچھ اور عذاب اپنے حصے لے بیٹھتی۔

"نہیں ایسا نہیں ہے، آپ بہت اچھے ہیں پلیز ایسا مت سوچیں" ماہی اپنے گرد عالم کی ہلکان گرفت کے باوجود ہمت جمع کیے بول اٹھی اور عالم کو اس کے ہونٹوں سے نکلے الفاظ اور آنکھوں کی چھپی تکلیف دو مخالف فسانے لگے۔ جیسے وہ بہت تکلیف میں ہو، اور اس پر ستم کے تکلیف میں کسی کو شریک بھی نہیں کرنا چاہتی ہے۔

"تو پھر کیوں ماہی، کیوں نہیں آتیں میرے پاس۔ آپ کچھ وقت چاہتی ہیں تو دوں گا مگر آپ کچھ نہیں کہتیں۔ میں آپ کو جبر اپنا نہیں کرنا چاہتا، سمجھ رہی ہیں ناں آپ" عالم کا لہجہ کچھ سخت سا تھا بھلے وہ خود نرم تھا، ماہی نے بوکھلاہٹ کم کیے نظر اٹھا کر عالم کو دیکھا۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

"جو چشم سوزاں چو ذرہ حیراں ہمیشہ گریاں" بہ عشق آمد۔۔۔ کسی حیران اور مرتعش شمع کی مانند میں آتش عشق میں گریہ کرتی بھٹکتی پھر رہی ہوں" راہ فرار کی کوشش بے کار سی تھی، مگر پھر بھی وہ اپنے آپ کو مزید بھاگنے پر مجبور کرنا چاہتی تھی۔ ہونٹ چپ تھے اور دلوں کی زبان اور آنکھوں کی بے تابی کا فلسفہ شروع ہوا۔

Posted on Kitab Nagri

"مجھے ایسی راتیں چاہیں کہ جن میں روشن ستاروں اور دل کے داغوں میں تمیز ممکن نہ ہو، زخموں کی تپش ہر ستارہ تھوڑی تھوڑی بانٹ لے۔ جا کر چاند سے سفارش کریں کہ میری ذات کی اندھیر نگری میں بھی اک روشنی سرایت کر دے۔ یا پھر میرے انجان مہربان میں تھک کر گر پڑوں تو میری پستی کا ادراک آپ کو خود ہو جائے، آپ مجھ سے کچھ مت پوچھیں میں کتنی بار بکھری۔ آپ میرا امتحان مت لیں۔ آپ خاموشی سے مجھے سننا سیکھ لیں کہ میں نے درد سہنا تو سیکھا ہے پر کہنا نہیں سیکھ پائی" ماہی کتنی ہی دیر بدحواسی سے ان آنکھوں کو دیکھتی رہی جو اسے بھی اسی کی مانند دیکھ رہی تھیں۔

آنکھوں کی زبان خالص اور سچی تھی، دل تک آنکھوں کے الفاظ پہنچے تھے۔

"جہان محبت میں تمہارا دل برگزیدہ ہے ماہی، یہ صرف میرا ہے مگر یہ مجھ سے ہی گریزاں ہے۔ ایسا نہ ہو میرے گلشن کے برگ بار تمہاری تکلیف کا سوچ سوچ کر مر جھانے لگیں۔ خوشبوئیں روٹھ جائیں تو جتنی بہاریں آئیں، مہکار لوٹ نہیں پاتی" وہ آنکھیں ہرگز غیر نہ تھیں، وہ اسے الجھا رہی تھی۔

وہ دیکھتی تو رخصت سے تھی مگر اسکے اندازِ پل میں آنکھوں کی زبان سے خائف اور بددل ہونے لگتے تھے۔

www.kitabnagri.com

"میرا دل بھی برگ پوش تھا میرے مہربان مگر قسمت نے ہر ہریالی اجاڑ دی۔ میرے ہاتھ دیکھیں یہ نامرادی کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ میرے چہرے کی خوبصورتی کے سوا مجھے دیکھیے کبھی، دیمک لگی دیکھائی دے گی۔ میرا پورا پورا اک زخم دیتے بوجھ میں دبا ہے، پھر آپ کہیں کہ سانس کیسے لوں۔ میں جس زدہ زندگی کی باسی آپ کے

Posted on Kitab Nagri

سنگ معطر اور حسنین سفر پر کیسے چل پڑوں "ماہی کی آنکھیں نمی میں پیوست تھیں، اسکا مہربان یوں تھا جیسے اسے سچ میں سن رہا تھا۔

"میں بھی الجھ چکا ہوں، میرا دل ہر طرح میری سوچوں سے مخالف دھڑکنے لگا ہے۔ میں برگشتہ ہونے کے خوف سے تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے خدشے مجھے کہو، مجھے کہو تا کہ میں تمہاری اور اپنی الجھن کا توڑ کر سکوں۔ اس تعلق میں تشنہ سے دو کنارے رہنا مجھے منظور نہیں "اپنی انگلیوں کی نرم پوروں سے وہ ماہی کی بہت کچھ کہتی آنکھوں سے بہتی شفق کو بہت نرمی سے ہٹا گیا تھا۔

اب باری تھی زبان کی کہ یہ طلسم توڑ دیتی۔

وہ ہنوز جواب کا منتظر تھا۔

"جی "ماہی کی بے ضرر سی جی پر وہ اب کچھ برہم سا ہوا اور ماہی اس کے چہرے پر لکھی خفگی بھانپ چکی تھی مگر اسکا ذہن معاف تھا۔

"کیا جی، آپ کیا میرا امتحان لے رہی ہیں؟" عالم کے لہجے میں مقدور بھر سوالیہ لہر بھانپ کر وہ خود اپنی ناکامی پر سر جھکا گئی اور اپنے ہاتھوں کو بری طرح مسل کر سرخ کرنے لگی۔

"آئی ایم سوری، آپ ناراض نہ ہوں "ماہی نے خوفزدہ ہو کر عالم کے دور ہونے کو بھانپتے ہی اسکی شرٹ کی آستین جکڑ کر اسے دیکھتے تا سفس سے کہا اور عالم آنکھیں موند کر ایک لمبی سانس بھرے ہارے سے انداز میں خود کی سمت بے بسی سے دیکھتی ماہی کو دیکھنے لگا۔

Posted on Kitab Nagri

"ماہی آپ مجھے الجھارہی ہیں، امتحان لیں مگر یوں اکتا کر اور خوفزدہ ہو کر نہیں۔ پاس رہ کر، پاس آکر "عالم کاہر انداز چینیچ چینیچ کر ماہی کی آرزو کر رہا تھا، وہ رسائی کا سکھ چکھنا چاہتا تھا مگر ماہی کو لگتا تھا وہ اس سب کے بعد شاید یہ جو رہی سہی مضبوط ہے یہ بھی نہیں رہے گی۔

اسے اپنے دل کو بھی جواب دینا تھا، وہ دل جو اسے عالم کے قریب جانے پر کوستا تھا۔

اور مکمل عالم کا ہو جانے پر تو وہ دل کے معاملے میں سزائے موت کی حق دار ہو جانے والی تھی۔

وہ چاہتی تھی اسکی زندگی اسی جگہ رک جائے، بس وہ سوال سن کر جواب کے لیے ٹالتی رہ جائے۔

"میں آپکے پاس ہی ہوں، تھوڑا وقت دے دیں "ماہی کی آواز آنسو آنسو تھی اور اسکے اس جان لیوا تقاضے پر عالم نے اسے شدت کے سنگ پکڑ کر گلے سے لگایا اور وہ بنا کوئی مخالفت کیے اسکے وجود میں چھپ گئی۔

عالم کو سمجھ نہ آئی کہ وہ ماہی کی آرزو یک لخت اتنی شدت سے کیوں محسوس کر رہا ہے، اسکا دل کبھی یوں بیقرار نہ تھا مگر یہ سب اسکے بس سے باہر تھا۔

"کچھ دن دے رہا ہوں آپکو، مجھے آپکی الجھن سننی ہے ماہی۔ میں آپکے لیے آپکا دوست آپکا ہمدرد سب بننا چاہتا ہوں، میں آپکو جاننا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ماہی کو کونسا رنگ پسند ہے، وہ کب مسکراتی ہیں۔ انکا دل کب دھڑکتا اور انکے دل میں میری کیا جگہ ہے۔ مجھے یہ سب بتائیں پلیز، زیادہ وقت نہیں دے رہا سن لیں۔ بس چند دن "عالم اسکے وجود کو اپنے وجود میں سمونے اسکی سماعت چھو متا اسے بہت خطرناک تاکید کر رہا تھا اور وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے جل رہی تھی، اسے اپنی موت سامنے دیکھائی دے رہی تھی۔

Posted on Kitab Nagri

عالم اسے جب بھی اپنے سینے سے لگاتا تھا تو اک نامعلوم سادہ دماہی کے اندر سرایت کرتا، یہ گرفت اسے جائز لگنے لگتی۔ وہ روتی اس لیے تھی کہ اسے پرانی گرفت میں سکون ملنے لگا، پرانی گرفت یعنی وہ گرفت بقول اسکے بد قسمتی سے دائم کی نہ تھی مگر پگلی کیا جانتی کہ یہی تو اسکی جائز اور حق دار جگہ تھی تبھی تو دونوں کے دل ایک دوسرے کے لیے حد درجہ بیقرار تھے۔

عالم اسکی تکلیف سے بے نیاز ہو کر بھی دل سے جل رہا تھا، کیونکہ وہ دو دل ایک تھے۔
اور دل تو وجود کی ہر طلب اور ضرورت سے پرے بھی پوری شان سے دھڑکتے تھے۔

اگرچہ ایک قبیلے کے فرد ہیں دونوں

تجھے گلاب بنایا مجھے بول کیا

کبھی یہ غم کہ ادھورا رہا ہمارا کام

کبھی یہ سوچ کہ جتنا کیا فضول کیا

ہوانے گرد اڑائی ہے بارہا میری

پلٹ پلٹ کے زمیں نے مجھے قبول کیا

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

Posted on Kitab Nagri

"آپ خود کو اب مجھ سے شئیر کرنے کے لیے تیار کریں ماہی، جو بھی خدشے آپ کو لاحق ہیں پلیز میں ہوں ناں مجھ سے کہیں۔ آپ کو اس ان کہے دکھ میں تنہا جلتا کیسے دیکھوں۔ مجھ سے کوئی شکایت ہے، میری کوئی بات بری لگی سب جاننا چاہوں گا۔ لیکن اس خود ساختہ سی تکلیف سے نکل آئیں، آپ کو مکمل خوش اور آباد دیکھنے کی آرزو ہے۔ آپ کی سچی مسکراہٹ جو ابھی تک مجھے دیکھائی نہیں دی وہ دیکھنا چاہتا ہوں" عالم شدت جذبات میں ڈوبا اسے اپنے وجود سے رہائی دیے اسکے دونوں ہاتھ تھامے اسکی آنکھوں میں جھانک کر تاکید کر رہا تھا اور وہ کہنا چاہتی تھی کہ میرا نقصان مجھے خوشی کی سمت جانے نہیں دیتا۔

سناتھا آنکھیں آنکھوں کو پہچانتی ہیں اور درد چہرہ شناس ہوتا ہے اور اس بات کی گواہی یہ بے نام انجان مہربان اور اسکی ماہی دیتے جا رہے تھے۔

"جی" پھر سے جی سننا عالم کو قبول کرنا پڑا تھا، وہ کوئی جذباتی انسان تو تھا نہیں کہ پہلے سے ہلکان ماہی سے زبردستی کوئی حق وصول کرتا۔ محبت میں یہی تو خوبصورت بات ہے کہ انسان کو اپنے ساتھ اپنے محبوب کا سکھ بھی عزیز ہوتا ہے۔

www.kitabnagri.com

"اچھا اب آپ جا کر سو جائیں، اور پریشان مت ہوا کریں۔ مجھے تھوڑا کام ہے" ماہی کو بہت پیار سے وہ اجازت دیے وہیں کھڑا کچھ دیر ماہی کا ہر بجھا انداز بھانپتا رہا اور پھر کام کے باعث کمرے سے نکل کر سٹڈی روم چلا گیا۔ کام تو بہانہ تھا، درحقیقت وہ اپنے ذہن و دل کی اچانک افتاد سی بیقرار یوں کی گٹھی سلجھانے کی کوشش کرنا چاہتا تھا۔

Posted on Kitab Nagri



ایک ہفتے تک عالم نے اپنے جذبات پر ہر ممکن بند باندھ لینے کا کٹھن فیصلہ لے لیا تھا، وہ ہر رات ماہی سے کیے عہد پر قائم رہنا مشکل جانتا تھا۔ اسکے ساتھ ساتھ اسکا ذہن کچھ نئی تبدیلیوں کا شکار بھی ہو رہا تھا، اسے گاہے بگاہے خواب میں یا یونہی بے دھیانی میں ہیولے دیکھائی دینے لگے تھے۔

ماہی بھی اس بے نام شخص کی آرزو کا مکمل دیوان بنتی جا رہی تھی، اور یہ معاملہ اسکے ہاتھوں سے ریت کی مانند پھسلنے لگتا تھا۔

www.kitabnagri.com

ماہی اس ہفتے دوبار عالم کے ساتھ بابا کی طرف گئی اور بابا کی سمت سے شفقت اور لمس پا کر وہ اپنے اندر اس جنگ کو لڑنے کی ہمت جمع کر لیتی تھی۔

عالم نے دوسرے دن ہی آفس سٹارٹ کر لیا اور وہ جتنا وقت تھا وہ ماہی کو سوچنے کے لیے سوپنا چاہتا تھا۔

ماہی کیا کرے وہ سمجھ نہ پائی، دل کی چینیں اسے سونے نہیں دیتی تھیں۔

Posted on Kitab Nagri

عالم سے نا انصافی اسے ہلکان کرتی تو دائم سے بے وفائی کا سوچ کر اس کا دل چلنے سے انکار کر دیتا۔
اس قدر ذہنی دباو میں ہو کر بھی وہ اپنے دل کو جب سالم پاتی تو اس معاملے پر بھی زخمی ہونے لگتی۔
ڈراموں میں لوگ مرتے دیکھتی تھی تو اسے لگتا کاش وہ بھی چپ چاپ مر جائے تاکہ کسی ایک طرف کی ہو جائے۔

عیشہ اس ایک ہفتے انتہا کے پریشان حال لمحوں سے گزری، ہر روز اپنے قدم کیفے تک لے جاتی مگر حسنین کا آخری رویہ اسے کیفے کی راہداری پار کرنے سے روک دیتا۔
حسین پورا ہفتہ سوگ مناتا رہا، بلال بھی نہ ہوتا تو شاید اس بے حس کو مرے بھی زمانے بیت چکے ہوتے۔
ہفتے میں اسکی پیٹی اتر کر چھوٹے سے بینڈ تاج تک آگئی اور ہفتے بعد بلال کے بہت سمجھانے اور اپنی قسم دینے پر وہ دوبارہ جاب شروع کرنے پر راضی ہوا۔

بلال نے اسے سمجھایا کہ وہ اس کے لیے اہم ہے اور یوں وہ اسے دیکھ کر دکھی ہے۔
www.kitabnagri.com
دوسرا اسے اپنا بوجھ بھی تو اٹھانا تھا، تب تک جب تک موت یہ اپنے سر نہ لاد لیتی۔

وہ ہفتے بعد کیفے آیا اور اپنا کام شروع کیا، دو دن بعد عیشہ کی برٹھ ڈے تھی اور مقصود صاحب نے ہمیشہ کی طرح حویلی میں ایک پارٹی رکھی تھی اور وہ جو پچھلے چھ دنوں سے اپنے قدم بنا کیفے میں لے جائے موڑ لیتی تھی، آخر کار اس ساتویں دن ہمت کیے اندر جانے کا فیصلہ لے گئی۔ یہ فیصلہ بھی محبت نے لیا، محبت کے لیے۔ محبت کی کشش نے کروایا۔

Posted on Kitab Nagri

اور اسے اس طرف قدم بڑھاتے دیکھ کر ابھی وقت کہہ رہا تھا کہ ہر دروازے پہ منت اور منت نہیں چلتی کچھ در بڑے مست ہوتے ہیں مرضی سے کھلتے ہیں، بس اُس در پہ اپنے نام کی عرضی لگا کے آجاؤ۔ در والے کی نظر پڑی تو پکار لے گا مَن چاہا تو عنایت بھی کر دیگا، پڑی نہ رہنا خود کو بھکارن نہ بنانا جھلیے، بھیک سے پیٹ پلتا ہے دل نہیں۔

اور پتا کیا، محبت نے اس بار بے یقین سے مرکز پر حملہ کیا تھا، کچھ محبتیں ہوتی ہی تکمیل کے لیے ہیں اور انہیں کامل ہونے سے کوئی روک نہیں سکتا۔

پھر یہی وقت کہتا دیکھائی دیتا ہے کہ اب منت اور منت دونوں کا آمد ہیں، دل منت مانگے گا اور آنکھیں ایک دوسرے کی منت کر کے ایک دوسرے کو پورے کا پورا مانگ لیں گی۔



جاری ہے

Posted on Kitab Nagri

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

[Fb/Page/Social Media Digest](https://www.facebook.com/KitabNagri)

[Fb/Pg/Kitab Nagri](https://www.facebook.com/KitabNagri)

samiyach02@gmail.com

[whatsapp _ 0335 7500595](https://www.whatsapp.com/channel/0029va700595)